





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ

# حق پر کاش

جواب  
 ستیا رکھ پر کاش

جس میں سو امی دیانند بانی آریہ سماج کی ستیا رکھ پر کاش  
 متعلقہ قرآن شریف کا معقول اور مقبول جواب ہے  
 مصنفہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی قاسم) امرتسری

۱۹۱۵ء  
 لاہور میں شائع





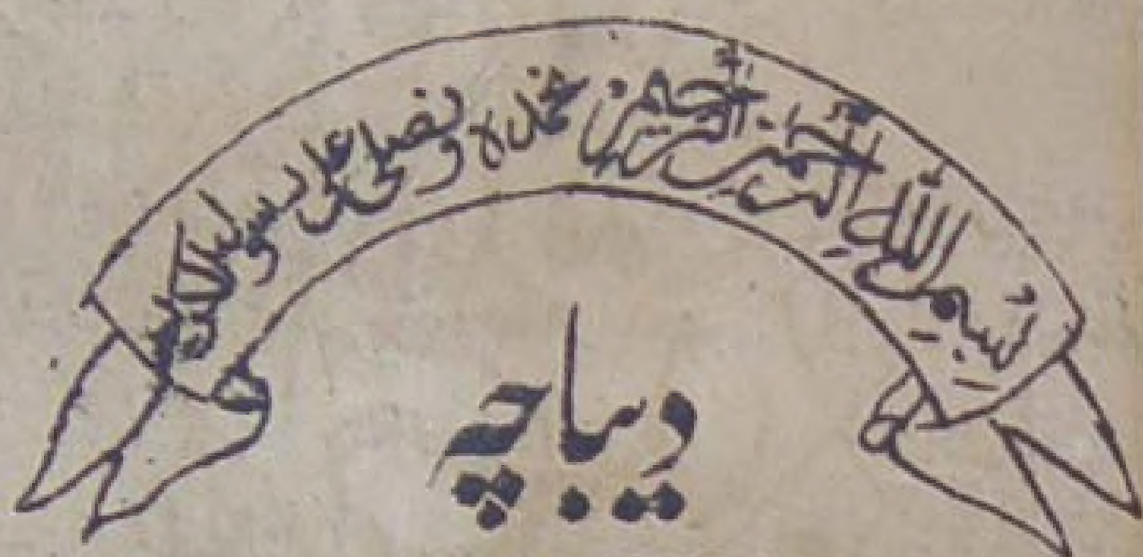
یہ اخبار کیا ہے؟ مجبوع البحرین ہے۔ یعنی دین و دنیا  
کا مجموعہ۔ ۲۲۸۱۸ تقطیع کے ۱۶ برتنے صفحات پر ہر جملہ کو  
ہفتہ وار امرت سر سے شائع ہوتا ہے۔ جس میں مضامین  
مذہبی۔ اخلاقی۔ مسائل۔ فتوے اور مخالفین کے اعتراضات  
کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ ایک دو صفحہ پر  
دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ  
اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و بدعت کا مخالف اور  
مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا۔ اور دنیا کی  
چیدہ چیدہ اور عمدہ خبریں بتلانے والا ہے۔

قیمت سالانہ تین روپے (تین روپے)

شمارہ

شمارہ اخبار التوحید و سنت





## دیباچہ

### پہلے مجھ دیکھئے

سوائی دیباندگی نے ایک کتاب ستیا رتھ پرکاش ناگری میں لکھی تھی جس میں تعلیم مذہب کے  
 منہ کا کسٹون (رد) اور اپنی معمولی مسائل بیان کیا تھا۔ کتاب مذکور کے چودہ سہاس (باب) یا  
 (پے) میں۔ ان میں سے جو دہویں باب میں قرآن شریف پر مضمون ہوئے ہیں۔ جسک کتاب  
 در ناگری میں نہیں تو بوجہ نہ ہونے عام ملکی زبان کے چنداں شہرت نہ تھی۔ گہمنا اسکو ناگری میں  
 ی مطا کو کیا تھا۔ جب ہی ہمارا خیال تھا کہ جسد اسلام سے اس کا حصہ متعلق ہے اس کا جواب  
 دے دیں دیا جاوے گا اس وقت اس کے جواب دیں یہ وقت بھی تھی کہ ناگری کا ترجمہ بھی ہیں ہی نا  
 تا خدا کی شان! یہ کام جو خدا کو ہم سے کرنا ہی تھا اس کا سبب بھی خدا نے آریوں ہی کو بنایا۔  
 کہ انہوں نے کتاب مذکور کا ترجمہ ملک کی عام زبان (اردو) میں کر کے ہزار ہا عہدیں شائع کیں۔ پھر تو  
 کیا تھا۔ ایک تو ہمارا ذاتی خیال۔ دوم دوستوں نے بھی جو اس عاجز کو محض اپنی حق نطقی سے اس  
 ملے سوائی کے لفظی معنی تو مالک کے ہیں مگر مہندوں کے محالے میں سادہ ہو کو سوائی کہتے ہیں۔ جیسے مسلمان  
 تارک دنیا کو صوفی کہا کرتے ہیں +

ملے ہندوؤں نے اپنی مضمون کے متعلق اس کتاب کے مستند جواب دیئے ہیں چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں:-  
 دیباندگی پرکاش۔ ستیا رتھ بہاسکر۔ دیباندگی پرکاش۔ عیسائیوں کے جواب کا نام۔

دیباندگی پرکاش درپن -  
 دیباندگی پرکاش



خدمت کے قابل سمجھتے تھے اسکی جواب کا تقاضا شروع کیا چنانچہ اہم اللہ کر کے خاکسار نے ہر کم کو  
شروع کر دیا۔ اور خدا نے بھی پورا کر دیا۔ فاما بعد للار ۛ

اس بات کا اظہار پور ضروری نہیں کہ سوای جی کے سوالات مولانا غلط فہمی پر مبنی ہیں اسلئے  
کہ حق کو قبول کرنے سے ہمیشہ غلط فہمی ہی مان سوا کرتی ہے۔ نہ حق کی سمجھ کر حقہ بخوبی آجاتی پھر  
اسی است گرو کے دل سے مخالفت نہیں اٹھا کرتی ہاں اس بات کا افسوس ہے ضروری کہ اس  
جواب سے سوای جی کی تیز زبانی اور نافہمی کی نسبت ہندوؤں کی فضاہتیں سنا کر نہ کسی قدر اور  
نامق کی علامت پر مبنی اور بالآخر آمیز سمجھا کرتے تھے۔ مگر جب ہم پر گزری تو اس بڑا بھاری سدھرا  
کہ ہماری یہ قدیمی رائے غلط ثابت ہوئی جس سے کہ نہ کو ہم ہندوؤں کی شکایت کو واجب ٹھیکے  
پر مجبور ہیں۔

سوای جی نے قرآن شریف کا اردو ترجمہ ناگری میں کرنا شروع کیا۔ آگے بڑھ چکے تھے۔  
بغیر کچھ منہ پیرا انکو مارا گواہوں نے ترجمہ کا نام نہیں بتلایا مگر قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس ترجمہ  
پر سوای جی نے ہمارے کام کیا وہ شاہ رفیع الدین صاحب لفظی ترجمہ پر جو بوجہ غایت میں اور  
اور عربی کے مطلب خیر نہیں۔ بلکہ اس کے سوای جی اس میں اپنی یاد سے بھی باز نہیں  
چنانچہ ناظرین موقع پر دیکھیں گے۔

سوای جی نے سوالوں پر نمبر بھی لگائے ہوئے ہیں۔ کل نمبر ۱۵۰ ہیں۔ مگر ہم ان کی خاطر  
انکی وکالت میں ایک نمبر اور زیادہ کر کے پورے ۱۵۱ کر دیں گے۔ اگر چاہیں سماجی دوست کہتے  
تو ایسے نمبروں کی تعداد ہم ہزاروں تک انکو پہنچا دیں تو کاش کہ سوای جی بجائے نمبر ۱۵۰  
صرف ۵۹ بلکہ ان میں سے بھی ۵ کے عدد کو اڑا کر صرف ۵ سوال ہی ایسے کرنے چکے و و دان  
تم ہندوؤں سوال کا نقب دے سکتے۔ خیر ہر حال جو کچھ سوای جی سے مواد دی ۱۵۰ یا  
ہماری وکالت کی مدد سے ۱۵۰ نمبر ہیں جن کو ہم چند نہایت اہم کی عبارت میں پورے  
کے پورے نقل کر کے جواب دیں گے۔

سوای جی نے جب ناظرین کے ہر روز می ہر کچھ قرآن شریف کا لفظی ترجمہ کیا  
ترجمہ سے نقل کیا ہے۔ پھر اپنا نام تحقیق کر کے اڑا دیا۔



کرتے ہیں اس کی بغرض مناسبت اگر یہ عاقل اپنے آپ کو اس لقب کے قابل نہیں سمجھتا تو اس  
 کہ من دامت الخلق کے مقابل میں جواب کے سرے پر مدق لکھ کر جواب شروع ہو گا +  
 چونکہ سوانحی کے اکثر سوال یہ ہیں جو دیکھ دہر م یا آپہ حاج کے ساتھ مذہب  
 کے بھی ثبات میں یا اس پر غور ہوئے ان کی تریہ اور ان کے مسائل سے جواب دیکر بعد میں تحقیق جواب  
 دیے ہیں +

وآخر ہر کہ ہمارے حالات میں ستیا رتھ پر کاش سے مراد مستند اردو ترجمہ پنجاب پر  
 نہ ہی بھا پنا ہے اور گرید آدی پر شہر ہو گیا رتھ بھو کاش سے مراد مترجمہ باہو بال شگہ آریہ  
 ساکن کرناں ہے پس جس مادہ کو ہمارے حالات یا وید کے ترجموں میں شہر ہر وہ براہ راست ہم  
 بذریعہ ذیل کارڈ کے دریافت کریں ہم ان کو سوامی جی کی تعینیت ہی سے وہ جو آدھارنگ  
 انشا رائے تھانے +

تیز واضح رہی کہ ہم نے اس جواب میں کسی بھی مصنف کو ہی طلب نہیں کیا کیونکہ ہم جانتے  
 ہیں کہ جس قدر اسلام سے دوری ہوئی ہے وہ صرف سوامی کی غلط فہمی سے ہوئی ہے اس لئے  
 ان کے جیسی مکمل اپنے ازل گشت یاں میگیم دی کہیں تو ان کا تصور نہیں +  
 طبع اول میں یہ کتاب پہلی کتاب اس کے ساتھ اس مناسبت کی لگائی گئی تھی کہ اُس  
 آریوں سے مباحثہ تھا۔ مگر طبع ثانی میں دوستوں کی خواہش کے مطابق اس کو لگ کر دیا گیا اور  
 اس کا نام بھی مناسبت کے لحاظ سے حق پر کاشش جو اب ستیا رتھ پر کاشش جو اب ستیا رتھ پر  
 طبع اول پر آریوں میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوا۔ جواب خوب کا اشتہار بھی ہوا۔ بلکہ  
 رسالہ آریہ مسافر میں سید جواب بھی نکلا۔ لیکن آخر وہی مثل صادق ہوئی +  
 جواب بھر کو دیکھو یہ کیسا سرگٹا ہوا + تیکر وہ بڑی ہنسی ہو کر ڈر ڈر ٹوٹ جاتا ہے  
 ہم منتظر تھے کہ پورا جواب بھابھو تر طبع ثانی میں اس کی طرہ بھی روئے سخن ہوتا جائے۔ مگر افسوس  
 آج چند مہینوں میں ابھی مادی نہیں ہو کہ مجھ صاحب الوب ہو کر ستمبر ۱۹۲۲ء سے آج اپریل  
 ۱۹۲۳ء تک پھر جواب ابواب کی مشک نہ آئی۔ بلکہ بوقت شج ثبات جنوری ۱۹۲۳ء  
 بوقت طبع رابع ۱۹۲۳ء تک بھی ان کی آواز نہ آئی +



دل کی کل ہی میں ہی بات نہ ہونی پائی + حیف صد صیف ملاقات نہ ہونے پائی  
 گرج کچھ آئیہ صاحبان نے کہنا ہے ہمیں سام ہے۔ مگر پتر ہوتا کہ ان کے قلم سے نکل کر ان کا  
 جوش سرور دیتا ہے پھر یہ ان میں خدا جاکر نتج دیتا وہی مستند کہلاتا +  
 جس قدر مضمون رسالہ آریہ مسافریں نکلا تھا اس کا جواب انہی دنوں میں رسالہ انوار الاسلام  
 سیکڑ میں فوراً نکل گیا تھا تاہم بعض باتوں کا جواب جو خاکسار سے بالخصوص تعلق رکھتی ہیں۔ موقع  
 موقع عرض کیا جاوے گا۔ لیکن جواب اب جواب کی عبارت کا نشان ہوگا کہ اس عبارت سے پہلے مؤید کا  
 لفظ ہوگا۔ جیسے کہ سوامی جی کی عبارت کے سرے پر تحقق کا لفظ ملے گا۔ مؤید صاحب نے جواب کے دیباچہ  
 میں پھر الزام لگایا ہے کہ ستیارتھ پرکاش تصنیف ہوئے بعد ۲۴ برس تمہیں جواب سوچھا۔  
 مگر افسوس کہ انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ ۲۴ سال اگر گزرے ہیں تو ناگری ہی میں گزری ہیں۔ لیکن  
 جب ملک کی عام زبان اردو میں آپ لوگوں نے اسکا بلوئی دکھایا تو جواب کی ضرورت بھی محسوس  
 ہوئی۔ پھر تو فوراً قرعہ ڈالیا گیا علاوہ اسکے یہ الزام تو سوامی جی پر بھی ہے کہ قرآن کو نازل ہوئے  
 تیرہ سو برس گزری ہیں اور اب سوامی سے بعد مشکل یہ بن پڑا جو آگے آتا ہے۔ اگر کہیں کہ سہی  
 جی تو پیدا ہی اب ہوئے ہیں وہ تیرہ سو سال پہلے کیونکر قرآن پر اعتراض کرتے تو گزارش یہ ہے  
 کہ یہ خاکسار بھی تو سوامی جی کے زمانہ کے بعد ہی بالغ اور تحصیل علم سے فارغ ہوا۔ اگر خاکسار  
 کو ان سے نیاز حاصل ہوتا تو غالباً ان کو ستیارتھ پرکاش لکھتے ہوئے چودھویں سہاس  
 لکھنے کی حاجت نہ ہوتی +

جواب مذاحق پرکاش کی صورت میں شائع ہونے کو بعد سوامی درشنائنند برائیونی کو جواب کا  
 خیال پیدا ہوا چنانچہ انہوں نے اپنے ماہوار رسالہ "مباحثہ" کے ایک مضمون میں جواب دینا  
 شروع کیا۔ اسے دیکھ کر ہم مدت تک منتظر رہے کہ سوامی جی ختم کریں تو اس کا جواب کے فیصلہ  
 بھی ثالث میں ساتھ ہی کر دیں۔ مگر افسوس کہ سوامی درشنائنند جی ایک دو قدم چل کر ایسے گئے  
 کہ ان جنوری سنہ ۱۹۲۸ء تک انتظار شدید برداشت کر کے بعد افسوس کہ طبع ثالث کا انتظام  
 اس وقت تک طبع رابع تو وہ دینا سے غائب ہیں۔

۱۹۲۸ء کیلئے بعد ہیں۔ آریوں میں بڑی خوبی کے آدمی تھے (متر)



ناظرین! آریوں کے مشن میں مسند مذہبی تصنیفات ہوتی ہیں اظہار کی حاجت نہیں۔ مگر  
حق پرکاش کے جواب پر حوصلہ نہونا کیا وجہ رکھتا ہے؟ یہی اُنکا علم بھی اسی بات کا فیصلہ کرتا ہے  
کہ وہی دیانند سی کے اعتراضات پستیانی سے مضبوط نہیں ہو سکتے  
نخست اول چول بند مسداس کج + تا فریائے رود دیوار کج

خاکسار

امرتہ

مصنف

(اندازاً) ۱۹۰۰ء

جنوری ۱۹۰۲ء

جنوری ۱۹۰۴ء

جولائی ۱۹۱۵ء

تاریخ طبع اول

طبع ثانی

طبع ثالث

طبع رابع



# حق پر کاش

مطبوعات

## ست ارتھ پر کاش

(۱) سورہ فاتحہ - شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے ہر بان کے (آیت اول) **محقق** مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے لیکن اس قول درحقیقت یہ ہے کہ اس کا بنیوالا کوئی دوسرا ہے کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو شروع ساتھ نام اللہ کے ایسا نہ کہتا بلکہ شروع واسطے ہیث انسانوں کو ایسا کہتے۔ اگر انسان کو کفایت کرتا ہر کلمہ بھی درست نہیں کیونکہ اس میں گناہ کا شروع ہی خدا کے نام سے ہونا صادق آئیگا اور اس کا نام ہی بدنام ہو جائیگا۔ اگر بخشش اور رحم کرنیوالا تو اس کے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کی واسطے دوسرے جانداروں کو مار سکتا ایذا دلا اور ذبح کر اگر گوشت کھانے کی (انسان کو) اجازت کیوں دی؟ کیا دے دی رنج بے گناہ اور خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں؟ اور یہ بھی کہنا تھا کہ خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع تخراب باتوں کا نہیں یہ الفاظ مبہم ہیں کیا چوری - ناکاری - دروغ گوئی - ادا حرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائیگا؟ اس وجہ سے دیکھ لو کہ قصاب وغیرہ مسلمان کھائے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی "بسم اللہ" اس کلام کو پڑھتے ہیں۔ جب یہی اس کا ذکر نہ کرے بالامطلب ہے۔ تب ہی تو براؤن کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں اور مسلمانوں کا خدا پریم بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا رحم ان حیوانات کو بھی نہیں ہے اور اگر مسلمان لوگ اس کا مطلب نہیں جانتے تو اس کلام کا نازل ہونا بیفائدہ ہے۔ اگر مسلمان لوگ سمجھ کر کرتے ہیں۔ تو پھر اسل مطلب کیا ہے؟

(۱) سوای جی اگر گریہ ستر اول کا ملاحظہ کر لیتے تو یہ جیسا اعتراض منہ پر نہ لاتے۔



سماجیو! غور سے سنو!

ہم لوگ اس گنی کی قرینیت کرتے ہیں جو کہ ہر پوراہت کرنے والا یگوں کا ہون  
کرنے والا۔ روشن موسوں کی تبدیلی کرنے والا۔ جلد جو اہرات کا پیدا کرنے والا ہے  
وہ گویہ منتر اہا

بتلاؤ! اگر گنی سے بقول آپ لوگوں کے (خدا ہر ذہن اور دیدہ ہی خدا کا کلام ہے  
تو اس کلام کا قائل کون ہے؟ اس کے علاوہ پھر وید ادھیائے اکیس منتر ۱ اور وید اشک  
ادھیائے اورگ ۲ منتر ۳۔ اور پھر وید ادھیائے ۳۲ منتر ۴۔ اور پھر وید ادھیائے ۲۰ منتر ۵ اور پھر وید  
کاٹھ ۶۔ ازواک ۱ اورگ ۲ منتر ۳ اور پھر وید ادھیائے ۵ منتر ۴ وغیرہ کو بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ خیر  
تو انہی جواب پر اب تحقیق کیجئے!

آہامی کتابوں کا محاورہ اور طریق کلام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی تو خدا خود تعظم کے صیغہ سے  
ادھا مطلب فرماتا ہے اور کبھی غائب سے۔ اور کبھی کوئی ایسا مطلب جو بطور دعایا التماس کے نہیں  
کو سکھانا منظور ہو اس کو بدوں کی زبان پر بیحد تعظم باری کرایا جاتا ہے۔ سورہ فاتحہ بھی اخیر قسم  
سے ہے جس پر سوامی نے بوجہ واقعی کتب بانی کے خرافات جلد دیا۔

آں! یہ خوب کہی کہ گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہو گا جس کا جواب یہی کافی ہے :-  
شعن شناس نی۔ بلر خطا انجاست۔ "نہیں معلوم آپ کو اتنی جلدی کیا تھی کہ قرآن شریف اور دیگر  
ادھامی کتابوں کا رد کرنے بیٹھ گئے۔ بلا سے کسی عربی مدرسہ میں رکھ کر قرآن کو سمجھ لیتے۔ مگر دھاری سچائی کا پنا  
انہا کے بغیر نہیں سکتی۔ سوامی جو فقرہ منبر میں فرماتے ہیں :-

ہو وہیب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں جہوٹا  
بتلائے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔ اس سے بڑے جھوٹا مذہب اور کون ہو سکتا ہے۔"

پس سوامی جی تھارن اور ان کے پیروں کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن شریف کے  
مذہب کے گردنا آدمی ہیں۔ پھر جہوٹا سنی تعلیم کو جھوٹا اور غلط کہو تو تم سے زیادہ کون ہے؟  
سماجیو! سنو نہ چھپاؤ۔ ہوا کیا۔ اگر شاگرد بننے کا اقرار کرو۔ تو ہم تم کو ایک جواب سکھاتی ہیں۔

سنو! صاف کہہ کہ سوامی جی کوئی ادھامی نہ تھے۔ کہ انکی ساری باتیں واجب تسلیم ہوں



بلکہ وہاں کے ایک مشہور شخص سے غلطی بھی ممکن تھی۔ اس قول میں بھی وہ غلط جال میں کہ کثرت رائے کو انہوں نے مستحکم حقیقت سمجھا لیا اگر تم یہ کہہ دو گے کہ تم بڑی ہوشیار لگے لیکن یہ حکم اللہ سے سوامی جی کے قابل میں اُنکے جواب دینے کو اُنکو اقوال کا نقل کرنا کافی ہوگا +

مطلب آیت کا ساتھ دینا کہ ہم خدا کی تعریف کو جو آئندہ کلام میں آتی ہے خدا کے ہم درخشاں کرتے ہیں یاں اگر کوئی اور کلام بھی نیک یا جائز ہو اور خدا کے نام سے شروع کیا جائے تو سب بہت ہے۔ مرام ہم کو ہم اللہ سے شروع کرنا یا مرام چیز کو ہم اللہ کر کے کہانے سے آدمی کا فرج جاتا ہے اس ذبح و ذبح کی طرف ہی موقع پر اشارہ کیا ہے۔

سوامی جی! واقعی یہ بے رحم کی بات ہے کہ بے زبان جانوروں کو ذبح کر کے اُنکے لایم زندگی پر ہر کر دی جائیں۔ پس سے وہ فائدے مند ہیں۔ ایک تو وہ جس جہاں بھول چکے، بڑے اہل سے اُن حیوانی قابضوں کی قید میں آکر سپین ہی ہیں اور کچھ اپنی سبھی سبھی سے رائی پائیں۔ وہ دم تھلائے! اگر وہ انسانوں کی طرح ہمارے اپنے موت کے مرین تو کتنی تکلیفوں سے اُنکی رگوں قبض ہو۔ سوامی جی! ہمیں کہیں درشن ہو جائے تو ہم اُن سے پوچھیں کہ موت کی سختی کتنی کٹھن امر ہے۔ پس اُس سختی کے مقابل میں ذبح کی سختی کوئی چیز نہیں۔ انسان کو بیماری اور قہر سے بڑے سے سختی ہوتی ہے سوامی جی! اُسکا اعزازہ لگاتے تو یہ آخر اسن کبھی منہ نہ لاتے بلکہ تاج کا ڈال سول ہی قرار دیکر کہ سب اُنکے سر ایک سماجی کافر میں ہو کہ بدعت بیکردس پانچ چار یونکو نہیں تو انہیں کوئی لدا کرے۔ حالانکہ ان اپنی تکالیف کا اظہار اور علاج بخوبی کر سکتا ہے اور طبیعوں کے مشورہ سے اُن کی تکالیف میں بہا اوقات کسی بھی ممکن ہو مگر صیو آج پھر بے زبان کیا کہیں اور کس کو کہیں؟

کرن ملنا جو زبان و پیش  
قہر و پیش بجان درویش

تو اُن کوئی صاحب یہ سوال کرے کہ اسی طرح انسان کو بھی ذبح کر کے موت کی سختی سے بچا لیا جائے تو ہم کہیں لگے نہیں اس کو انسان کو ایسا ملنے سے موت و قہر کی سزا سزا جتنی ہے علاوہ اس کے انہیں کہ بشتہ دار اور دوست کہیں اس امر کی اجازت نہیں دی سکتے۔ کیونکہ اُس کے مرتے دم تک اُنکو اسکی امید ریت ہوتی ہے جس سے اُنکی بہت کچھ امیدیں وابستہ ہوں۔ پس ان جوہ سے انسان کو لے کر میں خدا کا اندیشہ ہے۔ اسکو نہ کسی نابکم وقت نے نہ کسی شریت نے اسکی اجازت دی ہے۔



انسان حیوان است کہ ان میں چہ نہ کرے نہ دھیس اس لئے کہ وہ مذہب معتبر میں نہ پھریرا نہ کر  
اجازت پائی جاتی ہو یہ یا نہ کہ بندہ دھرم شاستر (منو مرتی وغیرہ) میں ہیں ۔

سوائی حبی انعام ہے۔ بزرگواروں کے لئے وہ دلیل نہیں۔ نظام عالم جیسا کہ دیوتا ہے۔

کہ دنیا میں خدا نے اپنی مخلوق کو دو ہی قسم پر پیدا کیا ہے مستعمل اور مستعملہ۔ مستعمل وہ ہے جس کا استعمال خدا کرے اور مستعملہ وہ ہے جس کا استعمال انسان کرے۔

پیشور کا جم نہیں کہ اُس نے ہماری سوا ری سے لئے ہاتھ ادا نہ ہو گا اور نہ ہمیں جہاد سے

پہلے جیسے دغیرہ پہاڑے کیا اس سے زیادہ کوئی شخص نہ کر سکتا تھا کہ اس کی ساری باتیں

چلکر دو کوں کھڑا اُس دلی اپنے ادیا ٹھانیا ہے تو تمام دودان اور سرکہ اسکو چھینے لگے۔

لہذا آپ کی جہ کے مطابق یہ کیا رہے کہ ایک ہی صبح دوسری ذی روح جہ کہ ناسخ الہی مانے

و تمام دن اس پر سواری کرے آپ ایسا قدم بھرنے چلے اور وہ پیارہ، نکو انکار و غیرہ

سوار رحم نہ کھائے +

ماچھو! نظام عالم سے سبق حاصل کرو۔ جو سب گڑبگڑوں کا جوہر ہے۔ یہی خدا ہے۔

مطلی ممکن ہے اس میں ذہن بر عقلی بنیاد گئے۔

۱۰۰۰ اس کا اگر تم ان حیوانوں کو فک کر میں تو کیا کریں۔ کھٹے سے بکارت لایا جس جس

دودھ وغیرہ تو اس کے بغیر اپنے میں کہ وہ دودھ ہی نہیں دیتے بلکہ کرم ان کے نابھ عات

ی کریں۔ متلاطمِ بحرِ مغربی۔ اگر ان کے اندھے کماٹیں۔ تو آپ سناں بھی اجاڑ نہیں دیتے، راہِ راستہ ملوں

کہ دیکھو ایک نوجوان کیا ہی یہ دن دیکھو۔ سچے قمر مرامی بنی ایسے جانوروں کے گمانے کی بات دین

نہی آدم کو پہنچا دیا نہ سوا کو شش کر کے ان سے گویا خار و دریاں بن گئیں کہ قہر

مقابلہ کر کے فائدہ تو دلوانے میں سکتے ہیں۔ اگر دی زبان سے جو روٹ کی بات ہو رہی ہو وہی

الح ورو می شود که یادک زحورین امد یکنه او خدا که طاعت و سستی: اور اگر

میں کریں اور حیوانوں کو انسان کے برابر ہی حقوق دینا چاہیے۔ نوسہ دہائی کے سچے بندہ

م کے توتوں میں سادہ کر نہیں چھوڑیں گا نام میں ۔

چونکہ یہاں یہ فرقہوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ ثابت ہونا چاہیے کہ پہلے زمانہ میں جو



گھوڑے و فیو ذبح کئے جاتے تھے مگر یہ لکھنا صحیح ہے کہ ان کا کیا مذاق نہیں بلکہ اگر دیکھا  
 گیا ہوتا ہے غلط ہے کہ جاری سماجی دست و سوا می جی کے مقدم میں اس تہذیب سے منکر  
 سمجھنا۔ بلکہ ان حضرات کے سوا می جی کے کلام کا حوالہ دینا ہی مستحق ہے۔  
 آپ اسی کے کلام میں فرماتے ہیں کہ جو مذہب و مذہبوں کو کہ جن کے  
 ہزاروں کروڑوں آدمی مستغرق ہیں۔ بعد از تباہی و تاراج اپنے کو بچا ظاہر کر رہا۔ اس سے براہ  
 کا نام مذہب کون ہو سکتا ہے؟ یہ سچا مذہب کاشی ہے۔  
 جس کا یہ اجماع و گرفت خردوں کی تعداد گن سکے ہو و گنتے ہوئے چلے اس پانی  
 سے غبار کرنا۔

مؤید:۔ مولوی صاحب! آپ نے سوا می جی کے اقتراض کو کیا سمجھا جس کا جواب  
 دیا سوا می جی نے جو اقتراض کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ قرآن چوں کہ بقول محمدیوں کلام نبوی  
 ہوئے سے انزل وادی ہے لہذا اس کا شروع نہیں ہو سکتا۔ پھر شروع کیا کہ  
 بے معنی ہے۔

یہاں کلام خدا کے نام پر شروع کرنا اور بھی حیرت انگیز ہے کیونکہ اس کی ضرورت  
 نہ کہ نہیں بلکہ انسان کو ہے اور انسان کے لئے نہ کہ کلام بدوہ است نامہ کے  
 ہوتا ہے پس بدوہ است واسطے مسئلہ ان لوگوں کے لئے چاہئے تھا۔  
 مولوی صاحب! آپ نے شاید یہ سمجھا کہ سوا می جی نے اس کے حقیر متکلم ہونے کو نہ  
 پر اقتراض کیا ہے۔ بلکہ ان کا اقتراض یہ تھا کہ اللہ کو یہ کلام اپنے نام  
 سے شروع کرنے کی ضرورت تھی۔ اللہ کے نام سے تو ان شروع کیا کرتے ہیں۔  
 و تبارک و تعالیٰ

قرآن! ایسے علم پر کہ جس پر ہر مذہب و مریاں سے پابند ہے۔ پورا مطلب  
 تو اس عبارت کا توفیق دینے کا ہے۔ ہم نے تو تبلیغ آریوں کو بھی یہ عبارت دکھائی مگر وہی  
 نہ آریوں کی طرف سے کیا گرفت کرتے ہیں ان کو اس بار کی کہتے ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں ان کو اس  
 نہ کہتے ہیں۔ ان کی آپس کی پیشکش و پسکش اور رکاوٹ سے خوب واضح ہو سکتی ہے۔



کاڑوں پر ہاتھ رکھ گئے بغیر ہر حال پر ہی ہو۔ سو امی جی نے اپنے اصل کا ہٹ کر آپ ملایا  
 ہوا ہے لہذا کسی کی شرح یا تاثر چڑھانے کی حاجت نہیں رہتا۔ چہ وہ خود ہی کہتے ہیں۔  
 کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا تو شروع ساتھ ہم اللہ کے نہ کہتا بلکہ شروع کرتے  
 ہر امت انسانوں کے سادہ لگتا۔

دیکھئے سو امی جی کو شروع کے لفظ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اگر شروع کے لفظ پر کوئی  
 اعتراض ہوتا تو اپنی اصل میں شروع کا لفظ کیوں لاتے جس سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے  
 کہ آپ کی تائید کا غیر اول یعنی اولی ہونے کی وجہ سے شروع نہ ہونا۔ جس پر ایک بھی کی بات  
 سو یہ صاحب کی تائید کا غیر سوم بھی حیرت کے زلی نہیں اس کا مطلب بھی وہ مذہبی بھی  
 ہو گئے ہر سال کہہ ہی ہو۔ مطلب وہی ہے جو ہم بتا چکے ہیں کہ نبیوں کی ہدایت کے  
 لئے ایسا کیا گیا۔ اس سو امی جی اس تائید پر اعتراض کرنا کہ گناہ کا شروع بھی اللہ کے نام  
 سے لازم آتا ہے۔ اس کا جواب بھی ہو چکا۔ کہ یہاں سب کاموں کا شروع مرا نہیں مگر اسی  
 کام کا جو ہم اللہ کے آگے ہو یعنی اللہ یا کوئی اور اسی قسم کا ایک کام۔

تو یہ صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ یہ ہم اللہ پارسوں کے کلام سے لیا  
 گیا ہے یعنی بنام بخشائندہ داد اگر سانسوں سے کہ ان لوگوں کو اعتراض کرنے کی دلی کیڑوں  
 ٹپکا کرتی ہے۔ کہ دوسرے کے کلام کے معنی سمجھنے سے پہلے ہی متعدد اعتراض ہادیت ہیں  
 حالانکہ سو امی جی دیر چھ ستیا رتھ میں بڑی تاکید سے لیتے ہیں کہ ہر کام کا مطلب تکلم کے نشان  
 پر ہونا چاہئے۔ تاہم یہ بات تسلیم ہی کیا دے۔ کہ ہم اللہ پارسوں کے کلام کا ترجمہ ہے تو سارا  
 کے ترجمے مطابق اسے ابھاری ہوئے پر کیا اعتراض؟ ہمارا یہ تو مذہب ہی نہیں۔ کہ الہامی  
 کلام وہ ہوتا ہے جس سے پہلے نہ تو وہ اور نہ اس کا ترجمہ کہیں دنیا میں وجود پذیر ہو۔  
 بلکہ جو قرآن مجید صاف نفلوں میں کتب سابقہ کی تصدیق کرتا ہے اور کھلے لفظوں میں کہتا ہے  
 وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ  
 ترجمہ مسلمانوں کو اور تم سے پہلے کتاب والوں کو ہی کہ تم تباہ خدا کا خوف نہ کرنا  
 چہ کہ آج کل کی غلطی کا بنیاد یہ پتھر ہی نا سمجھی ہے کہ الہامی کلام غیر مسنون ہونا ان کے



نزدیک شراب یعنی کہتے ہیں کہ انہام ہی ہے جو ضرر دینا میں ہو اس سے بعد  
 کوئی اہم نہیں اس لئے قرینت ذیل اور قرآن فیہ کو الہامی نہیں جانتے ہیں ہم پاتے  
 ہیں کہ اکثری ان غلطی کی اسلئے اسی جگہ کو ہیں ۔

کریم دوست نقادید کے الہام پر بھی مشکلات پیدا کرتا ہے کیونکہ دید میں بھی لکھا ہے  
 جس طرح زمانہ تیریم صاحب علم و مہارت تھی نہ تھی تہا سے بزرگ تمام علوم  
 سے باہر گزر چکے ہیں کہ تو درمطلق ایشور کے کم آتھیں کونے رست میں تم  
 ہی اسی دھرم کے باندہ ہو تاکہ میدان جتاے ہوئے دھرم کا تم کو ہوا شک ہے

علم مہیار سے سارا گوید الشک ہ . ادھیام درگ ۱۰ م من ۱۲ مندرجہ ہونکا ایشور  
 اس عبارت کے صاف مجھ میں آتا ہے کہ دید کسی ایسے زمانہ میں بننا ہے کہ اس زمانہ میں  
 دنیا کی آبادی بس کثرت ہو چکی تھی کہ اس وقت کے موجودہ لوگوں کو بزرگوں کی بات درست  
 دیت کی سمجھیں کہ یوں کہنے کہ دید کے مستظوں یا علموں کو حاجت پس میں ہونا چاہی  
 تیر بزرگوں کہتے تھے اگر کہیں کہ دنیا کا سلسلہ پر نگہ ہارو آریوں کے نزدیک تعلیم  
 سے تو اس وقت تک شرع ہی میں اسوات کے سر پر وہ لوگوں کو پتہ نہ گوں کی جو پہلی  
 درجہ میں ہو چکے تھے یہاں اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ  
 ایسا کو جیسا کہ ذیر کا مذکورہ بانہ لکھ سے اس موقع پر بلا جایا کرتا ہے یہاں مٹی یوں کو پہلے  
 نہ لکھو کا نام دیا تھی سو حالانکہ اس دنیا میں پیدا شدہ لوگوں کو پہلے بزرگوں کی کوئی خبر  
 نہیں کسی کہ اگر چہ تو بتلائیے ۔

خلاہ اس کے بڑی شکل یہ ہے کہ آریوں کے مذہب میں دیر خرا کے گمان علم کا  
 نام ہے تربیت خدا ہے تربیت اید سے گوید کے لاندہ موجود ، دنیا کے شاہ ہونے سے ناکا  
 ہو جائے یہی گمان کے سانی خدا کے علم میں سچو رستہ ہیں اس لئے کہا جاسکتا ہے  
 کہ دھرم جو ہم سے قتل کیا ہے اس دیا ۔ چنی دنیا میں بھی دگا ۔ بلکہ سب سے زیادہ تب  
 ہے ہر گستاخا سے کہ کئی کہانہ نہیں میں ہیں ہر گستاخا سے جس کی پالی تیا  
 نے کا انا سو خود و دوسرے ہر حکم ہوتا ہے ۔







مشک ہے کہ جو دید منتر ہم نے شروع جواب میں نقل کئے تھے اُن کی نسبت ملوثیہ صاحب نے بھی چون و چرا نہ کی اور چپکے سے نہوش ہو کر پاس سے گز گئے بلکہ انہی نہوشی نیم رونا سے اطلاع دی +

مؤید می نے گوشت خوری پر ایک اور اعتراض بھی کیا ہے کہ مفید مفید جانور تو کھا لیتے ہو اور خود کھار دینا رشتہ چیت و غیرہ احوال کچھ ہے۔ اور یہ مسافر باج ملتی ہے۔ مگر یہ سوال مؤید صاحب کا اس وقت مناسب تھا جب وہ گوشت خوری کو جائز مان لیتے۔ اور اسکی تفصیل یہ کہ سزا میں مبتلا لیکن جس صورت میں وہ مطلق گوشت خوری کو حلال ہیں پھر اس تفصیل کا پیش کرنا انکی حق ہے کہ اگر ہم ہر ایک قسم کو جانور کو کھا لیا کریں تو پھر آریہ لوگ بہ متفق ہیں یا نیکو ہو گئے ہیں۔

چونکہ لالہ صاحب اور اُن کے دیگر ہم شرہوں کے قلم سے یہ سوال ہمیشہ نکلا کرتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اس کا جواب بھی دیدہ و جاریہ ہو۔ گو یہ وقتیں کہیں نہ ہو۔

لالہ صاحب اگر طبی اور ڈاکٹری اصول کو ملحوظ رکھتے تو بھی یہ اعتراض منہ پر نہ لاتا۔ علم طب کی چھوٹی پھولی مکتبہ میں یہ بات ملتی ہے کہ جو غذا آدمی کھا تا ہے وہ جو بدن بن کر اپنا اثر کرتی ہے۔ اس طبی تحقیق سے بڑا بکر شرعی قیاس ہے کیونکہ طب تو صرف جسم کی حفاظت ہے مگر شریعت جسم اور روح دونوں کی حفاظت ہے۔ لیکن ان دونوں حفاظتوں میں روح کی حفاظت اُس کی نظر میں مقدم ہے جسم کی حفاظت کا معنی تو ب جانتے ہیں کہ ظاہری تکالیف اور اذیتوں سے محفوظ رکھا جائے۔ روح کی حفاظت کے معنی یہ ہیں کہ اُسے بد اخلاقوں سے بچایا جائے۔ جو اُس کے لئے دوسری زندگی میں موجب تباہی ہوں۔ پس جو چیزیں یا با نور شرعی نے حرام کئے ہیں وہ اسی اصول کے لحاظ سے کئے ہیں۔ ان درندے یا نوروں کو تو آپ بھی خود کھا رہا تھے ہیں جن کے کھانے سے واقعی آدمی پورا نہیں تو نیم خونخوار ہو جائیگا۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ چوری کے مال سے پوری کپوری یا ساگ بہاچی خرید کی ہوئی کیوں حرام ہے بظاہر صحتی نقصان تو اس میں کوئی نظر نہیں آتا۔ مگر چونکہ دوسری زندگی میں اُس کا نقصان ظاہر ہوگا اسلئے حرام ہے۔ پس اسطرح تمام محرمات شرعیہ کو سمجھئے کہ جو چیز انسان کی دوسری زندگی میں اسی زندگی



میں اسکے اخلاق پر اثر برکتی ہو اسکو سنت دینے کے حرام کیا +

ہر ایک لوگ اخلاقی اثر کی تفصیل سے ہی رات نہ مہنت کے اخلاقی اثر کی توجہ ہوتا ہے کہ اس کام کے کرتے وقت آدمی کوئی نامناسب حرکت کر رہا ہو یا جیسا شرابی حالت سستی میں ناچار حرکت کیا کرتا ہے۔ ایک اخلاقی اثر یہ ہوتا ہے کہ جس کام کے کرنے سے یا اس چیز کے کھانے سے آئندہ کما کرہ کی روح پر اب اثر پہنچا ہے کہ نیک کاموں کی طرف اس کی طبیعت نہیں نکلتی پہر اگر وہ اسبابی کے اخلاق نہ کرے تو آہستہ آہستہ اسکی نوبت ہلنگ ہو چکا ہوتا ہے کہ بالکل مصلوں یا رتوں کی طرح نہ نکلتا ہو جاتا ہے ہر ایک کام میں ترقی نہیں ملتی۔ قرآن مجید سے جس دعوے کا ثبوت چاہو تو ہر ایک سوزا و سیپا سے ملکتا ہے۔ ایک ہی آیت سزا قُلْنَا اِذَا غَوَّزْنَا نَحْنُ الَّذِیْنَ قُلُوْا بِهِنَّ رَیْبُ لَوْکَ یُرِیْطُھُمْ فَاَوْفُوْا لَہُمْ اُنْ کے دلوں کو میٹھا کر دیا اور اگر اپنے سوامی ہی کے کلام سے سزا چاہو تو سوزا سوا ہی ہی ہو و ہول کے حق میں کیا کہتے ہیں، فرماتے ہیں ۱۔

انہوں (بودھ مت والوں) نے کس طرح اپنی جنات میں ترقی کی ہے جسکی نظیر ان کو سوا کسی دوسری مہر ہی نہیں سکتی یقین تو یہی ہے کہ دید اور الیشور کی مخالفت کرنا انکو ہی نتیجہ ملا ہے (ستیا رتھ ۵۴) +

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہو جاتا ہے پس جس بھرم پر کوئی غدار و دھاتی طور پر برا اثر کرنا ہوتا ہے۔ اسی انداز سے شریعت میں منع ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام میں بعض چیزیں سخت حرام ہیں اور بعض کسی قدر کم جگہ کا وہ کہتے ہیں +

دوسرے جانوروں کی حرمت بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ غرض یہ لکھا اصول ہے کہ تمام جزئیات اسی سے متفرع ہیں +

حال اس بات کی تشریح کہ کوئی چیز بد اخلاقی اور روحانی زندگی میں برا اثر پیدا کرنے والی ہو اور کوئی چیز نہیں ہر ایک کام نہیں بلکہ الہامیوں کا مذہب ہے۔ جس سے آپکو بھی انکار نہ ہو گا کیونکہ اہام کی ضرورت تو آپ آگ بھی مانتے ہیں بلکہ اپنے انوار



کوہیں کتاب جانیں۔ اسی اصول سے قرآن کی حوت سے سہولتی ہو گئی ہے۔

۱۲) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

**محقق** اگر قرآن کا خدا کا کلام ہے تو اس کا ہر حرف پر رحم اور بخشش کیا کرتا ہے۔

۱۳) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۱۴) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۱۵) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۱۶) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۱۷) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۱۸) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۱۹) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۰) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۱) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۲) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۳) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۴) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۵) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۶) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۷) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۸) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۲۹) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۳۰) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۳۱) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۳۲) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال

۳۳) سب سے پہلے اس کے پورے دکان مالوں کا بخشش کرنا ہے۔ ہر سال ہر سال







غزلب گرد 5: (اسے ارحم خیم حامیو ادرمن ماران) دیکھو منوجی ۷۔ ۱۹۵ ستیا یاترہ پرکاش ۱۱۷

ایک جگہ پر مان ہے۔

تسلیم ہاری کیلئے مناسب یا غیر مناسب رات میں دشمن کے ساتھ جہاں کسی دوست کا  
خطا و سر جوڑنا چاہئے اسی وقت کی بنا پر جنگ کر لی جائے : (سنو جی، ص ۶۴) سندھ

کیا اتنے حالات کہ جب ہی نقص ہی اور ان کے چیلے جہاد کو منہ پر لائیں گے اور کہیں گے  
 کہ اگر قرآن خدا دینا کا پروردگار نہ تھا اور سب پرستش اور رزم کیا کرتا تو دوسری مذہب والوں اور  
 حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے اقتد سے تھل کر انیکا حکم نہ دیتا

ناظرین! یہ ہے سوامی جی کا انصاف اور یہ ہے اُن کی ایمانداری اور پھر لیڈر قوم سے اللہ کے ایسے سُن پتے بنائیاں + بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

تھا ہے ان دیکھو الحاح سے جہاں جہاد کا مسئلہ حل ہو گیا۔ وہ یہ کہ قدامت اور جدائے  
دُنیا سے ہونا بھی باطل نہ ہو۔ ناظرین بغور دیکھیں !

اب یقیناً جانتے ہیں! قرآن میں نہیں ہے کہ وہ نہیں کہ کافروں کو محض کفر کی وجہ سے مار دیا  
اور قتل کر دیا۔ بلکہ صاف ارشاد ہے قَاتِلُوا الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا  
يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ جو تم سے لڑیں اُن سے لڑو اور تم نے میں زیادتی مت کر دے۔ بیشک اللہ  
زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

سوامی جی! اگر نازوں کو فرکیو جہ سے مارنے کا حکم ہوتا تو کافروں کو رعیت بنا کر  
کیوں رکھتا یہ مسئلہ ہماری تقابلیت کو مستعد مواقع میں مفصل مذکور ہے۔ آگے بھی رہی جی  
کوہن جن آیات میں مشبہ ہو گا ذکر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ناظرین! صحت بی کا انصاف دیکھئے کہ یہ آیت ایسی منفقہ پاکیزہ تعلیم دہریہوں  
 ہے۔ مگر یہ ملت میں کو بالائی بھی خلق سے نہیں اترتی۔ کیوں ہو مسلمانوں کے ہاتھ کی ہے۔  
 مؤید بی سے یہ تو نہ ہو سکا کہ ان دیرک دواہیات سے انکار کرتے یا ہمارے تکیفی جواب  
 میں جواب دیتے۔ یہ ہے یہ لکھا کہ :-



آپ نے ہندو مت پر ہندوؤں کے کسی ایک میں بھی یہ ہدایت نہیں کہ تم آپس میں  
جسٹیا لٹکی خاطر اوروں سے لڑو ان کو قتل کرو اور ان کو سیاست دہنی کے مشعل ملے  
والفصان کی بنیاد پر مبنی ہے بلکہ تیرہ ملک قوم مذہب ملت تمام انسانوں کے لئے  
یکساں عالمگیر ہدایتیں ہیں جن کا کسی خاص قوم یا مذہب کے ذریعہ تعلق نہیں۔ یہاں  
پہنچے مضمون قرآن میں درج ہے حیرت انگیز اور اس میں ہے اور کہا میں چوں میرا کرنا خطا  
(آیہ مسافر اب تمبر ۱۰۲)

مؤید صاحب اگر انصاف سے ہمارے تعلق جواب کو دیکھتے تو یہ کلمہ منہ پر نہ لاتے کہ قرآن  
میں مذہب پھیلانے کے لئے جہاد ہے اور وہ میں ملک گیری اور سیاست کے لئے ہم منتظر تھے  
کہ لال صاحب قرآن سے دعویٰ کا ثبوت دیکھے مگر انتظار ہی انتظار رہا مؤید صاحب  
یعنی اہم اور بھی واضح لفظوں میں بتاتے ہیں کہ قرآن شریف بیان ہے بلکہ کون لفظوں  
میں ناپسند کرتا ہے غور سے سنا

أَفَأَنْتُمْ تُكْفِرُوا النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا هٰكُومِينَ (کیا تو اے رسول لوگوں کو مجبور کر لیا کہ وہ  
مسلمان ہو جائیں) علاوہ اسکے یہ بھی غلط کہ یہ کہ منتر مذہبی اور الٹی کے لئے نہیں بلکہ سیاست  
دہنی کے لئے ہیں کیونکہ ان منتروں میں جن لوگوں کو خطاب ہے یعنی جن لوگوں کی سلطنت تمام  
دنیا پر قائم کرنے کی خواہش کی گئی ہے وہ کون لوگ ہیں یا تو وہ جو یہ کہ مذہب کے پابند  
ہو گئے یا کوئی بھی ہوں جو اس وقت دنیا میں حاکم تھے خواہ وہ بت پرست ہوں یا صلیب پرست  
مسلمان ہوں یا یہودی۔ لیکن اہامی اور مذہبی کتابوں سے یہ مطلب کہ رسول دور ملک بعید  
اور ناممکن ہے کہ ایسے احکام ان لوگوں کے لئے جاری کریں جو اس کتاب کے پیرو نہیں۔ بلکہ ایسے  
احکام انہی لوگوں کے لئے جو تھے ہیں۔ جو اس کتاب کے پابند ہوتے ہیں۔ پس ان سے کہ  
محفوظ رکھو یہ کہ منتروں کو بغور دیکھیں کہ کیوں اگر وہ یہ کہ دہرم کی سلطنت اور اطاعت تمام  
ملکیں کرنے کی ہدایت ہے +

بہلا اگر دو ملکوں خلا پنجاب اور بنگال دونوں میں وہ یہ کہ دہرم کے پیرو ہوتے ہیں۔ تو

لے اس سے کسی کے اشارے کو ہم نہیں سمجھتے کہ کہہ کر ہے ؟



ان میں اگر کسی بات پر پکارا جاوے تو دونوں تو ہیں ان مشرکوں کو پڑھ پڑھ کر ایک دوسرے پر ملاد اور ہوشی۔ اور مزید صاحب کی شے پیش کرینگے کہ یہ ستر سیاست ملکی سے متعلق ہیں جنگالی کینگے کہ پنجابی ہماری خلافت فاضلہ نے میں کوشش کرتے ہیں اور پنجابی کینگے کہ جنگلی ایسا کرتے ہیں جس میں ہر سکے ہم ان کو زیر کئے بغیر نہ رہیں گے کیونکہ وہ یہ مقدس میں شیور نے ہادی ہی سلطنت کو دنیا پر قائم کیا ہے۔

بکبر شک نہیں کہ ایسے موقع کے لئے تو مزید صاحب اور نہ سوائی جی ان مشرکوں کا تعلق ہو دینگے پر قبائلیت یہ ستر نہ جی لڑائی سے متعلق نہ ہونے تو کس سے ہونے ملان ایک بات میں قرآن شریف کا واقعہ تصور ہے کہ اُس نے بر خلافت تمام قوموں اور سلطنتوں کے دنیا کو صلح سے بہر کی ایک نرالی تجویز بتائی ہے تمام قوموں اور سلطنتوں میں یہ دستور ہے کہ جنگ فریق مقابل سر تسلیم خم نہ کرے یعنی تاجدار فرمان نہ ہو۔ لڑائی موقوف نہیں کرتے خواہ موقوف ہو یا ہم مذہب۔ انگریزوں اور پوروں سر جرنی و فرانس وغیرہ کی روایاں تشیخ موجود ہیں اسلام اور قرآن نے یہ تجویز تو منظور کی چنانچہ ارشاد ہے **وَإِنْ جَاءَكَ الْكُفْرُ فَاجْتَنِبْهُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ** (اگر کفر صلح چاہیں تو تم بھی صلح پسند کرو۔ اور ان سے بھر دے کہ وہ) اسکے علاوہ دوسرے طریق بھی تسلیم یا حکام اس موقع پر ذکر کرنے کو ہیں۔ جس سے اکثر مخالفین کو غلط فہمی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر فریق مخالف مسلمان ہو جائیں تو جنگ کا فائدہ ہے۔ غور سے سنو! **وَإِنْ تَاوَدَّاكَ أَوْ آوَاكَ أَلْقِ الْقَالَ** (اگر وہ تم سے دوستی کرے یا تم سے دوستی کرے تو تم سے دوستی کرنا) (یعنی اگر کفار مسلمان ہو کر اسلامی احکام کے پابند ہو جائیں تو ان کا قتل نہیں چھوڑ دو)

یہی آیت ہے جس سے بے سوچے سمجھے مخالفین کو شبہ ہوتا ہے کہ اسلامی جنگیں لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تھیں مگر حقیقت الامرا کے خلافت ہے تو قرآن شریف کا احسان عام اور ایک جہد و طریق ہے صلح جوئی کا جو آج تک کسی مذہب قوم کو نصیب نہیں ہوا کہ فریق مقابل کے ہم مذہب ہونے پر جنگ کا فائدہ کیا جاوے کیا مسئلہ کی انگریزوں اور پوروں کی جنگ کو دنیا بھول گئی ہے کہ جب تک انگریزوں کے ملک کو زیر نہیں کر لیا



نہیں چھوڑا۔ خواہ وہ سہزار دفعہ سہرا اور صلیب کو سجدہ کرتے رہے۔ ہاں قرآن شریف پر الزام اس صورت میں ناید ہو سکتا تا کہ صرف ایک طریق صلح اور خاتمہ جنگ کا ہوتا۔ لیکن جب صورت میں اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق بھی موجود ہے کہ مقابلہ بیشک اپنی مذہب بلکہ بت پرستی پر بھی جیسے رہیں مگر صلح کی درخواست کریں یہ بھی غلط نہیں کہ وہ اسلامی خلیفہ کو شہنشاہ منظور کریں تو فوراً لڑائی بند کیا جائیگی۔ جبکہ ثبوت اور بیان ہو چکا۔ اب فریق مقابلہ کو اختیار ہے کہ وہ جس میں اپنا فائدہ سمجھے اختیار کرے لیکن اسلام اور خلیفہ اسلام کی طرف سے جبر نہ ہوگا کہ وہ مسلمان ہی ہوں تو جنگ ختم ہو گئی۔ نہیں بلکہ درخواست صلح پھر آزاد یا رعیت بن کر بھی صلح کر سکتے ہیں مگر خروفا دے نہیں غور سے پڑھو!

قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ (اور اُن سے جنگ فتہ نہ ہو جاوے)

مختصر یہ کہ مہذب قوموں میں صلح کا ایک ہی طریق ہے مگر قرآن مجید میں دو طریق ہیں اور یہی قرآن کا ہماری تصور ہے۔

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار نہیں + اُن میں دُشمن ہیں بد خو بھی ہیں غلام بھی ہیں آگے چلے!

دعا خداوندون انصاف کا۔ تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہم کو راہ سیدھا (آیت ۴-۵)

**محقق** کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا؟ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے تو انہی کی بات ہے اُسی کی عبادت کرنا اور اُسی سے مدد چاہنا یہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا بڑی بات میں مدد کا چاہنا درست ہے اور سیدھا راستہ کیا صرف مسلمانوں ہی کا ہے؟ یا دوسروں کا بھی سیدھے راستے کو مسلمان کٹوں قبول نہیں کرتے؟ کیا سیدھا راستہ بُرائی کی طرف کا تو نہیں چاہتے؟ اگر اچھی باتیں سب کی سب کہاں ہیں تو پھر مسلمانوں میں کچھ خصوصیت نہ رہی اور اگر دوسروں کی اچھی باتیں نہیں مانتے تو تعصب ہیں +

**مذہب** خدا ہمیشہ انصاف کرتا ہے۔ قرآن کو پڑھو تو معلوم کرو مَا آتَاكُمْ مِنْ مَّصْنُوعَةٍ فَمَا تُحِبُّونَ اَيُّ لَيْكُمُ كَيْسٌ اَمْ اَرَادَ اَنْ يَرْسُلَ رُسُلًا يَنْزِلُ الْوَحْيُ فِي الْمَوَاقِفِ الْمُبِينِ



کہا کہ اُس دن کا انصاف سب لوگ چشم فرود دیکھیں گے اور کوئی مَذَہب تَکذیب نہ کر سکے گا  
فَبَصُرْنَا الْيَوْمَ الْحَبِيبَ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ

بُڑے کاموں میں خدا سے دعا مانگنے کا ذکر یہاں نہیں ہے تو آپ کی سمجھ کا پیروں بلکہ نیک  
کاموں میں خدا سے دعا مانگی گئی ہے چنانچہ اس جگہ عبارت کا قرینہ بھی موجود ہے۔ اُن  
سوائی ہی وید بھگوان کی لے چاہتے ہو گئے کہ جہاں خواہشوں کا ردہ بھی ایسی کہ محالات  
سے ہوں) پورا ہوئی دعا کیوں نہیں سنبھالی سُنئے! دینِ نثر

مُنے سب کو ان! آپ کی عنایت سے ہماری تمام خواہشیں سچی یا پوری ہوں یعنی ہماری تسخیر  
عالم اور اقبال و شہرت حاصل ہوئی خواہش باہر ادا ہے اثر نہ ہو! (بجروید ادا دیا ہے)

نثر (۱)  
اور سُنئے!

آہ دہات! عیض کل ایض رہا اپنی نظر عنایت سے ہمہ خواہش کار کا کی خواہش کر پورا کرادو  
بچو تمام سکھ یا تمام عالم کی حکومت عطا کرو! (بجروید ادا دیا ہے) ۱۷ دینِ نثر (۲)  
محقق بھی! اگر کل جہان کے لوگ یہی دعا مانگیں کہ مجھے تمام دنیا کی حکومت عطا  
کر تو سب کی قبول ہوگی؟

گلاہ خسروی و تاج شاہی + بہر کل کے رسد ماث و کلا  
بیشک اسلام ہی سید ہی اور درست راہ ہے کیا ویدک مت کے سوا دوسرا کوئی  
مذہب ہے انہیں جو آپ تیار رہے پکا ش مت پر لکھ آئے ہیں کہ وید کا منکر خدا اور دہر  
ہے راستی کی راہ ہمیشہ ایک ہی ہوتی ہے ہم سب مذاہب کی اچھی باتیں سنیں کسی مذہب  
کی عمدہ باتوں سے انکار نہیں۔ مگر آپ کو معلوم نہیں کہ مذہب کس چیز کا نام ہے؟ مذہب  
معدلی اخلاق کا نام نہیں ہوتا۔ اصل مذہب معرفت الہی اور طریق عبادت کا نام ہے باقی  
معدلی اخلاق تو سہر مذہب میں برابر ملتے ہیں۔ اگر اپنے ہی مذہب کو صحیح سمجھنا تو ہے تو  
آپ اول درجہ کے متعصب ہیں جو دیکھتے ہیں۔

بجروں کی بیانی اُس روز تیز ہوگی۔



اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہیے کہ ہمارا اعتقاد وہ ہے یعنی جو کہ عیدوں میں بیان کیا گیا ہے ہم اسکو ماننے میں استیاء تہ پرکاش سہل سے بخیر آگے چلے۔

وہی راہ اُن لوگوں کی نصرت کی ہے تو نے اوپر اُن کے سوا اُن کو جو غفلت کیا ہیں۔  
اوپر اُن کے اور نہ گمراہوں کے راستہ ہم کو دکھا۔

**محقق** جب مسلمان لوگ تناسخ اور پہلے کئے ہوئے گناہ اور ثواب نہیں مانتے تو بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض لوگوں پر نہ کرنے سے خدا طہار  
بشیرتا ہے۔ کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر سبج و راحت کا دنیا رحمت بے انصافی کی بات ہے  
اور بلا سب کسی پر رحم اور کسی پر غضب کی نظر کرنا بھی اسکی فطرت سے علیحدہ ہے بلا وجہ  
رحم یا غضب نہیں کر سکتا اور جب اُنکے سابقہ سخت گناہ و ثواب ہی نہیں تو کسی پر  
رحم اور کسی پر غضب کرنا یہ بات ہی نہیں بن سکتی اور اس سورت کی شہج میں یہ الفاظ کہ  
یہ سورت اللہ صاحب نے آدمیوں کے منہ سے کہلائی کہ ہمیشہ اس طرح سے کہا کریں دُرح ہیں  
اگر یہ بات درست ہے تو اَلِف - ب - حروف بھی خدا ہی نے پڑائے ہونگے اگر کہو کہ بلا حروف  
جاننے کے اس سورت کو کیسے پڑھ سکتے تو سوال یہ ہے کہ کیا خلق ہی کو بلا و اور جوتے  
گئے۔ اگر یہ درست ہے تو سب قرآن ہی زبانی پڑایا ہوگا۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ جس کتاب میں طوقداری  
کی باتیں پائی جائیں وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی خطا عربی زبان میں نازل کرنے  
سے عرب والوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان بولنے والوں کو مشکل ہو جاتا۔ اس  
خدا طہار بشیرتا ہے۔ اور جس طرح کہ خدا تو کل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظر انصاف سے  
سب ملکوں کی زبانوں سے زبانی سہل کتابت زبان میں ہو کہ سب ملکوں کی زبانوں کی سہل  
محنت سے حاصل ہوتی ہو ویدوں کو نازل کیا ہے ایسی ہی زبان میں اگر نازل کرتا تو یہ نقص  
عائد نہ ہوتا۔

**محقق** کیا ہی نہیں منسلق ہے محنت بھی کیا پہلے اعمال کی وجہ سے رحم اور انعام ہوتا  
ہے اس جنم کا اعمال کوئی شے نہیں۔ سُنئے اور غور سے سُنئے اسکی جنم کے



نیک اعمال ان کے لئے موجب انعام ہوئے تھے۔ دوسری آیت ان سنی کی شجہ کرتی ہے  
جہاں خدا تعالیٰ نے ان انعام پائے والوں کو خودی بتا کر آپ کے لایعنی سوال کو حل کر دیا ہے  
غور سے پڑھو!

أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَأَطَعْنَا آلَ اللَّهِ  
وَأَطَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ

ان! یہ خوب سمجھی کہ خدا نے حرت پر معاف ہو گئے۔ محقق جی کے جبرے بجا دینوں  
کے سے سوال سن کر بے اختیار ہنسی آتی ہے پھر جب ایسے شخص کو ایک قوم کا لیڈر رکھتے  
ہیں تو بلا تکلف زبان پر جاری ہوتا ہے

سب سے زیادہ اہم کرتے ہیں تو رست خدا کی ہے۔

سوامی جی ملاحظہ! جس طرح وہ آپ کے لہوں کو بتلائے گئے تھے اُسی طرح قرآن بھی  
مسلمانوں کو سکھایا گیا۔ ذرا مذکورہ بالا مستروں پر غور کیجئے۔

مثلاً جس کتاب میں طرہ داری کی باتیں ہوں وہ خدا کی نہیں ہوتی۔ مگر یہ نوزائید  
شومہ کے گھر کا پکا ہوا کھانے سے جہ آپ منع کر آئے ہیں خواہ کیسا ہی مصلحا مانس کیوں نہ ہو  
(ستیارت پر کاش سلاسل غبار) یہ کس کتاب کا حکم ہے اور یہ آپ کی طرہ داری تو نہیں؟  
محقق جی! عربی زبان میں قرآن کے نازل کرنے کی وجہ تو قرآن نے خود ہی بتلائی  
ہوئی ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَقَالُوا لَا تَفْهَمُ ۚ وَإِنِ اسْمُكَ إِذْ أَنْزَلْنَاهُ لَعَرَبِيٌّ ۚ  
عَرَبِيٌّ كَلِمَاتٍ يُفْهَمُ

نہیں کیا کلام عجیب اور مخاطب عربی! (اگر ہم قرآن کو  
عربی کے سوا کسی اور زبان میں اتارتے تو عربی لوگ کہتے کہ اس کو حکموں کو واضح کیوں  
نہیں کیا کلام عجیب اور مخاطب عربی!)  
پھر نکالو مخاطب اسکے عربی کے لوگ تھے اس لئے اُس زبان میں نازل ہوا ہوں نے  
اسکو سمجھ کر دوسرے لوگوں کو سمجھا دیا یہی عین انصاف ہے فرق نہ کر سکتے تھے۔  
سورہ لقمان (۵) یہ کتاب کہ جس میں شک نہیں ہے سب گری کی راہ دکھاتی ہے جو کلامیان  
لاتے ہیں ساتھ ہی سے اور قائم رکھتے ہیں نازل کو اس پر سب سے کہ جو ہم نے ہی منع کرتے



ہیں جسے لوگ جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو رکھتے ہیں تیری طرف یا تمہارے پاس  
 اکامی گئی اور یقین قیامت پر رکھتے ہیں۔ لوگ اپنے پیر و گور کی ہدایت پر ہیں اور یہی  
 چٹکا لپانے والے ہیں حقیقت کہ لوگ کافر ہو کر اور اپنی تیرا ڈراما نہ ڈراما برابر ہے  
 ایمان نہ لائیں گے۔ تمہاری اشارے ابھروں ان کے اور اوپر کاڑوں انکے۔ اور انکی  
 آنکھوں پر یہ وہ سہا اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے (آیت ۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵)

**حقوق** کیا اپنے ہی من سے اپنی کتاب کی قرین کرنا خدا کے دہلی بات نہیں  
 اچھو سیر کا رنگ ہیں دے تو خود راہ راست پر ہیں اور جو جھوٹی راہ پر ہیں

ان کو یہ قرآن راہ ہی نہیں دکھلا سکتا۔ تو پھر کس کام کا رہا؟ کیا گناہ و ثواب اور رحمت اور  
 غیر خدا اپنے ہی خواہش سے چنی کرنے کو دیتا ہے؟ اگر دیتا ہے تو سب کو یہ نہیں دیتا بلکہ  
 مسلمان لوگ رحمت کیوں کرتے ہیں؟ اگر انہیں۔ انہیں وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو  
 مسلمان انہیں وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے؟ اور اگر لاتے ہیں تو قرآن  
 نازل ہوتا کس واسطے؟ اگر کہیں کہ قرآن میں مذکور باتیں ہیں تو کیا پہلی کتاب میں خدا  
 نے کہا قبول کیا تھا اور انہیں قبول۔ تو قرآن کا جانا لا حاصل ہے ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں اول  
 قرآن کی چند باتیں آئیں میں نہیں ملتیں اور بت سی مٹی ہیں ایک ہی شکل کتاب مٹی کی  
 دیکھتے کہوں نہ نازل کی؟ کیا قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہئے۔ اور کسی چیز میں کیا  
 عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر چلنے والے ہیں اور ان میں کوئی گناہ نہیں ہے؟  
 کیا وہ عیسائی اور مسلمان جو دیندار نہیں وہ نجات پاویں گے اور دوسرے جو دیندار ہیں؟  
 نہیں۔ کیا یہ سخت بے انصافی اور اندھیری بات نہیں ہے؟ کیا جو لوگ مسلمانی مذہب کو  
 نہیں مانتے ان کو کافر کہنا ایک طرف؟ گری نہیں ہے؟ اگر خدا ہی نے ان کے دل اور  
 کانوں پر ٹھہر لگائی ہے اور اس سب سے دے گناہ کرتے ہیں تو انکا کچھ بھی قصور نہیں۔  
 یہ قصور خدا ہی کا ہے۔ ایسی سرست میں ان کو لکھ دے یا گناہ تو اب نہیں ہو سکتا  
 پھر نہ ان کو سزا دیا کیوں دیتا ہے؟ کیونکہ انہوں نے گناہ یا ثواب خود بخود دی؟ نہیں  
 بلکہ: قرین محقق جی کا ترجمہ غور سے پڑھئے جو ٹھنڈا اور دیر بستی کی طرح ہے۔



**مدق** | انہوں اس صبر پتی پر جو ہر گھڑی ذلت کا سبب ہو سوائی جی کہ  
 اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ خود اپنی تعریف اس سے کئی درجہ بڑھ کر کرتے ہیں  
 کہ کرنے والے اعمال کو ظاہر کرنا اور احسن میں قابل تریک کیا ان رطل کا وصف ہے  
 ایسا علیٰ تجربہ غم کے دینا اور جدید کا کلام ہے وہ مجددین کی ماہیت کو بجا  
 کرتا ہے اور گو یہ مندرجہ آیت سائر صفات بابت ماہ تبرک (۱۴۰۰ھ)  
 اور سنہ ۱۴۰۰ھ

مطلوبی سے متراجم معلوم کا خزان جو یہ خواستہ ہے غیر متناہی طاقت کے پر مشورہ سے ظاہر کیا  
 مندرجہ مہاگیر وہی صفات سے متراجم ہے

سوئی جی شقیوں کے لئے ہدایت ہونے کے وہی معنی ہیں جن معنی سے آپ  
 سیدنا مہدی کا شمس نمبر میں کہتے ہیں کہ صدی الدنا انصاف کو جواب نہ دیا جائے  
 شیخ القرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے خاصہ مآثر ہے: **وَنُفِذَ فِي الْقُرْآنِ كَافُورًا**  
**وَنُفِذَ فِي الْقُرْآنِ كَافُورًا** ہم قرآن کو سب لوگوں کی بیماریوں کے لئے  
 شفا اور نفاذ کے لئے رست بنا کر نازل کرتے ہیں اور ظالموں (مشرکوں) کو جزا نقصان  
 دے دے کہ کھنڈہ نہیں دیتا

سوائی بن: اگر کوئی نہیں علم کے لئے اور تہا (ہوئے پرہیز پر مبالغہ کرے۔ تو  
 خود کس کا: ۵

گنہ گیند پر در شہر چشم + چشم آفتاب + چہ گشت  
 سب کو وہ اپنے خزانے سے بخش اپنی بہرانی سے دیتا ہے بندوں کا اسپر کوئی حق  
 نہیں وہ حکیم ہیں سے جتنا مناسب سمجھتا ہے دیتا ہے سب اور کہ میرزا آق اللہ یسبط  
**وَنُفِذَ فِي الْقُرْآنِ كَافُورًا** یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمادے کہ کیا تم نہیں دیتے کہ  
 خدا کو پانہا سے رزق فراہم کرتا ہے اور جسکے جاتا ہے ملک دیتا ہے بیشک اس میں  
 بہت سی اسلی قدرت کی نشانیاں ہیں  
 قرآن کو اگر کوئی نہیں پڑھا تو بایں احوال ذکر فرمائیے قرآن



مانا ہے کہ پہلے الہامی کتابیں آئی ہیں مگر ساتھ ساتھ کریم بھی آئے ہیں کہ ان کے دلوں نے ان  
 کی بڑی راوی سے ہر منہ پر قرآن کی تائید کی ہے اور جو غلط کہے غلط قرار دیا۔  
 وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرًا غَلِيظَةً  
 (یعنی تیری طرف (یعنی قرآن) اتنا ہے جو اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور  
 ان پر بھاری خبریں ہے، نیز انہیں کو صحت سے الگ کرتا ہے۔)

قیامت پر ایمان کا ذکر اس لئے کیا ہے بلکہ اس لئے کہ جزا اور سزا کا یقین ہوتا ہے وہی نیک  
 اس کتاب سے اور بدکاری سے بچتا ہے جو بے درہم اسے کیا غرض پڑی ہے کہ اپنے دلوں پر  
 عیسائی نہیں بلکہ صرف مسلمان وہ بھی نیک مسلمان بنکا اس آیت میں بیان کر دیا جو یہ لوگوں میں  
 مانتے ان کو ناستک اور وہ یہ کہنا انہما کہ؟ کیا تمہیں کاش سہا سہا کہہ کر دیکھ کر اب  
 دیکھ لیا مگر کاجواب نسبت میں آتا ہے۔

(۱) ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ اس لئے انکی بیماری بڑھادی (آیت)  
**محقق** (۲) جلا بلا قصور خدائے انکی بیماری بڑھادی رحم نہ آیا۔ ان بیماری کو اتنی بڑھاتی  
 ہوئی ہوگی۔ کیا یہ شیطان سے بڑھ کر شیطان کا کام نہیں ہے کہ کسی کے دل پر  
 نہ بٹنا کسی کی بیماری بڑھاتا۔ خدا کا کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیماری کا بڑھانا جسے خدا بڑھاتا ہے  
**مدق** (۳) خدا کسی کے دل پر ناحق مہر نہیں لگاتا۔ اس لئے اس کا کام نہ کہہ دینی سننے میں جو  
 آپ سے تیار تمہیں کاش صلوٰۃ ۵۱ پر بودہوں کی بے حدی اور گناہی سے باریکیں  
 یکے ہیں۔

انہوں نے کس درجہ اپنی اذیت اور جہالت کی تھی کی ہے جسکی تائید سورہ انکسہ میں فرمائی  
 نہیں سکتی یقین تو یہی ہے کہ وہ اور ایشور سے مخالفت کرنے کا ان کو ہی تھے  
 علامہ ۱

وہیں کہ وہ بداد میں تھے۔ سورہ انکسہ میں فرمائی ہے  
 جو پریشور علم وغیرہ عطا کرے اور ان کے کلامات پناہ و حمایت سے محروم  
 ہونا ہی موت یعنی مزارتو جینے مرنے کے جلدی پر آتا ہے۔







**محقق** پہلایہ کوئی بات ہے کہ اس کے ماننے کوں سزا دینے کیلئے ابراہیم کے زمانہ میں سورج فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنایا تھا، وہ کوئی دماغ کی آگ ہے، کیا اس دنیا کی آگ سے ڈنپا ہوا ہے۔ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے وہ اس کی ایندھن ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے تیغ تیار کر کے دیے جائیں گے۔ پانوں میں لکھا ہے کہ بچوں کے لئے گھر بنائے جائیں گے۔ اب کہنے کی سلی بات سچی مانیں؛ اپنے قول سے تو دونوں بہشت میں جانے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی دوسے دونوں دوزخی ہوتے ہیں۔ پس ان سب کا جملہ اعتبار ہے۔ ہاں جو دانا کا۔ میں نے لکھا اور جو پانی ہیں دوسے سب مذہبوں میں دکھ ہی پائیں گے۔

**محقق** محقق جی کو یہ توفیق نہیں کہ بے نقط عبارت کیا ہوتی ہے اور فصیح کسے کہیں انہوں نے کسی سے سُن لیا کہ فیضی نے بے نقط تفسیر بھی تھی تو سمجھے کہ قرآن کا مقابلہ ہو گیا۔ سوا می جی! اگر فیضی کی تفسیر قرآن کی طرح بے نظیر ہوتی تو پہلے فیضی ہی کو کیوں قرآن کی نسبت شبہ نہ ہوتا اور وہ کیوں اس غرض میں اسلام سے برگشتہ نہ ہوتا کہ اس نے قرآن کی مثل کلام بنا لیا ہے۔ پس آپ کے جواب میں یہ کافی ہے۔

آپ کا اختیار ہے آپ اس آگ سے بھی ڈریں کہ آپ کو بتا ہے کہ نہ ڈریں۔ بات تو صرف یہ ہے کہ دماغ کی آگ چرند و مشرکوں اور صدیقیوں کی سزا سنہ اسلئے اس کو ڈرنے کیلئے بنائی گئی ہے کہ ایسے کام کو چھوڑ دو۔ یہ محقق جی کی راقیت ہے۔ لکھتے ہیں کہ قرآن میں کافروں کے واسطے تیغ تیار کئے گئے ہیں۔ آگ بھی کئی جگہ سوا می جی نے اپنی یقینیت کا اظہار کیا ہے غور کرو۔ قرآن اسلام کا معجزہ ہے کہ آپ جیسے علم ربی ایسی ہی سکتی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ مگر قرآن اپنی اور چوڑی اپنے اپنے قول سے پستی ہیں۔ آپ تو دونوں کے قول سے دوزخی ہیں اپنی فکر کیجئے۔ چکر پانی کیا پڑی اپنی بیڑ تو دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں سے حق پر کون ہے۔ اس کی شناخت کچھ باقی باتوں سے کیا جائے۔ یہ ایک بزرگ پانی ہیں وہ سب پہلوں میں دکھ ہی پائیں گے۔ مگر اس سے زیادہ پاس کیا ہو گا؟

میں مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہیں۔ اس کو بڑا کہا جاوے گا (غور کرو کہ سید ارتقا پر کائنات)



(۹) اور خوشخبری دے گا کہ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے ان کے پیش  
 دنیا پلٹتی ہیں لیکن سے نہیں جب دیکھے ہادیں کئے اس میں سے میدوں سے رزق پہنچے  
 یہ وہ چیز ہے جو دے لئے کئے تھے۔ پہلے اس سے اور واسطے ان کے پیروں میں پھرنی  
 اور حقیقتوں سے والی ہیں (آیت ۴۷)

**محقق** پہلا اس قرآن کی بہشت میں دنیا سے بڑھ کر کون سی عہدہ ہے: جو چیزیں  
 دنیا میں ہیں وہی مسلمانوں کی بہشت میں ہیں اور اتنی زیادتی ہے کہ یہاں صبر  
 آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہیں۔ اسی طرح بہشت میں نہیں گریہاں اور تیس عہدہ  
 نہیں رہتیں اور وہاں یہاں ہمیشہ رہتی ہیں۔ جب تک قیامت کی رات نہ آدگی۔ تب تک ان  
 بچا دیوں کے دن کس طرح گزرے تھے ہو گئے ہاں اگر خدا کی اُن پر ہر رانی مرقی ہوگی اور  
 خدا کے سات وقت لازمی ہوگی یہی ٹھیک ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کا بہشت گورکھے  
 گورمانوں کے گورک اور منہ کی طرح معلوم ہوتا ہے جہاں کہ عورتوں کی تعداد و تکلیف  
 بہشت ہے۔ آدمیوں کی نہیں اسی طرح خدا کے گھر میں عورتوں کی تعداد بہت ہے اور ان سے  
 خدا کی محبت بھی آدمیوں کی نسبت زیادہ ہے کہ خدا نے بی بیوں کو بہشت میں ہمیشہ  
 کوائے رکھا ہے نہ کہ مردوں کو۔ وہ یہاں جو خدا کی مرضی بہشت میں کرے گا پھر کبھی نہیں  
 اگر یہ بات ایسی ہی ہے تو خدا بھی عورتوں میں سلطان ہے۔

**مدق** سوامی جی! جس کلام کو آدمی نہ سمجھے اس پر اعتراض کرنے سے نہ امت ہوتی  
 اور آپ خود ہی دیا ہے میں غیر مذہب پر غور و فکر کرنا ضروری کہہ آئے ہیں کیا وہ  
 ادروں کیلئے ہے آپ کے لئے نہیں۔ ہم نے تو جتنے اعتراضات آپ کے دیکھے ہیں۔  
 اُن سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس اصول سے مستثنیٰ ہیں بہشت میں سب  
 کچھ اہم اس لئے کہ ہمیشہ عشرت و مکرہ ہوتا ہے کہ سامان خدا کی رات سے ہونگے  
 آپ اسکو دنیا کی سمجھتے ہیں کیا آپ نے بڑا اہم ہے کہ قول بھی نہیں سنا۔ تاہم  
 دیکھا ہے کہ یہاں آپ دنیا کو بہشت کی طرح سمجھیں تو کس کا تصور ہے۔ سوامی جی!

نہایت میں معلوم محقق جو کہ کون سے سکھادی ہر جگہ ہیں۔ خدا اور وہاں اسباب عورت اور آدمی کا



دنیا میں کوئی شخص بھی کسی حالت میں ہمہ وجہ غایت میں نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی رشتہ  
اسکو واسطیہ رہتا ہے۔ مال سے بہرہ اولاد سے دوستوں سے ہوا دشمنوں کے جہانی ہوا دینی  
مگر جنت میں سب ملے سے امن ہو گا۔ **سَمَوَاتٍ لَا يَصْلَاهُنَّ فَإِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِمْ لَكُفْرًا**  
نہ جنت والوں کو کوئی تکلیف ہو گی اور نہ اس سے باہر کئے جائیں گے۔ ان چاروں کی  
فرد توجیب کرتے کہ قرآن کی کسی آیت سے دکھاتے کہ وہ ابھی سے پیدا بھی ہو چکی ہیں اور  
نامزدوں کی پاہت میں قیام ہیں۔ محقق ہی اچھوٹ بولنا ہر ایک مذہب میں ہر مذہب  
سے عورتوں کی کم قدر کوئی آیت اپنے بھی ہے۔ اسی برتے پر آپ سوامی بڑے ہیں کہ آپکو  
اتنی بھی خبر نہیں کہ قرآن میں سیغہ نہ کر کا داردی ہے عالموں کے معنی میں نیک مرد ہمیشہ جنت میں  
نہ خدا لے ہو گے آپکو کسی نے والے کا لفظ والی نہ کر کے منایا۔ تو آپ کے کان میں والی  
والی پر لگی پس آپ کا راتار و پود ٹوٹ گیا۔ قرآن کے محاورہ میں عورتیں مردوں کے  
مکرم کی تابع ہوتی ہیں۔ یعنی جو حکم یا انعام مردوں کو ہوتا ہے۔ وہ عورتوں کو بھی ہوتا ہے۔  
سوا اس کے جو مخصوص کیا جائے۔

(۱۰) آدم کو سارے نام سکھائے پہر فرشتوں کے سامنے کر کے کہا جو تم چھے ہو مجھے ان کو  
نام بتلاؤ۔ کہا اے آدم بتا دے اُن کو نام ان کے پس جب بتا دیا ان کے نام تو خدا فرشتوں  
سے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تحقیق میں زمین اور آسمان کی کچھ چیزیں اور ظاہر  
اور چھپے اعمالوں کو جاننا ہوں (آیت ۳۲ سورہ ۲)

**مفسر** میں اس طرح پر فرشتوں کو دہر کا دیا اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے  
یہ تو ایک دہرہ کی بات ہے اس کو کوئی عالم مان نہیں سکتا اور نہ ایسی بات ذوق  
کر سکتا ہے کیا ایسی باتوں سے خدا اپنی کرامات جھٹا چاہتا ہے؟ ان سب رگوں میں کون  
کیسا ہی پاکہند پیدا ہو چل سکتا ہے۔ ثنائت آدمیوں میں نہیں۔

**قرآن** (تفصیل) جی کو اصل مطلب سے تو طلب ہی نہیں مگر پھر ناظرین کو اس آیت کا مطلب  
آجانتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا نے حضرت آدم کے پیدا کرنے اور دنیا میں خلیفہ بنانے  
کی فرشتوں کو اطلاع کی۔ فرشتوں نے اپنی خواہش غنی رکھ کر عرض من و عنان کی جس کا مطلب یہ



تیار کہ ہم شرفِ خلافت کو مستحق ہیں۔ کیونکہ ہم تیری جہاد میں لگے رہتے ہیں۔ اور وہاں میں  
 بات بھی رہی کہ ہمارے بیٹے چیزوں کا عالم بھی ہے جو خلافت کا مستلزم ہے۔ پر نگر یہ دعویٰ ہمہ انی انکا  
 غلط تھا۔ اسلئے خدا نے اُن کی تعذیب طرے کے لئے آدم کو سب چیزوں کے نام اور بات  
 بتلائی (جس طرح اگنی، آبیہ، انکھ، دھان کو دید بتلائے دیکھو ستیا رتہ پر کاش سہلا س منبر)۔  
 پر فرشتوں سے اُنکے دعوے کی تصدیق کرانے کو ان سب چیزوں کے نام پوچھو وہ بتلا کر  
 آخر اپنے قصورِ علم کے قائل ہوئے۔ یسوعون صاف ہو کر حقیق جی نہ سمجھیں تو قصور کس کا؟  
 افسوس سوامی جی ہر بار اپنا اسکاں بھول جاتے ہیں۔

جو مذہب دوسرے مذہب کو جبکہ ہزاروں کروڑوں مانتے ہوں جیو مانتا اور پھر  
 کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑا کچھ بتا اور کون مذہب ہر سکتا ہے غافرو ۷۳  
 (۱۱) جب ہم نے فرشتوں سے کہا سجدہ کرو آدم کو پس سب نے سجدہ کیا۔ پر شیطان نے نہ  
 مانا اور تجتر کیا کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا (آیت ۳۶)

**محقق** اس سے ثابت ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں یعنی ماقبی۔ حال۔ استقامت کی باتیں  
 پر سے طوعہ نہیں جافنا۔ تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا؟ اور خدا میں کچھ مبالغہ  
 بھی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اسکا کچھ بھی نہ کر سکا اور دیکھئے ایک  
 کافر شیطان نے خدا کے بھی چمکے چہرے اور مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر  
 ہیں وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کچھ پیش چل سکتی ہے۔ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی باری  
 برعبادتیا اور کیکلہ کو قنا۔ ہے خدا نے یہ باتیں شیطان سے سبکدہی ہو گئی اور شیطان نے خدا  
 سے کیونکر سوا خدا کے شیطان کا اُسے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

**مذکور** (۱۱) ابھو بے پندت جی! کس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کو علم نہیں اگر شیطان کے  
 پیدا کرنے سے خدا بے علم ثابت ہوتا ہے تو پر مشورے جینیوں کو کیوں پیدا  
 کیا ہے جو بتوں آپ کے بت پرستی کے بانی مہالی ہرے جتنی بات تیار تہ پر کاش میں  
 آپ لکھتے ہیں۔

مورتی پر جاکر جتنا جگڑا چلا ہے وہ سب جینیوں کے گھر سے نکال دو اور پاکستان



کی جو بی بین نہ ہوتے۔ ص ۵۵

اور کہتے: اے خدا نے غازی محمد کو کیوں پیدا کیا جس نے آیدت کی گاری پٹ دی  
اور دنیا سے ایسا شور مچا کہ سب نے سنا اور کہیں کہیں اپنی زبانیں کھولیں اور کہیں کہیں  
تمام پرانے گویوں سے جبر کر آیدت کو گواہ کر دیا اور کہتے: اے خدا نے انسان کیوں بنائے  
کہ ایک دم کا تمام ہر دوں ٹوٹ گیا جب آپ ان سوالوں جواب دیں کہ تو ہم ہی تلواریں  
کے شیطان کر کیوں پیدا کیا؟

اسکے یہ ہے کہ شیطان کسی کی گاری کے لئے غالت مار نہیں بلکہ صرف ایک مشیر  
کی طرح جو غیالات کا سونپا نیو الا سے چٹا چٹا اس کا یہ بیان مسرتہ قرآن مجید میں مذکور ہے  
غور سے ملاحظہ فرمائیے: اِنَّا لَنَكْمُرُ سُبُوًا لِّمَن نَّشَاءُ وَهُوَ عِنْدَنَا ذِكْرًا لِّذِينَ هُمْ اَعْيُنُهُمْ يَلْزَمُونَ النَّاسَ  
میں نے صرف تلواریں بنائیں ہم نے قرآن کریم سے دنیا میں اور بہتیں ہوتی ہیں یہ شیطان  
کو بھی ایک پتہ ہے۔ اس سے ناوازیں۔ اس بدعت کے ذمہ کیسے خداوند تعالیٰ نے کئی  
ایک حالت بتوائے ہیں۔ جہاں مضبوط سلاخ ہو واقعی ہو ترس۔ ذکر اگلی سے چٹا قرآن شریف  
میں اس کا یہی ذکر ہے: اَلَا عِلْمًا وَهَلْ لَّهُمْ اَلْمَكِیْفِیْنَ یعنی خدا کے ایک بندہ شیطان کا کافی  
نہیں ہیں سکتا جو کچھ خداوند تعالیٰ کے ذکر میں وقت کر رہے ہیں اور نشوونما سے پرہیز  
کرتے ہیں شیطان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ان جو رگ پروردگار کی اور بہتوں میں وقت  
مٹاتے کرتے ہیں انہی پر شیطان بھی نوب پاتا ہے۔ استیارتہ سنو ۱۴، کو اند سے پر ۶۔

پس شیطان کی مثال بالکل زہر کی سی تھی۔ جیسے خدا نے زہر پیدا کر کے اس کو علاج  
بھی بنا دیا ہے۔ ایسا ہی شیطان پیدا کر کے اس کا شر تبدیل کر علاج کو تو یہ کتاب و اتباع انبیاء  
بھی تبدیل یا مستقل بحث شیطان کی تفسیر شمالی بلکہ اہل حاشیہ ختم اللہ علیہ ص ۳۰  
اُن ایاد آیا کہ دنیا میں اس وقت کہ وہاں مسلمان اور یوں جھٹکی رہتے  
ہو دی وہیہ قومیں ایسے کے گیان اویہ، کو نہیں مانتے بلکہ اُس کو بتہ پستی و عزت  
ہیں تو یہ مشور کیا عاجز سے کران کو جہاں نہیں کر سکا کیا اس کے جلال میں فرق تو نہیں آیا  
ہرگز نہیں اسے کہ اگست ہی ہیں۔ آخر کس کس سے بگاڑے اس کس کو بگاڑی (جیسے زنا)



سوامی جی (جیہا آثار روح) داخل نمنا ہے ردیکہ ستیا رتھ سلاسن (مذہبی امور میں)  
خدا نے آزادی دی ہوئی جو جسکا جی پاس ہے تا ابدار ہو جیسا ہے نہ ہو سفاقرآن شریف  
بتاتا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ (جو چاہو ایمان لاؤ اور جو چاہو کفر بھی پس)  
ایک شیطان کیا عموماً دنیا کے تمام کافروں دقت خدا کی پاک کتاب پر مسکے چڑھاتی ہیں مگر وہ  
سب کو امن و عافیت دیتا ہے۔ لیکن بکرے کی ماں کو تک خیر نہ ملے گی خدا کے گمراہ کرنے اور باقی  
شیطانی باتوں کے جوابات نیز میں دیکھو

۱۱۴ اور کہا تم نے اے آدم تمہاری جو وہشت میں رکھ رکھاؤ تم باغراغت جہاں چاہو  
اور مت نزدیک جاؤ اُس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے شیطان نے اُن کو گمراہ کیا اور  
اُن کی پشت کے پیش سے کھڑا تب ہم نے کہا کہ اترو۔ یعنی تمہارے واسطے بعض کے  
دشمن میں اور تمہارا ٹھکانہ زمین پر ہے اور ایک وقت تک قائم رہے۔ پس سیکرہ میں آدم  
نے پردہ کا راپو سے کہہ باتیں پس وہ زمین پر آگیا (آیت ۳۷-۳۹)

**محقق** دیکھو خدا کی کم علی۔ ابھی تو بہشت میں رہنے کے وعدہ دی اور ابھی کہا کہ نکلو۔ اگر  
آئندہ کی باتوں کو جاننا ہوتا تو دعا ہی کیوں دیتا؟ اور معلوم ہوتا ہے کہ  
بھلانے والے شیطان کو سزا دینے سے خدا قاصر بھی ہے وہ درخت کس کے سے پیدا کیا  
تھا؟ کیا اپنے لئے یا دوسرے کے لئے اگر دوسروں کیلئے تو کیوں آدم کو رد کا ۱۱ اسلئے  
ایسی باتیں خدا کی اور نہ اُس کی بتائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

آدم صاحب خدا کے کتنی باتیں سیکرہ آئے تھے؟ اور جب زمین پر آدم صاحب آئے  
تب کس طرح سے آئے؟ کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر؟ اُس سے کیونکر اتر آؤ  
کیا پرند کی مانند اڑ کر یا پتھر کی طرح گر کر؟

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گئے تو اُن کے بہشت میں  
یہ خاک ہو گی اور بتوں والے فرشتے وغیرہ ہیں وہ بھی خاک ہی بن گئے کیونکہ خاک کا جسم غیر  
انسان نہیں بن سکتے اور خاک کا جسم ہر نیکی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئے گا۔ اگر وہاں موت  
ہوتی ہے تو وہاں سے بعد موت کہاں جاتے ہیں؟ اور اگر موت نہیں ہوتی تو ان کی پیدائش



میں نہیں ہونی چاہئے۔ جب پریشانی ہے تو موت بھی ضروری ہے۔ ایسی صورت میں قرآن کا یہ لکھنا کہ بی بیوں ہمیشہ بہشت میں رہتی ہیں جھوٹا ہو جائیگا۔ کیونکہ انہیں بھی مرنا ہوگا۔ جب یہ حالت ہے تو بہشت میں جانے والوں کی بھی موت ضرور ہوگی۔

**مدق** سو انی جی! دیکھئے آپ کی بے علمی کہ اجازت کو آپ دعا سمجھے بیٹھے ہیں  
 اے صاحب! اسٹکن صینہ امر مخاطب کا ہے جس کو معنی ہیں ہوسہ  
 جنت میں! پھر ساتھ ہی فرمایا بھی دیا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا اور نہ تم نماز میں ہو  
 جاؤ گا جس سے نتیجہ صیر نکلتا ہو کہ یہ امر اسٹکن کا ویسا ہی ہے جیسے پریشور کی طرح آریہ۔  
 کو حکم ہوتا ہے۔ کہ میں نے تلو کرم جونی (عمل خاد) انسانی قالب دیا ہے اس میں رہا اور  
 بدکاریاں اور بد اخلاقیات نہ کرنا۔ نہ تم بندہ اور سو رہنا ہے جاؤ گے چنانچہ بہت سی  
 آریوں کو وہ دن دیکھنا نصیب ہوتا ہے کہ پریشور کو گیاں نہیں! بہشت یشاب  
 کسی مرتفع مکان پر ہوگا شاید وہاں ہی ہو جہاں پر جیو آتما (بقول آپ کے) مکتی (نجات)  
 کو بعد رہتا ہے۔ دیکھو ستیا رتہ پرکاش سلاسل نمبر ۱ تب ہے آپ پر چھتے ہیں کہ آدم کو کتنی باتیں  
 سکھائیں ہو لے منڈت جی! اس باتیں جھکی بنی آدم کو ضرورت ہو سکھائیں قرآن  
 میں کھٹھا کا لفظ دیکھئے! محقق جی کے ٹیڑھے سوال دیکھئے کہ آدم دنیا پر کس طرح خدا کی  
 حفاظت میں آئے اگر زیادہ کرید کر تو سنو!

جس طرح غبارہ باز اتراتے ہیں۔ اس طرح ہی اترنا ممکن ہے عالم کسی مجرم کو سزا دینے سے  
 تب قاصر ہو کرتا ہے کہ اسکو سزا کا وقت آچکا ہو اور پکڑ نہ سکے اور وقت نہیں پہنچا تو قبل از وقت  
 قاصر کہنا آپ کے فہم قاصر کا قصور ہو۔ ورنہ بتلائیے محمود غازی مرحوم اور محمد غوری مغفور کو اتنی  
 مدت عمر میں جس میں انہوں نے ہندوستان کی کایا پٹ دی پر مشور نے کیوں سزا دی  
 بیشک جو فحاشی چیر ہے وہ محل موت ہو سکتی ہے لیکن اگر خدا کی طرف سے ہمارا ملے تحلیل  
 پہنچا رہے اور خدا اس کی سزا نہ چاہے تو کچھ ضرور نہیں کہ دینکا دینگی مری جائے جبکہ  
 ہم دیکھتے ہیں کہ بعض آدمی ایک روز بلکہ ایک سانس کی زندگی بیکر جلدیتے ہیں اور بعض  
 روز درجہ جودہ کھائی جاتی ہے۔ یہ خدا انسان کو اعضا میں مقرر فرماتی ہے اس کو بدلہ نہیں۔



سوہن سے بجاوڑ ہوا تہیں تو یہ تفاوت ہیں متنبہ کرتا ہے کہ ان کی تاریخ موت ہر مشور کے  
 ماتم میں یکساں ہی ملے ہشتیہ کی تاریخ موت خدا نے بے انتہا زمانہ پر ڈال دی ہو۔ یا  
 بالکل موت کو ان سے اٹھایا ہو تو کیا غواہی ہے۔

رحمۃ اُس دن سے ڈرو کہ جب کوئی عرصہ کسی روح پر عرصہ نہ رکھی نہ اُس کی سفارش  
 قبول کیا دگی نہ اُس سے بدلہ لیا جائیگا۔ اور نہ دوسرا دیں گے (آیت ۵۸)

**محقق** کیا موجودہ دونوں میں نہ ڈریں بڑائی کرنے سے جہنم ڈھانچا ہے جب  
 سفارش نہ آئی جائیگی تو پورے بات کہ تفسیر کی شہادت یا سفارش خدا  
 بہشت دیا کیونکہ کسی مویکی یا پناہ بہشت والوں ہی کا دکار ہے۔ دوزخ والوں کا  
 نہیں۔ اگر ایسا ہے تو خدا طہارت ہے۔

**محقق** اسی جی! جلدی سات سخن شناس تھی و ہر اخطا الیخاست  
 کہ کسی دن سے دونا اور کسی دن میں دونا ان دونوں مبارکوں میں  
 فرق ہے۔ آپ کہوں کہ سات کو اس دن سے موجودہ دونوں میں نہ ڈریں خدا کو نصیب  
 کرے۔ کہ نہ ڈرائی کرنے سے جہنم ڈھانچا ہے۔

پنوت جی مے۔ کالفا جز پڑا کرتا ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی بڑائی کرنے سے  
 بھاگے۔ چونکہ مسلمانوں کے نزدیک کام جراسزا اُس دن میں ہوگی اس کو کہیں  
 کہ اس دن سے دونا جسکے سات تھی کہ بڑائی کرنے سے ڈرو۔ سوامی جی! دیکھا  
 میں الزام ان کو دیکھتا تھا کہ اپنا عمل کیا

اسی لئے ہم بار بار عرض کرتے ہیں کہ قرآن کو بھی کسی عربی پاٹ شالہ میں نہ کر پڑھتے  
 قریب کوئی اور ہوتا۔ سفارش نیز ان خداوندی جنکے ہیں ہر گئی کسی نبی یا دل کا ذوق مت  
 الیہ نہیں ہر گئی کہ مجرم کی سفارش کرے بیشک نہ اُس کو اجازت خاص عرض مروہن  
 کی نہ ہے۔ اس کو کہنا بالکل درست ہے کہ کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی کوئی نہ کر  
 سفارش ہی نہیں کریگا۔ اگلا ممکن اذن کفالا لہن دناں ہوا یا۔ اب کسی دوزخ وامت

ت کہ میں کو خدا اجازت بخشا اور درست بات کہے کہ کافر کی سفارش نہ کرے



حالی نہیں تو طرندار ہے۔

سوامی جی کو اردوں کی تو کیا ناکارہ ہوتی۔ ایسے مجھ سے ہیں کہ اپنی ہی جھوٹا جاتے ہیں  
**سینے!**

میری اس شیر باد (دعا) انہیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں  
 تان کے لئے جو ریت کے لوگوں پر ظلم و ستم کر رہا ہے میں بدکردار ظالموں  
 کو کبھی شیر باد نہیں دیتا (رگ وید ہشتاک۔ ادھیائو ۲ رگ ۱۸)

سماجیو! جلاؤ پریشور طرندار ہے یا نہیں؟

ناقد! استاد کیوں کسی کی؟

(۱۴) ہم نے مولیٰ کو کتاب اور مجھے دیئے ہم نے اُن کو کہا تم ذیل بندہ ہو یا وہ میرے ایک  
 دکھایا جو اُن کو سامنے اور مجھے چھو اُن کو اور ہایت ایماہ اردوں کو (آنت ۵۴-۵۵)

**محقق** اگر مرنے کو کتاب دی تھی تو قرآن کا ہونا فضول ہے یہ بات جبرائیل اور  
 قرآن میں لکھی ہے کہ اُس کو مجھ سے کرنے کی طاقت دی تھی۔ قابل تسلیم نہیں

کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اب بھی ہوتا۔ اگر اب نہیں ہوتا تو پہلے ہی نہیں ہوا تھا جیسے  
 خود فرس روگ آجکل بھی زبانوں کے درمیان عالم بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی اُس زمانہ میں بھی  
 فریب کیا ہر گاہ کہ خدا اور اس کی بے کستش کر رہا ہے اب بھی موجود ہیں۔ تو بھی اس وقت خدا

مجھ سے کرنے کی طاقت کیوں نہ رہا اور وہ مجھ سے کر سکتے ہیں۔ اگر مولیٰ کو کتاب  
 دی تھی تو دوبارہ قرآن کے دینے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ اگر پہلا ہی بُرائی کرنے نہ کرنے کا  
 اپدیش سب جگہ کیا ہے تو وہ بدہ مختلف کتابوں کے بنانے سے پسے ہوئے کے پسے کی مثال

عائد ہوتی ہے کیا خدا اُس کتاب میں برکھ موسیٰ کو دی تھی تو کچھ بھول گیا تھا اگر خدا ذیل  
 نہ دھو جانا محض ڈرائے کیلئے کہا تو اُس کا کہنا بھڑا ہوا یا اُس نے دھو کا دیا جو اسی باتیں  
 کہتا ہر وہ خدا انہیں اور اس کتاب میں ایسی باتیں ہوں وہ خدا کی طرف سے ہیں ہو سکتی۔

**قوس** تجرنگی بابت خوب پرشمن (سوال) کیا سوامی جی! بقول آپ کے ابتدائے  
 میں اگر آدمی جان و مال پیدا ہوئے تھے (سینہ) پراش سلاش سب



تو اب کیوں جو ان جو ان پیدا نہیں ہوتے اگر کہو کہ بچے پیدا ہوتے تو ان کی پرورش کیلئے  
دوسرے انسان درکار ہوتے (حوالہ مذکور جس سے آپ کا مطلب ہے کہ اب وہ جو بچے پیدا ہوتے  
ضرورت نہیں تو ٹھیک اس طرح کہ پیغمبر کوئی نہیں اسلئے معجزہ نمائی کی بھی حاجت نہیں۔  
آپ کے یہ سوال تو کیا کہ معجزہ نمائی کی اب طاقت کیوں نہیں مگر یہ نہ سوچا کہ پہلے جو طاقت تھی تو  
کن کو تھی؟ آج چندت جی ہوتے تو ہم ان سے پرچہ تے کہ بتلائیے آپ کی زندگی میں تو آریہ  
کو دیدوں کی تفسیر لکھنے کی طاقت ہی اب کیوں نہیں۔ کیوں آپ ہی کی مگر کے فقیر نے جو  
ہی کیوں آپ کو پرنے دو دیدوں کی ٹیکہ (تفسیر کو پڑے دہی نہیں کر دے) تے مالہ صاحب!

کلاہ خسروی و تاج شاهی + بہر کل کے ردو حادث و کلاہ

مرزہ قنیل تفسیر شنائی (جلد ثالث میں ملاحظہ ہو۔ بائبل کے ہر آقرآن کی ضرورت کے  
تعلق ہم پہلے فقرہ میں لکھ آگے میں اس کے بارے میں آپ ہی کے لفظوں میں سناتے ہیں:-

ایشور کا علم غیر شنائی ہے یا نہیں! ہے تو یہ کلام کے لئے! اگر کہو کہ اپنے ہی لئے  
ہے تو کیا ایشور اپکار دوسروں کی بھلائی نہیں کرتا۔ تم یہ کہو گے کہ کرتا ہے پر اس سے  
کیا! اس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے بھی۔ کیونکہ اس کو یہی  
دو مقصد ہیں اگر ایشور آپیش (الہام) نہ کرتا تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا اسلئے  
ایشور نے اپنی علم (یعنی قرآن) کے آپیش سے اس دوسری مطلب کو پیدا کیا ہے پر مشورہ  
بڑا رحیم ہے اگر ایسا نہ کرتا تو جہنم جہالت کا سلسلہ قائم رہتا اور انسان دہرے (دو)  
کام (مراد) کرشن (نجات) کے حصول سے محروم رہ کر پریم آئندہ (راست اٹلے) نہ پاسکتا!  
(رنگ دید آدمی بہا سہ بھومکا مٹوہ)

بتلائیے! اگر قرآن نہ آتا تو عوب صیے نو خواہ وحشی اور شر کے لود ملک کو کون بتاتا

کرتا۔ دیدہ اذوں کو تو وہ رہتے بھی معلوم نہ تھا نہ وہ غیروں کو ہدایت کر کے اپنی میں ملاتے تھے  
نہ دید میں یہ شمش تھی کہ غیر کو پہنچ لاتا جس کا بد ہی ثبوت ہے کہ بقول آپ کے دوا رب مال ید  
بنے کہ جو گھر آج تک کہیں کسی ملک میں بحر منہ کے کوئی ہی اس کا نام یہو انہیں کوئی اتنا بھی

نہ سوای ہی کی تحریر میں دید ہے +



تو نہیں جانتا ہے

ابھی اس راہ سے گورا ہے کوئی + کہے دیتی ہے شغنی نقشب پاکی  
تو بیت انجیل والوں کھال یہ تھا کہ بجائے توحید کثلیث میں آجک باوجود دعویٰ تہذیب اور  
تہذیب اور وہ شہر ہیں۔ سنیئے اقرآن انجیلیان میں قاصر نہیں ہے وہ اپنی وجہ آپ  
بتاواتے ہیں کہ طرح پر مریاں ہے پرانہ کا محتاج نہیں۔ خدا عربوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے  
وَأَنْ تَقُولُوا نِعْمَ آتَاَنَا الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۚ إِنَّ كِتَابَ اللَّهِ لَخَالِصٌ لِّلْعَالَمِينَ  
عربی میں قرآن اس لئے آتا ہے تاکہ تم نہ کہنے لگو۔ کہ ہم سے پہلے لوگوں پر کتاب اتری  
تھی اور ہم ان کی تعلیم سے بے خبر تھے

یہ شک واقعی ان کو بند نہ پایا تھا چھوٹ کٹوں ہوتا۔ مگر ایسے نہیں کہ آپ کو نسخ  
کی سوجھے بلکہ ان کے اسی جسم کو جس میں دھتھے رہے کہ حسب معمول ماں کو رحم میں جا کر  
جیسے دیکھتے رہتے ہیں مفصل رسالہ بحث مناخ میں دیکھو +  
۱۵۱ اس میں خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ تم سمجھو  
(آیت ۶۷)

**محقق** اگر مردوں کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا؟ کیا وہ قیامت کی رات  
تک قبروں میں پڑے رہیں گے؟ کیا آجکل دومہ سپرد ہیں؟ کیا  
تخی ہی خدا کی نشانیاں ہیں۔ کیا زمین سورج چاند وغیرہ نشانیاں نہیں ہیں؟ کیا کائنات  
میں جو گونا گون مخلوقات سامنے نظر آتی ہے۔ یہ کوئی کم نشانیاں ہیں؟  
**موقع** اس آیت کا ترجمہ جو آپ نے نقل کیا ہے غلط ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے۔  
کہ اسی طرح خدا مردوں کو زندہ کریگا۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب  
نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح خدا اجلا دیکھا مرد سے۔ پس آپ کا سوال سکر سے غلط  
کیا جاتا۔ فاسد علی الفاسد تھا۔ آجکل دو سے سپرد نہیں بلکہ جزا و سزا بیکت رہے ہیں  
پس قرآن کسی عربی یا لہجہ شالا میں پڑھا ہوتا۔ تو آپ کو معلوم ہوتا ہے؟  
لَا تَحِلُّ لِّلْجَنَّةِ نَارٌ يَّا لَيْتَ قَوْمِي لَعَنُوا رِيًّا قَدْ جَعَلْنَا لَكَ مِنْ أَثَرِكُمْ بُرْهَانَ

ایک نیک آدمی مشرک کو دکھاتا تھا۔ انہوں نے اس کو مار دیا۔ خدا فرماتا ہے۔ اُسے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اس نے  
فرمایا کہ کیا میں اس کو قہر سے ڈر کر مار دیا کرتا تھا؟



اور اس کے تبار کے میں نرا لا انکار لیکن غایا خدا تو عینا (سبحانہ) تمام زمینوں  
 کا ملک پر پیش کیا جاتا ہے اقیامت میں ایسے ہی جہنم کے ساتھ اس کے جیسے  
 جہنم سے وہ دنیا میں جیتے تھے اور نہ ہوا سزا تو بوجہ رخصی کے شروع ہو جاتی ہے۔  
 ہیکل کا کتابت خدا کی قدرت کے تقاضا میں۔ ویلکے خدا فرماتا ہے۔  
 وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُحْسِنِينَ فِي الْأَرْضِ كَمَا أَفْلَحَ الْمُفْلِحُونَ لیکن سوائے اس کے ہیکل بڑی یا  
 بیسیں بات جہنم میں کس کس اتفاق کا نام لیا ہے اور کس کس کی نفی کی ہے جو  
 آپ یا انرا من کرنے بیٹھے ہیں۔

لا انا ہے ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہنے والے ہیں (آیت ۵۴)  
**محقق** چہ کر جو (روح) فیتہ لہی گناہ و ثواب کرنے کی طاقت نہیں کہتے اس لئے  
 ہمیشہ کیلئے بہشت یا دوزخ میں نہیں رہ سکتے اور اگر خدا ایسا کرے تو وہ  
 بے منصف اور ظالم ٹھہرے اگر قیامت کی بات انصاف ہو گا تو انسانوں کے گناہ و ثواب  
 سادی ہونے چاہئیں اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو ان کا ثواب غیر متناہی کیونکر ہو سکتا  
 ہے؟ اور سلمان لوگ دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برس سے بھی کم بتاتے ہیں کس  
 اس سے پیشتر نہ اکر ہوئے رہا تھا؟ اور کیا قیامت کے پہچان بھی شمار ہے گناہ یا باتیں دوزخ  
 کی باتوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ کے نام ہیچ تائیم رہتے ہیں اور جس قدر کسی کے  
 گناہ و ثواب ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق ہی اس کو دوزخ دیا جائے لہذا قرآن  
 کی یہ بات بھی نہیں ہے۔

**مدققت** سوائے اس کے اگر عداوت مہجانی نہ شاہد چور کر نہ ہی دست برد کرتے جتنی اس  
 چمک کرنے میں خچ کی ہوتی ہندت ہی اگر اعمال کے وقت جتنی جزا سزا ہے  
 تو کر مشن ہی گیتا میں کیوں کہتے ہیں کہ مدوح نکال کر کے غافل کے چمک سے چھوٹ جاتی  
 ہے۔ گو آپ اس کو کسی نام سے دیکھ کر مانگو ہوں لیکن کر غن جی کا پران آپ کے گناہ سے  
 ہمیں بڑھ کر ہے آپ کسی دلیل سے بتا دیں اگر اعمال کے وقت سے سادی جزا سزا  
 نہ ہوتی کہ ان کے گناہ میں خدا کی انصاف میں جزا دہنا رہا تو وہی جی کا نام نہ ہوتا۔



کہ ہوتا ضروری ہے حالانکہ قانون شاہی میں ہم ایسے جرم بھی دیکھو جس میں کہ قورسے سے دقت  
میں کئے جاتے ہیں۔ اور عہد قریب ان کی سزا ہے۔ چنانچہ آپ بھی بحالہ منوجی دستیار  
پیکاش (صفحہ ۲۰) پر لکھتے ہیں کہ: سرکاری ملازم کو رشوت لینے پر ضبطی جائداد اور تمام عرق کیے  
جائداد میں اور بھگتی کر اسی دینے پر زبان کاٹ ڈالی جائے اور بعد مرگ راقے بے نصیب  
فرمائیے۔ امدت کے ساری سزا فی یا زیادہ۔ سچی پوچھ کر اپنی مہنہ کمزرت باتوں کا  
بہانہ نہ بناتا ہے۔ کہ آدمی کو بجز ذرا۔ تنکے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ ہاں، خوب دلیل ہے  
جو بڑے سچی نے تقریباً میں دی ہے۔

اگر میں ہی روزگار چاہوں تو حضور آپ ہی دنوں میں زیر  
لکھا ہے۔

بھلا سوای جی : آپ نے سسٹے کی مثال دی تو میں کی کیوں نہ دی : اگر کوئی مدت یہ  
تاک بیٹھا کہہ کر بیٹھے سے کھجرا سب ہے سو اس بڑے سمجھا اُس کے مرغوب خاطر اُس قدر  
نہیں ہوتا : بقدر تک میں ہوتا ہے پس : ہٹے سے نہیں بلکہ غیر مرغوب چیز سے نفرت  
کر جاتا ہے کیا ہی سمجھو : بھلا اگر کوئی شخص دنیا میں بہت مدت تک عیش و آرام میں  
ہر تو کسی وقت اُس کا جی چاہتا ہو کہ میں قید خانہ میں جی کہہ مدت گزاروں :  
آٹھ ہزار سال دنیا کی عمر آپ نے کہیں قرآن کے آئینوں پارہ میں تو نہیں دیکھی : اسی  
آیت یا حدیث میں یہ سخون نہیں ملتا بلکہ محض آپ کا یہ آپ جیوں کا خیال ہے :  
اُن خوب کہی کہ اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا تھا پندت جی : ایسے ہم آپ کو بلاتے  
ہیں یہ تو آپ کا معمولی حد و رخ بے فروغ ہے کہ مسلمان دنیا کی عمر آٹھ ہزار سال سے  
مانتے ہیں : مگر اُن اس میں شک نہیں کہ مسلمان بڑے پانی ہیں کہ ماسوی اس کے کلکات  
کو حادث (نوزن) نہ رہا جاتے ہیں کیونکہ کل کائنات مرکب ہیں اور مرکب کسی قید (مادی)  
نہیں ہو سکتا : اس تقریر کی وضاحت کیلئے آپ ہی کے کلام گریٹ کرنا مناسب ہے  
آپ خود نامتوں (ذہروں) کے جواب میں لکھتے ہیں :-

لہذا قرآن کے کلمے ہیں پاس



بہتر فاعل کے کوئی بھی حرکت یا حرکت سے پیدا ہونے والی شے نہیں بن سکتی ہے  
زمین وغیرہ اشیا ترکیب قاص سے ملکر بنی ہوئی نظر آتی ہیں مے اذلی کہیں  
نہیں ہو سکتیں۔ (استیارتہ پرکاش صفحہ ۱۰۰)

نیز صفحہ ۱۰۰ پر لکھتے ہیں:-

جو اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ اذلی امر ہی کہیں نہیں ہو سکتا۔ (استیارتہ پرکاش صفحہ ۱۰۰)  
پس فرمائیے کہ دنیا کی بنیاد پر آپ کتنی ہی گالیں اور کتنے ہی اس کے کھپ ریا  
یا پیدائش کہیں۔ مگر اس سے تو آپ نکال نہیں کر سکتے کہ دنیا ترکیب ہو اور جو ترکیب سے  
حادث زمین ہے۔ پس یہ تو صاف سے کہ دنیا کے حادث کا ابتداء ہے جس سے پہلے  
وہ وحشی چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں:-

تو جسے اتصال سے بنی ہے وہ اتصال سے پیشتر نہیں ہوتی۔ اور انھوں نے کہ اخیر

.. بھی نہیں رہتی۔ (صفحہ ۱۰۰ ذکر)

پس آپ کے غلام ہی لازم آیا کہ خدا کسی وقت نکلتا بیٹھا ہو گا۔ ایسا ہی کسی وقت  
نکلتا بیٹھے گا۔ اگر آپ کہیں کہ موجودہ دنیا کی ابتدا و انتہا ہے۔ مگر اس کا سلسلہ اذلی ہے  
ایک دنیا کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری علیٰ ہذا القیاس (استیارتہ پرکاش  
صفحہ ۱۰۰) تو یہ آپ کے اصول مسئلہ کے خلاف ہے کیونکہ انادی پورا۔ (تقریبی استیارتہ)  
آپ نے صرف بتائی گئی ہیں۔ پریشور (خدا) جو (روح) پر کرتی اور عالم قابل تقسیم  
اجزاء استیارتہ ۱۰۰۔

پس اگر ان چیزوں کے سوا دنیا کے سلسلہ کو بھی آپ نے قدیم اور اذلی مانا۔ تو  
پھر پورا تھا کیوں اذلی نہیں مانتے ہو جس سے وہ ہر پن کی بنیاد پختہ ہو۔ یہ امر بالکل  
جبر ہی ہے کہ اجزائے خدا بننے کو کہہ بہ قدم (مانی جوتا ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں  
کہ ایک وقت ضرور ایسا ہو گا کہ اجزائے ہوں۔ مگر کل جو ان سے چلے نہ ہو پناہ آپ  
بھی مانتے ہیں کہ جسے اتصال سے بنی ہے وہ اتصال سے پیشتر نہیں ہوتی۔

۱۰۰۔ اور خیر ان کو کہتے ہیں جو دیکھتے ہیں ایسے نیچے دیوار کی اینٹیں +



احوال مذکور ہیں اس اصول کے سامنے ہوئے ہیں دنیا کے سلسلہ کوئی نہ کہنا تھا جس کا  
 قائل ہونا ہے جو امانوں سے بیعت پس نتیجہ صاف ہے کہ دنیا کا مسد کسی خاص  
 وقت سے بلا کر حکم دینے کے لئے مناسب تھا۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ  
 ہو یا با کا۔ وہ دونوں کے دینے سے ثابت ہے۔ ہمارا تصرف اتنا ہی قول ہے کہ  
 ملکیت کی شئی و ملکیت کی شئی علیہ السلام اعدائے سرسبز کو پیدا کیا اور پھر  
 کہ جانتا ہے۔

جب کچھ نہ تھا تب نہ کار تھا + ملکیت کا پیدا کرنا تھا

۱۶۱ء اور جب ہما ہم نے عہد متیار کیا اور ہم نے آپس کے ادارہ نکال دو گئی  
 آپس اپنے کو مگر اپنے سے پھر اقرار کیا کہ اسے اور تم شام ہو۔ پھر تم وہ لوگ کہ  
 مار ڈالتے ہو آپس اپنے کے اور نکال دیتے ہو۔ ایک فرمے کو آپ میں دیکھوں  
 ان کے سے رکات ۸۰۔۵۰

**حقوق** | بھلا اقرار کرنا اور کرنا محدود عقل آدمیوں کی بات ہے یا خدا کی؟ جب  
 خدا ہمہ دان ہے تو ایسی ہیودہ باتیں دنیا داروں کی مانند کیوں کرے گا؟  
 آپس میں نبی دہانا اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نکالنا اور دوسرے مذہب والوں  
 کا ہو پانا اور گھر سے انہیں نکال دینا یا بھلا کر کسی اچھی بات ہے؟ یہ تو یوقونی اور غرضداری  
 سے بھری ہوئی فلول بات ہے کیا خدا پہلے ہی سے نہیں جانتا تھا کہ یہ اقرار و ظلمات  
 کرنا اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا جی عیسائیوں کی بہت سی سنت کیسا  
 ہے اور یہ قرآن دوسری کتاب کا متحد ہے۔ کیونکہ اس کی حق و سی باتوں کی جچہ  
 باقی سب بائبل کی ہیں +

**مدق** | ایسے مابین ادا میں اگر کوئی اور سزا تو اس کی حکایت بھی ہوتی۔ ہندو جی  
 کی بیعت میں تو ایسی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اسلئے کہ عبادۃ البیت  
 قائمہ کسی قدر مذہب میں کیا ہی عجیب مطلق پھانی ہے کہ اقرار کرنا یا محدود و مستقل  
 آسمان کا کام ہے۔ ہندو جی اہم کے اقرار عیسائیوں کی ہوتی ہیں مگر حکم دنیا بھی کا مستقل



آدمی کا کام ہے۔ تو تمام دیر ہوگا ان کی تفسیر لکھنے کی تکلیف کیوں گوارا کی تھی باقی مرنے  
اور نہ لکے کا جواب فقرہ بشر میں آپکا ہے ہاں یہ خوب کہی کہ چلے نہیں جانتا حق نہ  
یا قرار کے خلاف کرپ گئے کیا پریشو نہیں بانٹا تھا کہ آدمیہ دست کے آریوں نے  
میری جھنڈہ ہاتھوں پر تو مل کر تائیں۔ جس کا بدلہ اُن کو دنیا ہی میں محمود غزنوی اور  
محمد غوری سے دیا جائیگا پھر کیوں تھیادوں کی صفائی ادا نہیں رکھنے کی ہدایت  
کرتا را (دیکھو نسبت)

پتھ ہے بہت لوگ ایسے صدی ہوتے ہیں کہ وہ مظہ کے خلاف فشار تاویل کیا  
کرتے ہیں۔ ان کی عقل تائیکی میں چسکر زائل ہو جاتی ہے اور باچہ سبقت بہ پاشش  
اور اس سے لوگ یہ کہ رسول لیا دن گانی دنیا کو بد سے آمنت کے پس نہ لہکا کیا جاوے گا  
اُن سے عذاب اور خود سے مدد کئے جاویں گے (آیت ۵۷)

**محقق**

بھلا ایسی نفرت و حسد کی باتیں کہی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں جن  
لوگوں کے گناہ ہلکے کئے جاویں گے یا جن کو مدد دیا جائیگا دے کو ن  
ہیں! اگر کسے گناہ ہیں اور گناہوں کے بلا سزا دیئے ہلکے کئے جائیں گے تو انسانی  
ہو کی جو سزا دیکر ہلکے کئے جائیں گے۔ تو جب بیان اس آیت میں جو یہ بھی سزا پا کر ہلکے ہو سکتے  
ہیں اور سزا دیکر بھی ہلکے نہ ہو جاویں گے۔ تو بھی بے انصافی ہوگی۔ اگر گناہوں سے  
ہلکے کئے جائیں۔ اور ان سے مطلب پر سہیگاروں سے ہے تو اُن کے گناہ تو آپ ہی  
ہلکے میں نہ لیا کرے گا۔ اس سے مسلم ہوا کہ یہ تحریر کسی عالم کی نہیں اور ذاتی  
ہر اتقاؤں کو گناہ باندھ رہیوں کو دکھ اُن کے اعمال کے مطابق ہمیشہ دینا چاہئے  
محقق یہ نہ دالشنہ چاہا یہ بد کتاب ہے چند

**محقق**

پندت جی! اتنی اصرت کہ میں بد کالفاظوں کو کہی اشیر بار نہیں  
اور گناہ پر اشک اور ہاتھ ۲۔ ورنہ مانترا ۱۰ اگر ملک میں آپ نے  
تھا۔ اتنے کہ یا تھا اس عاری پائے شالہ میں جا کر اس آیت کا مطلب چھوڑ کر یہ  
لوگ کون ہیں تو اتنی تکلیف آپ کو نہ ہوتی نہ اسلام کی نسبت غلط فہمی پیدا نہ کرے



باب ہوتا۔ یہ وہی رنگ ہے جن کو آپ بھی ستیارتھ پر کاش غلام ۲۴ میں بحوالہ  
منہ ہی کہہ آئے ہیں کہ۔

یہ جو شخص دین کی خدمت کرتا ہے وہی ناستک ملدے!

بلکہ یہ وہی ہیں جن کی بابت دین میں کہا گیا ہے۔

وہ ہمیشہ کی نفل حاکم سے محروم رہ کر ہر شے کی موت لینے جیسے ہر غلطی

میں رہتے ہیں۔ (بحرودیداد ہیاسے ۱۱۰ نمبر ۱۱۰)

نور اور غور سے **توا** اصل الفاظ قرآنی یہ ہیں۔ اذ لیلۃ الدین اشتد و  
النیا کیا الا حیرۃ فلا یخفف عنہم العذاب لا یخففون وراہی لوگوں نے دین کو بدلے  
دنیا کو پسند کیا۔ پس ان سے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ہی ان کو کسی سے  
تخفیف ملے گی!

سچا چو! اگر غریب سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہو تو ان الفاظ پر غور کرو نہیں تو ترمیم دینی  
لو۔ اور اپنے سوائے کے اعتراضوں کی داد دو۔

(۱۹) اور البتہ تحقیق دی جیسے موسیٰ کو کتاب اور پیغمبر کو لائے اور دین کو ہم نے  
جیسے پیغمبر کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے ساتھ روح پاک کے۔ کیا پس آیا  
جب تمہارے پاس ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے ہی تھا۔ تب کیا تم نے پس  
ایک فرقہ کو چھلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو ذات (۱۰)

بقرآن میں شہادت ہے کہ موسیٰ کو کتاب سی تو اس کا ماننا مسلمانوں  
کے لئے لازم آیا اور جو جو اس کتاب میں نقص ہیں وہ بھی مسلمانوں  
کے مذہب میں آگئے۔ اور معجزے کی باتیں سب فضول ہیں اور سادہ لوح آدمی پر  
کے ہر کانے کے واسطے گھڑی گئی ہیں۔ کیونکہ قانون قدرت اور علم کے بحسب  
تمام باتیں مہجور ہی ہو کر رہی ہیں اگر اس وقت سب کے تھے۔ تو اب کیوں نہیں ہوتے  
چونکہ اس وقت نہیں ہوتا۔ اس لئے اس وقت بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس میں کچھ  
بھی شک نہیں۔



**مذہب**

بائبل کے ماننے کے الزام کا جواب نمبر ۱۱ میں دیکھا ہوں نہت ہی  
کی عادت سے کہ مادہ لوح کے پکائے کو نمبروں کی تعداد بڑھاتے

وہ۔ معجزوں کا جواب بھی مسئلہ میں ہو چکا ہے  
روا اور اس سے پہلے ہذا پیر فتح پاتے تھے۔ جو کچھ چنانچہ تھا۔ جب اس  
پاس وہ آیا جھٹ کافر ہو گئے۔ کافروں پر لعنت اللہ کی (آیت ۸۵)

**محقق**

جس طرح تم غیر مذہب دانوں کو کافر کہتے ہو۔ اسی طرح کیا ہے تم کو  
کافر نہیں کہتے ہا اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تمہیں  
انت دین میں پھر کہوں سچا اور کون جھوٹا ہے جب غریب دیکھتے ہیں  
سب مذہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے اور جو سچ ہے۔ وہ سب کیا ہوں  
سب جھوٹے نہایت کے ہیں۔

**مذہب**

اس فقرہ میں تو سوائے فیصلہ ہی کر دیا جس کا مطالبہ ان سطروں  
سمجھنے سے کر لی امر مانع نہیں۔ استیارت پر کاش جس میں تمام مذہب  
کا کھنڈن نہ ہو۔ ہے یا بائبل جہالت سے بھری ہے۔ ہم اگر یہ بات کہتے تو مارے سماج  
دوست ہم سے ناراض ہوتے۔ اور ہمیں متعصب اور کیا نہیں کیا القاب شہرہ گشت  
کہ مدعا علیہ کی اقبالی ڈگری نے فیصلہ کر دیا۔

ہو اسے مکی کا فیصلہ اچھا میر حق میں + زلیخانے یہ خود پاکہ اس باہ کناں کا  
باقی۔ اعلیٰ قروں کا ملوک کا کہنا ہم اس سے ناراض نہیں۔ کافر کے معنی منکر  
ہیں۔ ہم خود کہتے ہیں۔ کفرنا یکم و کفرنا یکم و کفرنا یکم و کفرنا یکم و کفرنا  
بِاللہ وَحْدَهُ رَحِمَ تہا۔ دین سے منکر ہیں نہ ہی امور میں ہماری تمہاری مخالف  
ہمیشہ کے لئے ہے۔ جب تک تم ایک خدا پر ایمان نہ لاؤ (قرآن)

اے سوامی جی! جس طرح آپ دید کے منکروں کو دہریہ اور کفر کہتے ہیں۔ یہ  
عیسائی اور وہ آپ کو جو بائبل پر دلوں سے انکار کر کے بیہین سمجھتی ہوں  
لے دیکھو استیارت پر کاش صفحہ۔



تے چہ کہئے! تمہیں سے کون جھوٹا اور کون سچا ہے؟ یہاں تو دانی جی بڑی نیل کی پسی  
چلے آئے۔ (اسئل یہ کہ پنڈت جی کے کئی رنگ میں لیکن)

ہر رنگ کے کہ فرامی جہ سے پکشن + من اذ از قدرت است مشام  
(۶۱) خوش خبری ایمانداروں کو۔ اللہ۔ فرشتوں۔ پیغمبروں جبرائیل اور میکائیل کا جو  
دشمن ہے اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے (آیت ۱۸)

**محقق** جب سلمان کہتے ہیں کہ خدا لاشریک ہے پھر یہ فوج کی فوج شریک کہاں  
سے کر دی؟ کیا جو اوروں کا دشمن ہے وہ خدا ذہبی دشمن ہے؟  
اگر ایسا ہے تو ٹھیک نہیں کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔

**مدقق** ترجمہ مرقوم بالا کے دیکھنے والے بخوبی سمجھتے ہیں نہ دیانند جی کو غلط بیانی  
میں کہا شک آئے (مزہ) آتا ہے ترجمہ ایسا نقل کیا ہے حکماء سے نہ پیر  
ہے کیوں نہ ہو۔ سو امی کا پرمان کیا ہی سچی ہے۔ آگے بھیجے نہ دیکھنے والے جاہلوں  
کو علم کہاں۔ بھونڈے ۵۳

مگر خیر ہیں تو ان کے سوال کا جواب دینا ہے سماجی بشر تو کلا پھاڑ پھاڑ کر  
پریشور اکیلا سرشب کتھان کہتے ہیں پھر کیا سب سے کہہ دیتا ہے۔

انہما تاکہ اُس عزیز قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون جان سکے؟

(انفراد وید کا نڈ ۱۰۔ پر پانٹک ۲۳۔ انوداک ہم منتر ۲۳)

وید یہ بھی آگیا دیتا ہے:-

دیتیس دیوتا اُس پر ماتا کے تقسیم کئے ہوئے فرالسن کو پورا کر رہے ہیں۔ وہ  
اُس کی قدرت کے جدی مظہرات ہیں۔ جو لوگ اُس برہمن یعنی وید یا محیط گل الشور  
کو سچا سمجھتے ہیں سو ہی اُن دیتیس دیوتاؤں کو جانچ اور ان کو اُسی ایک برہمن کو سمجھ  
قائم مانتے ہیں (ایضاً منتر ۶۷)

جب پریشور ایک لاشہ ایک ہے تو پنڈت جی یہ فوج (شریک) کہاں سے آگئی یہ ہے  
سہا جی کی نیاقت علمی اتنا بھی نہیں جانتے کہ مخلوق کا خدا کو نام کیسا تھ محسن ذکر آجانا



شرک نہیں، اگر تاہم اسی شیت اس کی کیفیت خدا نام آئے تو شرک ہو تا ہر  
بہلا اگر کوئی کہ خدا اس پالی کو شیت کہے جس نے دیانتی کو ہر سے ہلاک کی  
تو کیا یہ بھی شرک ہے

**ناظرین** اپنی تہی کے اسی فقرہ آپ حیران نہ ہوں۔ آگے ہی بہت کچھ  
شرع ہے آپ نہیں کہ کہ سوائی ہی شرک سے ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ہاں پہنچے  
لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو۔ انا بھی شرک سمجھیں گے کیوں  
نہ ہو بچا ہے۔ ہاں نے ڈسے ہر سے رہوں سے فرما رہی ہوں کہ شرک نہ  
بہت پرستی میں کہنے کے مسلمانوں سے، فقرہ شیت میں کہ اس کا تہہ آگے ہیں  
اس کے اس قدر معذور بھی ہیں کہ اس سے

کس نیا مروت غیر از من + کہ مرا عجب نکتہ نہ کر  
اں یہ خوب کہی کہ زندگانی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔ ہم پہنچتے ہی کے ہر فطرت کی  
کہاں تک شکایت کریں ایشور کا پرمان سنئے اور غور سے سنئے  
"میں ہر کار خالصوں کو کہی ایشور باد دینک دعا نہیں دیتا + ارگ دیہ اشک  
درگ + ہنترہ

بتلائے! یہ کرن لوگ ہیں جگہ ایشور باد نہیں دیتا۔ دی ہیں جنکو قرآن میں ہر دائرہ  
یہاں اللہ عَزَّوَالہ کا کہنا کیا ہے۔ سوائی ہی یہ سمجھے جیسے ہو گئے کہ جس طرح ہم اپنے  
دشمن کو ہر کے تو دم بھر جیتے نہیں دیتے بلکہ ہی ایسا ہی کرتا ہو گا مگر ان کو معلوم نہیں ہے  
لیکن خداوند بالا و پست + بعضیاں در بر رزق کہیں نہایت  
(۴۶) اور جو کہ معافی مانگتے ہیں ہم معاف کریں گے تہا + گناہ اور زیادہ نیکی کرنے  
والوں کے (آیت ۵۹)

**محقق** اہلایہ خدا کی ہر گناہ گار نہایت ال سے یا نہیں کہ یہ گناہ گماہ  
معاف ہو نیکا سہارا آری کو ملتا ہے تہہ گناہوں سے کوئی بھی نہیں

سے فقرہ نمبر ۵۲ و نمبر ۵۳ وغیرہ۔



داریگا۔ اس واسطے ایسا کہنہ واقف اور خدا کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہو سکتی وہ  
عادل ہے بے انصافی نہیں کرتا اور گناہ معاف کرنے سے تو بے انصاف ہو جاتا  
ہے مگر عیسائے تصور ہو ویسی سزا بڑی سے ہی عادل ہو سکتا ہے۔

**مذمت** یہ مسئلہ سوامی کا قابلِ غور ہے۔ اس کو پنڈت جی نے کئی ایک باتوں پر  
لکھا ہے جن سب کا مطلب یہ ہے کہ تو بہ قبول نہیں ہوتی۔ مگر ہم سب  
وعدہ پسنے وید منتر مسئلہ سوامی بیان کر کے اس کا مدعا ساجیوں سے پیچتے ہیں  
ستر مذکور سے پہلے خود پنڈت جی جو مسکامیں ایک تہید لکھتے ہیں وہ بھی قابلِ غور ہے۔  
آپ لکھتے ہیں:-

”بس ایشور کی ہدایت کئے ہوئے دہرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور  
پرنکاس کی مدد کے بغیر سچے دہرم کا علم اور پابندی اور تکمیل کا یہ الی نہیں  
ہو سکتی۔ اس لئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہئے:-

”میں اگنی (پریشور) راہبہد سعادت کے الٰہک و محافظ میں سچے دہرم پر چلوں گا۔  
یعنی اُس کی پابندی کروں گا۔ اسے پریشور، اچھے سچے نیک چلن اور دہرم پر عمل کرنے  
کی طاقت ہو۔ آپ مجھ کو ہمت دیجئے کہ میرا یہ سچے دہرم کا عہد آپ کی عنایت  
سے پورا ہو (عہد یہ ہے) میں آج سے سچے دہرم کی پابندی اور عہد پکڑنے  
چلن اور ادہرم سے دوری اختیار کرتا ہوں۔“

(پھر دینا دہیائے منسترہ)

اب سوال یہ ہے کہ اس عہد کے مطابق جسکو اسلامی محاورہ میں تو سیم کہتے ہیں اس  
عہد (توبہ) کرنے والے کو کیا فائدہ خدا کر سامنے تو ایسی عاجزی سے اظہارِ اخلاص کیا۔  
اور وہاں سے جواب ملا کہ تیرے پچھلے گناہ تو بدرستہ نہیں جنکی یاد دہش میں تو ایک  
دفعہ پانچاں کا کریم یا بندر سوا شیکا۔ کیونکہ بغیر اسکے ہمارا عدل اور رحم بگڑتا ہے۔ البتہ  
اُن کو اگر تیرے پچھلے کام کئے تو اُن کا تجھے عوض ملیگا۔ پہر تیلایو ایسے ایشور کو  
تو حصولِ بخشے و کاندہ اربھی کئی درجے اچھے ہوں جن کے ذکر اگر انھاس سے توبہ کریں



اگرچہ وہ کوئی زبرداری اور نیک چلنی کا جہد کریں تو وہ بھی ایک بد وقتہ تو ان کو بخش ہی  
 دیتے ہیں۔ مگر یہ مشورہ ایسا دیا (وامہر بان) ہے کہ باہر دیکھ اُسے بدے کے دل کا حال  
 بھی بخوبی معلوم ہے کہ وہ محض اخلاص سے میرے آگے گڑا کرتا ہے تاہم اُس کے  
 حال پر رحم کر کے اُس کے تصور معات نہیں کرتا۔ کچھ یہ چھو تو یہ مشورہ بھی بچا ہے  
 وہ (بقول آریہ سماج) اسی طرح تو بہ پر گناہ معات کرتا بلکہ تو اُس کے ملک اور حکومت  
 میں قتل آگے کیونکہ انہیں یہ کاروں کو تو اُس نے حیراتی قابلوں میں ڈال ڈالا کہ  
 دنیا کو آباد رکھنا ہے اگر یہی بیٹریں ہاتھ سے نکل گئیں تو وہ لائے گا کہاں ہے؟  
 خافہم (چھوٹا)

عجب تر تو یہ ہے کہ سو امی جی کے منہ سے بھی کہیں کہیں بلا اختیار ہی بات نکل  
 جاتی ہے۔ گو کسی پیرا میں نکلے۔ آپ خود تیار شدہ پرکاش کے صفحہ ۱۲۰ پر دیکھیں کہ  
 عدل اور رحم خداوندی آپس میں متضاد نہیں۔ پس ہم بھی بندت جی کی تقریر کی تشریح  
 کرنے کو انہیں اور ان کے پیروں کو بتلاتے ہیں کہ عدل کے معنی میں وضع  
 الشیء فی محلہ (ہر ایک چیز کو اُس کے ٹھکانے پر رکھنا) اور رحم کے معنی میں ارادہ  
 خیر۔ یا کسی کی حالت زار پر رحم کھانا۔ یہ صفت ارادہ خیر۔ بندت ہی بھی خدا کی نسبت  
 اتنی ہیں (دیکھو تیار شدہ پرکاش صفحہ ۱۲۰) پس آپ بتلائیں کہ ایک شخص جو دل اخلاص  
 سے خدا کے آگے بغیر کسی مذاہب کیچنے کے گڑا کرتا ہے تو یہ کرتا ہے تو اُس کا عدل  
 اُس کے معنی تھے ہر ایک چیز کو اُس کے ٹھکانے پر رکھنا) اس تو یہ کیلئے بھی کہ اُن محل تجویز کریگا اور  
 اُسکی گریہ زاری اور بے چینی آہ و بکا کا بھی کوئی محل ہے؛ بندوں کے ہر ایک فعل  
 کے لئے عیب کوئی نہ کوئی محل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس فعل (توبہ) کا کوئی محل  
 نہ ہو۔ پس بتلائیے کہ قبول توبہ عین عدل اور رحم دونوں ہے یا نہیں۔ بلکہ توبہ کا قبول  
 نہ ہونا اور گناہوں کا معات نہ ہونا سلسلہ خلاف عدل ہے کیونکہ وضع الشیء  
 فی محلہ (چیز کو اُس کے ٹھکانے پر رکھنا) کے خلاف ہر اصل میں سو امی جی کو حقوق العباد  
 (بندوں کے حقوق) اور حقوق اللہ (خدا کے حقوق) میں اشتباہ ہوگا۔ ان کی تقریر



سے جو سفر ۱۰۰ سوار قدر پر کاش پہنچے ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دونوں میں قیام نہیں ہو سکتا۔ پہلے سماجی دوستوں کو بتلا آئی کہ ان میں بہت بڑا فرق ہے اور ہم بھی قسم اول میں قبول تو بہ کے قابل نہیں جب تک وہ شخص مسکا کچھ نقصان کیا ہو معاف نہ کرے۔ کیونکہ اس سے انتظام عالم بگڑتا ہے۔ اور قسم ثانی میں قبول تو بہ کو مانتے ہوئے بشریکہ صفتی دل اور خاصیت سے نفس خدا کے عذاب اور اپنی سواقت کے خون سے تو بہ کو بہ نیز یہ بھی شرط ہے کہ تو بہ کر لے وقت آئندہ کا بچہ خیال ہی میں اس کام کے نہ کر نیکا کرے۔ **سُوْرَةُ التَّوْبَةِ عَلٰی اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَعُوْنُ لَكُمْ وَبِجَرِّ الْاِلٰهِ تَوَكَّلُوْا** جن قریب ملائکہ کے نزدیک تو انہی لوگوں کی قبول ہوتی ہے جو غلبہ نفسانی میں برے کام کرتے ہیں پھر محبت سے تو بہ کرتے ہیں (وَالَّذِيْنَ اِذَا اَقْبَلُوْا فَاَجْتَنَبُوْا سَبِيْلَ اللّٰهِ لَمْ يَكُوْنُوْا فَا جِنَبُوْا) کافر اللہ کا استغفر فی اللہ تو بہ ہم دمن یعرف الذی ذمب الا اللہ لکم لیصو ر علی ما فعلوا وکلیون (معافی ان لوگوں کے لئے ہے جو گناہ کر کے خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر خشمت مانگتے ہیں اور اجاتر ہیں کہ خدا کے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا اور اپنے گناہ پر دانت اڑے نہیں دیتا۔

سوائی جی نے اس پر بھی غور سے کام نہیں لیا کہ صفاتی صفات کمال دنیا میں ہیں ان سب کا سرچشمہ صفات خداوندی ہیں مثلاً سخاوت ایک صفت کمال ہے تو دراصل اسی سرچشمہ کا ایک نشان ہے ایسا ہی قہر۔ رحم۔ محبت وغیرہ صفات کمال سب کی سب اسی سرچشمہ کے نشان ہیں۔ جیسا کہ اللہ پر مشور۔ گاؤ خدا وغیرہ کہتے ہیں یہ سب ہم دنیا میں بہت سے مقدمات میں رہیں اور استغیثان کو صحت کرتے ہیں دیکھتے ہیں۔ اور ان کی تعریف کرتے ہیں اور یہاں اوقات کہا کرتے ہیں کہ

### در عقولہ نیست کہ در انتقام نیست

تو خدا کی نسبت کوئی دلیل اس صفات کمال کو مانڈے ہیں مانتے ہیں! ان سوائی جی کا یہ کہنا کہ تو بہ سے گناہوں کی جرات ہوتی ہے غیب پیرت افزا ہے بہت جی کرے بھی معلوم نہیں کہ دنیاوی گناہ بار میں جس میں بندوں کو اپنے تصور کی معافی کا علی



بہا نامی سے جرات اور دیر نہیں ہوتی تو خدائی مسافت میں جس کا علم بھی اس  
دنیا میں قطعی طور پر نہیں ہو سکتا کیونکہ موجب جرات ہو گا تاں ایسا آدمیوں کی توبہ اسلام میں  
بھی قبول نہیں ہو گا کہ توبہ دیر رکھیں کہ توبہ سے گناہ معاف کر ایسے پس ہم  
فرمان خداوندی سنا کر اس فقرہ کو ختم کرتے ہیں سنو! اور غور سے سنو!

عَلَىٰ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن دَعْوَةِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يُعْزِزُ الْمُذْنبَ  
كَيْفَ يَشَاءُ وَالَّذِي يَتَّبِعُ التَّوْبَةَ مِن عِبَادِهِ ذُو عَيْنٍ يُغْفِرُ لِمَن سَلَفَ (توبہ کرنا پر) سب گناہ معاف  
کر دیا جاتا ہے جو توبہ دیتی توبہ قبول کرتا ہو اور گناہ معاف کرتا ہے

(۱۶۱) جب مرنے نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر  
ٹکس میں سے بارہ چٹے ہٹکے (آیت ۹۰)

**محقق** | دیکھئے ان ناممکن باتوں کے برابر دوسرا کوئی شخص کیا کہیگا، ایک  
پتھر پر عصا مارنے سے بارہ پتھروں کا نکلنا بالکل ناممکن ہے۔ ہاں

اُس پتھر کو اندسے پولا کر اُس میں پانی بھر دے اور بارہ سو بلیغ کر نیسے ایسا ہوتا  
ناممکن ہے اور کسی طرح نہیں۔

**مذہب** | جوہر کے ممکن اور غیر ممکن ہونے کے متعلق ہماری غفلت اور تفسیر ثنائی

بلکہ ثالثی ماسشہہ نمبر اول میں ہے خلاصہ اُس کلمہ ہے کہ مجرہ  
غیر ممکن نہیں بلکہ اس کا ثبوت کہ سابقہ ایک ایسا بھولالہ کیفیت تعلق جو جیسا کہ  
انسان کی بدن اور عقل کا جسم کہ سابقہ ہیں جہاں ثبوت ہو گی وہاں مجرہ کا ہونا ناممکن  
قدت ہے۔ بلا ثبوت مجرہ نہیں۔ پندت ہی کے اس قول سے تو سب سے زیادہ حیرانی  
ہے۔ کیونکہ فقرہ ۲ میں خود ہی فرماتے ہیں کہ:-

میں مذہب کو ہزاروں کہہ دوں آدمی مانتے ہوں اُس کو مجرہ کہہ دوں  
سے بڑھ کر مجرہ کون ہے؟ (ستارہ قصہ ۶۵)

لیکن یہاں پر یہ قاعدہ بھول گیا اور یہ خیال نہ فرمایا کہ مجرہ کو سوا آپکی ذات ناممکن



آپ کے چلیوں کے جن کا شمار انہوں کی انگلیوں پر ہو سکتا ہے اس اہل مذہب  
اسکمان یہودی عیسائی۔ ہندو۔ بودھ وغیرہ) مانو میں اور اپو ایوینو جو گوشت کی نسبت  
بہت سو خجرات اور کرامات کا اپو لفظوں میں اظہار کرتے ہیں۔ پس آپ فرمادیں  
ہیں کہ آپ جو ایسی بات کو جسے قریب قریب کل دنیا کو لوگ مانو ہیں کہ ہندو (رو) کہتے  
ہیں۔ آپ کے بڑھ کر... کون ہے؟

(۲۴) اور اللہ خاص کرتا ہے جبکہ چاہتا ہے ساتھ اپنے رحم کے (آیت ۸۷)  
**محقق** کیا جو مخصوص اور رحم کے جانے کے لائق نہیں ان کو بھی مخصوص کرتا ہے  
اُس پر رحم کرتا ہے؛ اگر لایا ہے تو خدا بڑا اگر بڑا پچا نہ لایا ہے۔ پورا چھا  
کام کون کرے گا؛ اور بڑے کام کو کون چھوڑے گا؛ کیونکہ ایسی صورت میں خدا کی نافرمانی  
پر انسان بھروسہ کرے گی اور اعمالوں کے نتائج پر نہیں۔ اس گڑ بڑ کی وجہ سے تو سب  
نیک اعمال کرنے سے دست بردار ہو جائیں گے۔

**مدق** پنٹ جی! پوچھ لینے میں کیا ہرج تھا۔ اگر آپ ایک سال کیلئے کسی عسری  
بائٹھ شالامیں قرآن پڑھ لیتے سنے قرآن نے خود دوری آست میں  
اس کی تفسیر کر دی ہے اللہ اکلہم حیت یخلف رھا لہم جس شخص کو خدا نبی کرتا ہے  
اُس کے مال سے خوب واقف ہوتا ہے۔

اُن آپ بتلائیے کہ بموجب ہدایت جو ویداد ہیاے ۷۷۷ جو شخص یہ دعا  
کرے۔ کہ جبکہ تمام ملک یا تمام عالم کی حکومت عطا کر اُس کو کیا ملے گا۔ کیا ایک وقت میں  
اگر سارے ہندوستان کے رہنے والے سارے عالم کی نہیں صرف ہندوستان کی حکومت  
مانگیں تو سب کو ملے گی۔ یا کسی خاص کو۔ سب کو تو کیونکر مل سکتی ہے؛ اگر کسی خاص کو تو کیوں  
اگر پہلے اعمال کا نتیجہ ہے تو اس دعا کا کیا فائدہ؛ سوچ کر جواب دیجئے۔

(۲۵) ایسا ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیں کیونکہ اُن میں سے  
ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں (آیت ۱۱۰)  
**محقق** اب دیکھو خدا ہی اُن کو یاد دلاتا ہے کہ تمہارا ایمان کافر لوگ نہ گرا دیں



کیا اندھروں میں ہے۔ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہو سکتی ہیں۔

## مذہب

اس دور میں مقام ہے کہ ہم یادداشت کہتے ہیں کہ جو نے سوامی جی کو انصاف سے  
 اس کو کوئی مطلب تھا۔ اس فقرہ کا ترجمہ معلوم نہیں ہے نہ اس نے کہاں سے  
 نقل کیا ہے۔ ہمارے قرآن میں نہ تو اس ترجمہ کی کوئی آیت ملتی ہے اور نہ مستخرج قرآن  
 میں یہ ترجمہ ہے۔ جتنے سمجھا تھا کہ نہایت لیکچرارم ہی میں یہ محال ہے کہ اپنی طرف سے ترجمہ  
 میں تحقیق کا لفظ بڑھا کر فاسخ کا ثبوت دیا تھا۔ مگر سید احمد نے اس سے معلوم ہوا  
 کہ دراصل سوامی جی جیسے دہریہ میں لیکچرارم کے گڑھے۔ ان باتوں میں بھی وہ آپ  
 ہی سے فیضیاب تھا۔

محقق جی کے دل کا حال تو خدا کو معلوم ہے کہ اس سوال سے اُن کا مطلب کیا  
 تھا۔ ان میں آیت کا ترجمہ لکھا ہے وہ یہ ہے غور سے سُنو! اَقْبِلُوا الصَّلٰوةَ وَالْزَّكٰوةَ  
 وَمَا تَنۡهَوۡنَ اَنْفُسَکُمْ عَنْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ اِلَیَّ رَاجِعُوۡنَ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالْعَدْلِ  
 پڑھتے رہو۔ زکوٰۃ دینا۔ جو کچھ حلال اپنے لئے چاہے سے پھر اگر اس کو خدا کے  
 بارگاہ میں تم کرتے ہو خدا کو بکرا ہے۔

اگر کوئی سماجی دوست پنڈت جی کا منقولہ ترجمہ نہیں دیکھا تو  
 ہم مبلغ صدر وہیہ اُن کی نذر کریں گے۔

سماجیو! منہ نہ چھپاؤ۔ سامنے آؤ۔ مرد یہ ان بنو۔ کہاں گیا تھا راجو تھا اصول  
 کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے۔  
 اگر انہی کے دانت دکھانے کے اور نہ اور کھانے اور نہیں تو آؤ۔ دو نواسہ پر عمل کریں  
 تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

نہایت لیکچرارم کے رسالہ ثبوتِ فاسخ میں قرآن کی فاسخ کا ثبوت یہ ترجمہ  
 آیت ہی میں ہے کہ لَا تَقْرَءُوا لَہُمْ اَلْحَکْمَہُ اَلَا اَنتُمْ اَعْلَمُ بِالْاَعْمَالِ کہ جتنے جہاد میں  
 یہ بھی تمہاری طرف جماعتیں ہیں جو کہ اتنے سے نہایت مذکور کا کام نہ پتا تھا اس لیے اس  
 تحقیق کا لفظ بڑھا کر جیسے ترجمہ کیا کہ یہ جاننا نہیں تھا کہ یہی اسی طرف سے



ایک سماجی دوست کے زبانی ایسے موقع کا ذکر آیا جنہیں سوامی جی نے قرآن شریف کے  
 ترجمہ میں لایا و بندہ اسے کام لیا ہے۔ دوست نے ذکر کرنے وعدہ کیا کہ میں یہ ترجمہ آپ کو دیکھا دے گا  
 میں نے اس سے بھی انعام کا وعدہ کیا۔ مگر افسوس کہ آج تک ہمارے دوست نے نہ تو انعام  
 قرآن حاصل کیا اور نہ سوامی سے الزام اٹھایا۔ اٹھا بھی کیسے سکتا ہے۔

تَرْجِمَ إِلَى الْعَطَارَةِ شَبَابَهَا  
 وَلَمْ يَلِمْ الْعَطَارَ مَا أَفْضَلُ لَهَا

اس سے بڑھ کر ان مترجموں سے افسوس تو جنہوں نے کتاب اختیار نہ کرتے کرتے  
 ہر قرآن شریف مترجم کو سامنے تو رکھا مگر یہ نہ ہو سکا کہ جہاں ترجمہ نہیں ملتا اس فقرہ  
 کو کاٹ ہی دیں اور اگر کاٹ دینے سے دوسری بارائی کا خوف تھا تو انہیں سے اس بار میں  
 خط و کتابت کرتے اور اگر وہ ڈشٹ اس قابل نہ تھی یا اپنی باہمی کدورت وغیرہ اس مشورہ  
 یا نصیحتی تو جیسے اور متعدد مواقع پر حواشی لکائے ہیں۔ ان مواقع پر بھی حواشی لگاتے  
 اور صاف کہتے کہ سوامی سے غلطی ہوئی یا ان کو اردو خاتون نے غلطی میں ڈالا۔ مگر یہ کرتے تو  
 کیونکر کرتے تحقیق سے غرض نہیں۔ انصاف سے مطلب نہیں۔ سوامی جی کو انہیں مانگ  
 ہے بدھ رہا ہیں لئے چہرے جن کا یہ دو حرفہ اصول ہو سہ

پھرے زمانہ پیر و آسیاں ہوا پھر چاہا۔ بٹوں سے ہم نہ چہرے تھی کہ خدا چہرہ  
 ان سے ایسا انصاف اور ایسی ہیجہ؟ این خیال ست و محال ست و جنوں +  
 ایک سماجی دوست نے کتاب چھپنے کے بعد بتلایا کہ سوامی جی سے آیت کریمہ بتلانے  
 میں غلطی ہوئی ہے مگر اس ترجمہ کی آیت قرآن خرمین میں ہے آخر اس نے یہ آیت بتلائی  
 وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَیْسَ لَهُمْ شَأْنٌ مِّنْ الدِّینِ أُولَٰئِكَ كَانُوا فِي عِندِ اللَّهِ  
 مَیْمَنًا یُّبَدِّلُونَ اَللّٰهُمَّ اَتَقِ دُوسْتِ نَدَّ كُورِ سَطْرِ نَحْدِہ ہوا اسے تو وہی بات چاہیے مگر  
 عام قارئین کی خاطر اس آیت کا ترجمہ ہی نقل کرنا کافی ہو گا۔

لے ایک عورت سفید بالوں کے لئے سرمہ لڑھا ہی تھی کسی شاعر نے دیکھ کر یہ بڑا کچھ بھاری سے  
 جوانی طلب کرنے جاتی ہو بکو زمانہ لے بگاڑا اور اس کو چٹاری کبھی نہیں سنوار سکتا۔



خدا فرماتا ہے: "یہ ہے اہل کتاب جو وہ نصارہ کی چاہتوں میں کہ تم کو ایمان لائے بغیر  
محض اپنی منہاجرت سے یا جو حق ظاہر ہو جانے کے کافر بنائیں: اگر سوائی جی  
کی مراد ہی آیت ہے تو بتلائیے اس آیت سے خدا کی عہد دانی ثابت ہوتی ہو یا بے علم  
سما چوہا؟ تمہے اصول کو یاد کر کے بتلانا۔ یہ ہے سہ

گل ست سعدی و در چشم و شمعان خاں دست

(۲۶) تم بعد ہر منہ کر دو۔ اُدھر ہی منہ لاشہ کا ہے (آیت ۱۱۶)

**محقق** اگر یہ بات سچی ہے تو سلمان قبلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں، اگر گہر  
کہ تم کو قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے تو یہ بھی حکم ہے کہ چاہے جس طرف  
کو منہ کر دیا کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہوگی؟ اور اگر اللہ کا منہ ہے تو وہ  
سب طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک منہ ایک طرف رہے گا۔ سب طرف کیونکر ہو سکتا  
اس واسطے یہ بات سچ نہیں۔

**موقوف** آیت کے معنی صاف ہیں کہ بعد ہر منہ کر کے دعا کرنا خدا کی توجہ اور قبولیت چاہنا  
ہیں۔ مسلم سوائی جی کو امتزاج کرنے پر کیوں ایسی رال ٹٹکتی جاتی ہے  
اب سوچے سمجھے نمبر پر نمبر بڑھا کر اپنی دنیا کا ثبوت دیئے جاتے ہیں مطلب آیت  
کا یہ ہے جو ہم نے بتلایا۔ نماز کے وقت میں کہے کی طرف رخ کرنا اللہ حکم ہے اسکو  
اس سے تعلق نہیں وہ ایک خاص وقت ہے یہ عام دعا کا وقت ہے۔ زیادہ تفصیل  
نمبر ۳ میں آدھگی اللہ کے منہ سے مراد توجہ اور قبولیت ہے چنانچہ منہ ترجمہ کر دیا یا مفہوم  
(۲۷) جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنا والا ہے۔ جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کہ  
اس کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اسے کہتا ہے کہ ہو جائے ہو جاتا ہے (آیت ۱۱۷)

**محقق** سبب جب خدا نے حکم دیا کہ ہو جا۔ تو یہ حکم کس نے دیا؟ اور کس کو دیا گیا  
اور کون بن گیا؟ کس مادہ سے بنایا گیا؟ جب یہ لکھتے ہیں کہ آتش و شمس

کے پلے سوائے خدا کے کوئی بھی دوسری چیز نہ تھی تو یہ دنیا کہاں سے جوئی  
ملت کے بغیر معلول نہیں ہوتا تو اتنا بڑا جہان علت کے بغیر کہاں سے ہو گیا۔ یہ



بات مرن و مکن کی ہے +

**موقوف**

اس فقرہ میں سوامی نے مادہ کے تعلق سوال اٹھایا ہے یعنی مسلمان جو  
 آیوں کی طرح مادہ کے قائل نہیں تو دنیا کس چیز سے بنی ہے اس لئے ہم  
 جی اس فقرہ میں کسی قدر تفصیل سے مادہ کے حالات بتلاؤں گا اور جہاں تک ممکن ہو سکے گا  
 سامنس کو مسئلہ اصول سے کام میں لگے اور ناظرین کو دکھا دیں گے کہ آیوں کا دعویٰ  
 جہاں سامنس کی نشانی پھیلے گا اس آریہ دھرم کا تہجد اس سے پہلے نہ ہوگا  
 کہاں تک تہمت رکھنے سے مگر اس تقریر سے پتہ آئے گا کہ مطلب بیان کرنا  
 جس آفت کا مطلب یہ ہے کہ فنا سے نزدیک جلدی سے جلدی کسی کام کا ہو جائے  
 اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ تم اس کا تسرور دہن میں لاتے ہی اس کو ہونے  
 کا حکم کرو۔ اور وہ ہو جائے گا کہ اس مکان کا نقشہ نو میں سما یا اور تم لے آئے ہو  
 کہ تیار ہو جاؤ وہ فوراً ہو گیا۔ اسی طرح کہو کہ خدا کے کام جلدی ہوتے ہیں۔ ان میں  
 کسی چیز کی روک ٹوک نہیں نہ کوئی ان میں مانع آسکے جس کام کو تم نے  
 وقت میں وہ کرنا چاہا ہے اتنے ہی وقت میں ہوتا ہے جس میں کہ وقت ہو سکے نہیں  
 کہ خدا اس کو کون کہتا ہے کون کہنے میں تو دور عرف ہونے کی ذریعہ تھی۔ رہا ان میں  
 جی ہوا اور مفعول حاضر (دیکھو تفسیر بنیادی وغیرہ)

پس اس کے بعد ہم سوامی جی کی طرف روئے سخن پھرتے اور سوال کرتے ہیں  
 پیدہت میں نے مادہ کی کیفیت اور ماہیت جو بتلائی ہے وہ یہ ہے:  
 اس کے لطف جو دھماکا نہیں جاتا۔ اس کا نام پرانیت۔ ساٹھ پرانوں کے لئے  
 جو کئے کا نام انودوال کا ایک دینک پرانیت تین دینک کی آگ پرانیت  
 کا پانی پانچ دینک کی مٹی (ستیا رتھ صفحہ ۵۵)

سوامی جی کہہ اس کہنے سے کہ وہ کاٹا نہیں تھا تاہم صاف ہم میں نہیں آتا کہ وہ اپنی  
 عدم قابلیت سے نہیں کہے سکتا یا کوئی آگ کہے کہنے کے مناسب نہیں ہوتا جو اس  
 کاٹ کے گرنے سے اس میں کہنے کی قابلیت ہے۔ قدرت ثانیہ بھی وہ نہایت







اس طرح (۱) ملا کر رکھیں گے۔ ان سے اوپر تیسرا پرمانوس ملے گا۔ ہر ایک پر چھٹے کے  
تیسرا پرمانو دو نوں طرف ملتا ہے یا ایک طرف۔ ایک طرف ملنے سے وسط میں نہ ہو گا۔  
تو وسط میں رکھا ہے۔ اور اگر دو نوں طرف ملتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ انکی دو طرفیں  
ہوگی جن کو اس اوپر والے کی تقسیم لازم آئیگی۔ چونکہ نوع سب کی ایک واسطے سب  
کی تقسیم اور ترکیب لازم آئیگی۔ اسی تقریر کو اور آسان لفظوں میں کہیں گے کہ ہم تین  
پرمانوں کو اس طرح (۲) ملا کر بنا رہے ہیں اور ساتھ ہی دو سطحوں سے پوچھتے ہیں کہ  
درمیان کا پرمانو دو نوں طرف ملے گا یا نہیں؟ اگر دو نوں طرف ملے گا تو تقسیم اور ترکیب  
لازم آئی اور اگر باوجود درمیان ہونے کے دو نوں طرف نہیں ملتا تو معلوم ہوتا ہے  
کہ اس میں کیمت اطول عرض نہیں جب ایک میں نہیں۔ تو باقی میں کہاں سے  
آئیگا۔ کیونکہ نوع سب کی ایک پر سب ملے گا۔ کہ اجسام میں جو پرمانوں کے مرکب  
میں کیمت اطول عرض کہاں سے آئی۔ کیا نیستی سے ہستی ہونا ناممکن نہیں؟  
(ستیار تھ پرکاش ۷۸۲)

اور سلیے! ہم آپ سے یہ بھی نہیں پوچھتے کہ آپ کا مادہ قابل تقسیم ہے یا  
نہیں؟ کچھ بھی ہو جس میں اس سے بحث نہیں۔ اتنا تو آپ بھی مانتے ہو گے کہ مادہ ابتدائی  
حالت میں بھی کسی نہ کسی شکل سے متشکل تھا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جس شکل سے  
بھی وہ متشکل ہو۔ وہ شکل حادث ہوگی۔ کیونکہ اگر حادث نہ ہوتی تو زائل بھی نہ ہوتی  
کیونکہ قدیم کو زوال نہیں چنانچہ آپ بھی مانتے ہیں کہ۔

نچوٹے انادی (قدیم) ہے وہ کبھی دیکھ نہیں ہو سکتی (ستیار تھ ۷۸۳)

حالانکہ ہم اس کا زوال بدیہی دیکھ رہے ہیں کہ حالت ترکیب میں مادہ کی پہلی

شکل نہیں رہتی۔ اور بعد ازاں بھی رد و بدل ہوتا ہے۔ پس جب تمام اشکال مادہ میں  
اور یہ ضرور ہے کہ مادہ کسی نہ کسی شکل سے متشکل ہو۔ کیونکہ شکل نام ہے اس کیفیت کا  
جو کسی چیز کو بوجہ محدود ہونے کے عارض ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ مادہ کے اجزاء اور

سطح دو نوں چیزوں میں فرق کیسے ہیں۔ مگر کہتے ہو کہ فرق نہ سمجھنا چاہئے۔



اپنے ہر ذرے میں خود رہی۔ غیر خود نہیں۔ پس تجویز عادت ہے کہ مادہ کے اجزاء کسی حالت میں ہوں جبکہ متشکل ہیں تو مادہ ہی حادث ہے کیونکہ مادہ بغیر کسی نہ کسی شکل کے ہر نہیں سکتا۔ اور اشکال تو سب کی سب حادث ہیں۔ کیونکہ زوال پذیر ہیں۔ تجویز ہے کہ مادہ کے اجزاء میں جو کسی نہ کسی شکل کے بغیر نہیں رہ سکتے ضرور حادث ہونگے۔ پس بتلائیے کہ آپ کا مادہ کس مادہ سے پیدا ہوا تھا۔ وہ مادہ فافہم سائنس سے پہلے جہنڈا اڑانے والا کہاں ہوا۔ ان دلائل کو سوچا اور فلسفہ جہنڈے کی مرست کراؤ۔

پس جب تک آپ ان دلائل کا جواب نہ دیں۔ آپ کا حق نہیں کہ سوال کریں۔ کہ خدا نے دنیا کو کس چیز سے پیدا کیا۔ ہاں بطور احسان ہم آپ کو آپ کی کتاب ہی سے استنباط کر کے بتلاتے ہیں۔ سنیے!

پہلے یہ کہنا کہ میں اپنی طاقت کے ماتھے سے سب کے بنانا اور قابو رکھتا ہے پاؤں نہیں لیکن جہنڈے کے باعث سب کا زیادہ صاحبِ مروت ہے آنکھ نہیں لیکن سب کو جیگ میگ دیکھتا ہے کان نہیں سمجھتا سب کی باتیں سنتا ہے اس باطنی نہیں مگر تمام دنیا کو جانتا ہے۔ اور اس کو حد کے ساتھ جاننے والا کر لی میس ہے! (ستارہ پر کاٹل صفحہ ۶۸) اٹھا فقرہ اور زبانا وہ کر لیجئے کہ ہماری جج اس کے پاس مادہ بھی نہیں پیدا کیا کہ گھنٹا اپنی قوت سے ہر حالت پاتا ہے بناتا ہے!

یہ نہیں کہ قدرت اس کے لئے مادہ ہے بلکہ قدرت سے مادہ کو بھی پیدا کر لیتا ہے کیونکہ وہ دلی سے ثابت ہے کہ جبکہ آپ مادہ کہتے ہیں۔ وہ ہی حادث چیز ہے۔ جب کہ نہ تخلیق نہ تخریب نہ ترقی نہ انحطاط۔ خلقت کو پیدا کرنا تھا (۲۰) اب ہم نے لوگوں کے لئے کہہ کر جانے لیا اب اور امن دینے والی بنائی تم کو کے واسطے اب ہم کی جگہ لکھو۔ (آیت ۲۱)

**حقوق** کیا کعب کے پہلے مقدس جگہ نہ انے کو لی بھی نہیں بنائی تھی؟ اگر بنائی تو



کعبہ کے بنانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ اگر نہیں بنائی تھی تو بھارے پیلے  
پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے محروم ہی رکھتا تھا۔ پہلے خدا کو مقدس جگہ  
بنانے کی یاد نہ رہی ہوگی۔

**مذوق** | بگاڑا ہے۔

انسان کو کامل علم کے لئے اس طرح دلیل کرنی چاہئے کہ اس منتر  
(یا آیت) کا مطلب کیا ہوگا؛ اس طرح سوچنے یا ذہن کرنے کو ادا کہتے ہیں من  
منتر (یا آیت) سُنکر یا محض دلیل سے منتروں کے معنی بیان کر دینا کافی نہیں  
ہے بلکہ ہمیشہ محل وقوع کے مناسب آگے اوپچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر  
معنی کرنے چاہئیں۔ ان منتروں (یا آیتوں) کا اُن لوگوں کو جو ریشی اور  
ریاضت کرنا لے نہیں ہیں اور نیز تا پاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں  
ہوتا۔ (بھوکا صفحہ ۵۲)

یہ بھی بالکل سچ ہے :-

بہت لوگ ایسے ہنسی اور منتر دہوتے ہیں کہ وہ تنظم کے خلاف منشاء تاویل کیا  
کرتے ہیں۔ خصوصاً مذاہب والے لوگ کیونکہ ان کے پاس خاطر سے اُن کی عقل  
تاریکی میں گم ہو جاتی ہے۔ دیباچہ ستیا رتن پر کاشی سفوح  
پس اب ہم آیت کا ماقبل و مابعد بتلا کر سوائی جی کی نسبت رائے لگانا تاخیرین پر  
چھوڑتے ہیں۔ ہمارے بتلانے کی حاجت یہی نہیں۔ سوائی جی نے وہ الفاظ خود ہی  
نقل کر دیئے ہیں یعنی واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ جس کا مطلب یہ ہے  
کہ "اب تیار ہو جائے کعبہ شریف کے خدا نے حکم دیا کہ جہاں اس سجد (کعبہ)  
میں ابراہیم نے نماز پڑھی ہے تم وہاں نماز پڑھو" اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے  
کہ کعبہ شریف ملک عرب کی آبادی کے وقت بنا ہے اور اس وقت کے لوگوں کو  
ابراہیم کی پیروی کا حکم ہوا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں کہ اس سے پہلے کوئی  
مقدس مقام تھا یا نہیں۔ یہ تو نہایت جی کا معمولی اجتہاد ہے جو حکم ایسا



نہہ اگرچہ گندہ قابل پذیرائی نہیں +

آقا کریم اس بات کے قابل ہی ہوں۔ کہ کعبہ شریف سب دنیا سے پہلے بنا  
اور وہیں سے دنیا کی آبادی شروع ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بانی ثانی  
کہیں تو معلوم نہیں کہ سوامی ہی کس دلیل سے ہماری مذہب کو سیکھ کر وہ اپنے  
خیال میں اس بات کے قابل ہوں کہ دنیا کی اہم ترین چیزیں پہلے بت میں ہوئی۔  
(ستیاریہ پر کاش صفحہ ۶۹۵) جس پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ ہی سوامی ہی نے کوئی دلیل  
بتلائی لیجئے اہم بتلاتے ہیں۔ سنئے!

لَا تَأْكُلْ أَوْلِيَّكَ وَصْنَعِ لِلنَّاسِ لَكُنْزِي يَسْكُنُهُ (سب سے پہلا عبادت خانہ جو دنیا  
میں لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ کعبہ ہے جو مکہ میں ہے)

(۶۹) دسے کون آدمی ہیں کہ جو ابراہیم کے دین سے پھر جائیں۔ لیکن جس نے  
اپنی روح کو جاہل بنایا اور تحقیق ہم نے دنیا میں اُس کو پسند کیا اور حقیقت میں  
آخرت میں دسے ہی نیک ہیں (آیت ۱۳۱)

یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے دسے سب  
جاہل ہیں! ابراہیم کو ہی خدا نے پسند کیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اگر

دیندار ہونے کے سبب کیا تو دیندار اور بھی بہت سے ہو سکتے ہیں؛ اگر با دیندار  
ہونے کے پسند کیا تو بے انصافی ہوئی۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے کہ جو دھرماتما ہے  
وہی خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ ادھر ہی نہیں +

سوامی ہی کی بے باکی کی کوئی حد ہے، دیکھئے تو کیسے معقول سوال  
کرتے ہیں چشم بد دور پنڈت جی کی طرف سے زیارت کسی نے

غیب کہا ہے +

ناؤں کھامیاں میری توڑیں حد کا دل

میں وہ بلا ہوں شیشے کی چھڑ کو توڑ دوں

سوامی جی! یہ کیونکر ممکن ہے کہ۔



"وہی دل کا شکرناستک اور ہر اور ملحد" ہے (ستیارتھ پرکاش ص ۳۲)  
یہ بھی جہلا ممکن ہے؛

۳۰ اگر کوئی پہچنے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو ہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اعتقاد  
ویسے ہے (ستیارتھ پرکاش ص ۳۲)

یونہی اگر منکر کا شوق نہ ہوتا قرآن اپنا مضمون آپ بتلاتا ہے کیا اسی آیت  
میں یہ لفظ نہیں۔ **وَأَنذَرْتُ فِي الْآيَةِ لِكَيْنَ الْقَارِئِينَ** یعنی ابراہیم آخرت میں نیکو کاریوں  
سے ہے جس کا ترجمہ سوامی جی نے کسی بڑے بیات سے منکر یوں کر دیا کہ اور حقیقت  
میں آخرت میں دے ہی نیک ہیں۔ مگر کو جمع کی صورت میں بدل کر ناحق تنازع  
کا ثبوت دیا۔ مگر سچ ہی کیا ہی جا رہا ہے کہ آخر کسی نہ کسی پیرایہ میں منہ سے نکلتا  
ہے چنانچہ آپ ہی لکھتے ہیں جو دہراتا ہے وہی خدا کو عزیز ہے اور ہری نہیں  
میشک! **إِنَّ ابْنَ آدَمَ لَخَلِيفَةُ آدَا كَمُثِيفٍ** (میشک ابراہیم بڑا بڑا بار بار دہراتا  
خدا کی طرف رجوع تھا) +

۳۱ تحقیق ہم تیرے منہ کو آسمان میں پھرتا دیکھتے ہیں۔ ضرور ہم تجھ کو اس قبلہ کو  
پھیریں گے کہ پسند کرے اس کو نہیں منہ مسجد الحرام کی طرف پھیر جہاں کہیں تم ہو  
اپنا منہ اس کی طرف پھیر لو (آیت ۱۲۵)

**محقق** کیا یہ چھوٹی بُت پرستی ہے؟ نہیں نہیں بڑی۔

**مدق** بڑے ہی جاہل اور متعصب ہیں وہ لوگ جو منکلم کے خلاف منشاء کلام کو مبنی  
کرتے ہیں۔ خصوصاً ہٹ دہری جنکی عقل مذہب کی تاریکی میں پھنس کر  
زائل اور معدوم ہو جاتی ہے (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴)

انہوں! اتنی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں۔ پنڈت جی  
اگر یہ اصول صحیح ہے کہ ہر کلام کے وہی معنی صحیح ہیں جو منکلم کی مراد ہے تو سب سے  
ہم آپ کہ منکلم کی مراد بتلاتے ہیں۔ وہ دیکھیں جاتے ہیں۔ ایک ہی آیت پر غور کر لیا



ہرک، سما جیو افراتے سنو  
 فلیکے بڈی دتے ہلکے الیسیا لڈی املتہ کم من جوج وامنہ کم من کون کبر کرب یعنی  
 خدا کی عبادت کریں جو جبرک میں اُن کو کھانا دیتا ہے اور خوف میں اُن کو امن  
 بخشتے ہے ۔

سو امی ہی! آپ کو اپنے بہائی بندوں سے مقابلہ کرتے ہوڑ اتنا خیال بھی نہ  
 آیا کہ وہ تو صاف اسی طرح لفظوں میں اُنہی سے جن کے وہ بت ماسخ رکھتے ہیں  
 دعائیں کریں اور اُنہی کو اپنی حاجات طلب کریں کیا ہماری نماز کے الفاظ میں بھی  
 کوئی لفظ ایسا آپ کو ملے جس کے یہ معنی ہوں کہ ہم اس کعبے سے حاجات طلب کرتے  
 ہیں یا اس کو بخا طلب جلاتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ کعبہ کا نام تک بھی ہماری نماز کے  
 الفاظ میں آپ کو نہ ملے گا۔ مطلب قرآنی تو بالکل صاف ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہے  
 ؟! آپاک باطن واسے جاہلوں کو واقعی مسلم نہیں رہتا (سید کا صفحہ ۵۰)

مفضل دیکھنا ہو تو ہمارا سالہ نماز اربعہ دیکھو جس میں سلاموں، آریوں، بندوں  
 عیسائیوں کی عبارتوں کا مقابلہ دکھایا گیا ہے ۔  
 (۱۴) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ ت کہو کہ یہ مرنے  
 بلکہ دے زندہ ہیں (آیت ۵۵)

بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے، کیوں نہیں کہتے  
 ہر کہ یہ بات اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے ہے یعنی یہ لالچ دیں گے  
 تو لوگ خوب روں گے۔ اپنی فتح ہوگی مارنے سے نہ ڈریں گے۔ لوٹ مار کرنے سے  
 عیش و عشرت حاصل ہوگی۔ لہذا زان گلچہرے اڑائیں گے۔ اپنی مطلب براری  
 کیلئے انہیں قسم کی الٹی باتیں گھڑی ہیں ۔

آج معلوم ہوا کہ پنڈت جی دل میں مستفان دید کو کچھ اور بھی سمجھتے ہیں  
 صرف اپنا من بہ سید کرنے کو اُن کے الہام کو قائل ہیں سہو!



بہ مشورہ کہتا ہے :-

اے انسانو! تمہارے آیدہ انگیز اسلو اور شیر و کمان کو اور غیر اختیار میری زندگی  
سے مضبوط اور مستح فیض ہوں۔ ہم کردار دشمنوں کی شکست اندہ تمہاری فتح ہو  
ارگ دیا شک۔ (ادبیات، ص ۱۰۰، دیکھو، ص ۱۰۰)

بتلائیے! ایسی جنگ میں اگر آریہ میں تو کس کی راہ میں مریگے؟ پرمان تو  
پہر مشور کا ہے چہ راہ کس کی؟ کیا یہ سچ ہے کہ یونہی! نیاں دیدنے لکھتے اڑانے  
کر پر مشور کا نام لے دیا۔ در نہ دراصل مطلب سعدی دیکھو گشت۔ کیوں ہی سوا  
ساحب ہے۔

بدن بڑے زیر گردوں گر کوئی میری گئے  
یہ ہے گند کی صدا بیسی کہے دسی گئے

مفصل فقرہ دوم میں صفحہ ۱۶ کتاب ہذا دیکھو۔

والا علی اور یہ کہ اللہ سخت تکلیف دینے والا ہے شیطان کے پیچھے مت چلو تحقیق وہ  
واقعی تمہارا دشمن ہے۔ اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ برائی اور بے شری کی  
اجازت دے اور یہ کہ تم کہو اللہ پر جنہیں جانتے (آیت ۱۶۶-۱۶۹-۱۷۰)

**محقق** کیا تمہارا خدا بدوں کو عذاب دینے والا اور نیکیوں پر رحم کرنے والا ہے؟  
یا مسلمانو! پیر رحم کرنے والا اور دوسروں کو عذاب دینے والا۔ سو خال ذکر  
صورت میں وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا طرہ دار نہیں ہے تو جو آدمی جس جگہ دہرم  
کر گیا اُس پر خدا کا رحم اور جواد ہرم کرے گا اُس کو خدا سے اڑیگا۔ ایسی حالت میں محمد  
صاحب اور قرآن کو شیعہ ماننا ضروری نہ رہا۔ اور جو سب کو برائی کرانے والا ہر ایک انسان  
کا دشمن شیطان ہے۔ اُس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا؟ کیا وہ آئندہ کی بات نہیں جانتا  
تھا؟ اگر کہو کہ جانتا تھا۔ لیکن آنالیش کے ٹوٹنا یا تو یہی درست نہیں۔ کیونکہ آنالیش کن  
محدود العقل کا کام ہے۔ ہمدان خدا سب روحوں کے اچھے رے اعمالوں کو ہمیشہ  
سے ٹھیک ٹھیک جانتا ہے اور اگر شیطان سب کو ہکا تبا ہے۔ تو شیطان کو



کس نے بتایا کہ اگر کہہ کر شیطان خود بخود بھکایا جاتا ہے تو اور بھی خود بخود بھکا دیا جاسکتا ہے۔  
 ہیں وہ بیان میں شیطان کا کیا کام ہے؟ اور اگر خدا ہی نے شیطان کو بھکایا تو خدا  
 شیطان کا بھی شیطان نہیں بنکا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی کو بھکاتا  
 ہے وہ ہم سمجھتے اور لاعلمی کے باعث خود گمراہ ہو جاتا ہے۔

**علاقہ**

میشک خدا سناؤ پھر بشر لیکر پانچ احکام اسلام میں رکھ کر دیکھا اور کافر بنے  
 ہر خدا کے احکام کی تکذیب پر کمر بستہ ہوں۔ دیکھ کی مار ڈالیں گے۔ اگر  
 اس کا نام ملے گا۔ می ہے تو قبلے! کوئی شخص دیکھ کا منکر ہو تو پھر مشورہ کرنا دیکھ  
 کیوں ناسک اور ملے ہے! ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۴۴ دیکھئے پندت ہی کی چالاکی  
 لکھتے ہیں: جو آدمی جس جگہ دمرم کرے گا: بھلا اس سے کون سنگرت۔ آپہنستان  
 میں دیکھ سلمان میں اور احکام اسلام کے پانچ میں اور ایک آدمی مکہ شریفیت  
 میں جو۔ دونوں کو برابر جو ملے گا۔ تیسرا لے! اور کے مخالف۔ کہ کسی اور کا  
 ستم ہے! ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۴۲ ملاحظہ کر کے جواب دیں قرآن اور  
 سید الاخیاء محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ اتباعہ وسلم) کی سفارش ہی  
 کیا کہ ہے کہ ان کے۔ سیتے سے کہتے کفار ناہنجار راہ راست پر آئے۔ گوشت سے  
 اپنے مرض الموت میں ہلاک اور تباہ بھی ہوئے اور جو ہے ہیں۔

سوانی جی کے جولاہن کی کہاں تک شکایت کریں جلا پندت جی پر مشورہ کو  
 یہ بھی معلوم تھا کہ غازی محمود غزنوی اور محمد غوری ہندوستان میں (آریہ دت) کی پاک  
 سرزمین کو دشتوں سے خراب کر دیں گے۔ پھر ان کو پیدا ہی کیوں کیا۔ اگر کہو کہ پھر نیم  
 (گناہ) کے سلسلہ سے ان کا ایسا ہی سہم اور حکومت ملنی ضروری تھی۔ تو سوال  
 یہ ہے کہ حکومت اور بادشاہی تو اقبواں آج کے کسی نیک کام پر ملتی ہے جس کے  
 یہ معنی ہیں کہ ان کو پہلے نیک کریں (انہوں) کا انعام ملتا ہے۔ پھر کیا خدا کو  
 انہوں کا تھا کہ یہ دونوں بادشاہ اس انعام کو ایسی طرح سرسری میں گئے کہ بہت سے  
 کے گمراہی پر چھوڑا۔ اتفاقاً کیا ہے تو ہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اتفاقاً دیدہ (صفحہ ۴۰)



پوٹا آریوں کو اور ان کی پاک سرزمین کو تباہ کر دیں گے اور آریہ دست میں اسلام  
کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ اس سے بڑا بڑا دیکھئے کہ بدھ کو بھی پیدا کیا: ایک نہ سب وہ  
شد جس نے کروڑوں آریاؤں کو اس تک (دھرم) بنا دیا۔ کہو جی کون دھرم ہے؟  
(دیکھو ستیا رتھ صفحہ ۴۴)

سوامی جی! سنیئے! خدا نے جو کچھ پیدا کیا۔ اُس کی محنت تو وہی جانتا ہے۔  
اُس یہ بتایا۔ ہے کہ اُس نے ہر ذی عقل کو ذرا حل مختار بنایا ہے گو وہ بھی جانت  
ہے کہ یہ شخص اپنی فاعل مختاری کو مناجع کر کے مستوجبِ نرا ہو گا تاہم وہ شخص اپنے  
فضل و کرم سے اُس کو مطلع کر دیتا ہے۔ پھر جو کچھ اُس نے کرنا ہوتا ہے کرتا ہے  
اور اپنے اعمال کا نتیجہ پاتا ہے۔ اس میری تقریر پر آپ ستیا رتھ پرکاش میں مستحق  
کر چکے ہیں۔ سنیئے!

”میں طرح جو خود مختاری سے کام کرتا ہے اُسی طرح علیم کل ہونے سے ایشور جانتا  
ہے۔ اس طرح جو کام کرتا ہے اپنے ایشور مانی مستقبل اور حال کے علم میں اور نتیجہ  
دین میں خود مختار ہے اور جو کسی قدر زمانہ حال کے علم میں اور کام کرنے میں خود مختار  
ہے۔ ایشور کا علم ازل ہونے کے باعث فعل کے علم کی طرح سزا دینے کا علم بھی ازل سے  
ہے۔ اُس کے یہ دو نوع علم ازل ہونے کے باعث فعل کے علم کی طرح سزا دینے کا علم بھی  
ازل سے ہے اُس کے یہ دو نوع علم سچے ہیں کیا فعل کا علم سچا اور سزا دینے کا علم  
کبھی جھوٹا ہو سکتا ہے؟ پس اس میں کوئی بھی نقص نہیں۔“ (صفحہ ۴۴)

پس خدا نے شیطان کو پیدا کیا اور وہ جانتا تھا کہ بندوں کو درغلایہ کیا تاہم اُس نے  
محض اپنی ہیرانی سے اعلان کر دیا فَمَنْ شَبَّكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُ مَوْذُوْرًا  
إِنَّ جَهَنَّمَ دَرَجَاتٌ لَّيْسَ لَكَ عَلَيْكُمْ سُلْطَانٌ اے شیطان جو تیرے تابع ہو گئے۔ تم سب کا ٹھکانا  
جہنم ہو گا۔ میرے نیک بندوں پر تیرا تصرف ہرگز نہ ہو گا یا وہ ہے کہ شیطان کسی کو اذیت  
سے بچو کہ گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ محض بد راہی بجا دیتا ہے چنانچہ وہ خود قیامت کے ذکر و اہل  
کو جب وہ اُسے الزام دیں گے بطور جواب کہیگا۔ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ



اَنْ دَعُوْا لِكُلِّ فِرَاقٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَمْ يَلْمِزْهُمُ لِيْ ذَلَّ اَتَاوَهُمْ لِيْ ذَلَّوْهُمُ الْفُسْكَرُ (سیرا تم پروردگار تمہاری  
 تو تم کو بلا یا تمہارے سیرے بات کو قبول کیا۔ پس اب مجھے حالت نہ کرو۔ بلکہ اپنے آپ کو  
 کرو) لوگ خود بخود راہی اختیار کرتے ہیں۔ اس کی شیطنت کو اتنا ہی دخل ہوتا  
 ہے جتنا کہ کسی برصہتی کا اثر ہو سکتا ہے جس سے بجز آپ کے شاید کوئی بھی منکر نہ ہو  
 تاہم یاد رہے کہ یہ افرائے شیطان ہی اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی خدا سے  
 تعلق نیا توڑ لیتا ہے اور اپنی سستی اور بے ہمتی میں پھنس کر تباہ ہو جاتا ہے سنو!  
 لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ اَنْفُسُهُمْ اُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (تم مسلمانو! ان  
 لوگوں کی طرح مت ہونا جو خدا کو بھول گئے خدا نے ان کی جانوں کی نگہبان کو بھلا دی  
 یہی بداد میں اس دشمن پرستیار تھ پر کاش وغیرہ میں آپ بھی دیکھنا کہ چکے میں چھا  
 بودہوں کی گمراہی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

انہوں نے کس درجہ اپنی اذیتاں حالت کی ترقی کی یہ کی نظر ان کو دوسری  
 دہائی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے کہ دیدار اللہ کی مخالفت کرنے کا ان کو یہی  
 نتیجہ ملا ہے۔ (صفحہ ۵)

کیا یہ قصور ان عبادی لیس لَقَ فَعَلُوْا مَسْلٰطًا کا مطلب نہیں دیتا، پس اگر پکارنا کہ  
 کہ شیطان کو کس نے بہکا یا وغیرہ وغیرہ بالکل شیطانی حماقت ہے +  
 یہ بحث کسی قدر نسبت میں گذر چکی ہے ورق اٹ کر ضرور دیکھو +  
 (۲۲) تم پر مردان ہو اور گوشت سحر کا حرام ہے اور سوائے اللہ جس پر کچھ پکارا جاوے  
 (آیت ۱۷۳)

**محقق** ایساں پر سوچنا چاہئے کہ کوئی جانور خواہ خود بخود مر یا کسی کے مارنے  
 اور زوالوں میں وہ مردار ہے۔ اس میں کچھ فرق بھی ہے تو بھی تو  
 میں کچھ فرق ہیں اور جب مرث سور کی ممانعت ہو۔ تو کیا انسان کا گوشت کھانا جائز  
 کیا یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ خدا کے نام سے دشمن وغیرہ کو مذاب دے کر اس کی جان  
 سے فیضان میرے خاص بندہ پر تیرا دین ہو گا +



لی جاوے؟ اس سے تو خدا کے نام پر مہربان لگتا ہے۔ اُن خدا نے بلا پر رب بنیم یعنی زندگی  
سابقہ کے گناہوں کے مسلمانوں کے ساتھ سے جانداروں کو ذاب کُوں دلا یا کیا ان پر  
رحم نہیں کرتا؟ اُن کو اولاد کی مانند نہیں جانتا؛ جس جاندار سے زیادہ نامزدہ پیچھے مثلاً  
گائے وغیرہ ان کے مارنے کی ممانعت نہ کرنے سے خدا تیا کو نقصان پہنچا نہ لانا بت  
ہوتا ہے اور ایذا رسانی کے گناہ سے خدا بدنام بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی باتیں خدا اور خدا  
کی کتاب کی ہرگز نہیں ہر سکتیں +

**مذکورہ** میں سمجھ نہیں آتا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کو کھانے میں کیا فرق ہے؟ جو آپ  
ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۳۵۰ میں گوشت خور قوموں کے ساتھ کا کھانے سے  
منع کرتے ہیں بلکہ خود روں (ہندوؤں کی بیچ قوم) کے ہاتھوں کا پکا ہوا بلکہ اُن کے  
برتنوں میں بھی کھانے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ ایسی دھم پرستی کی کیا وجہ ہے؟ خود مردہ  
جانور کے اندر تمام خون بند رہتا ہے اور مذبح سے نکل جاتا ہے جس سے اس کی  
عجارت میں فرق آ جاتا ہے۔ یہی فرق کافی ہے۔ ایسا ہی سور وغیرہ بھی سفر صحت ہے  
خصوصاً گرم ملکوں میں۔ آدمی کے گوشت کی حریت دوسری آنتوں اور حدیثوں سے سمجھ  
میں آتی ہے۔ باقی مضمون کا جواب نمبر ۱۷ میں آچکا ہے۔ ناظرین دقت اولٹ کر  
غور سے دیکھئے +

(۳۴) روزہ کی رات تمہارے واسطے عدال کی گئی کہ رغبت کرنا اپنی لی بیوں سے  
وے تمہاری واسطے پردہ ہے اور تم اُن کے واسطے پردہ ہو۔ اللہ نے جانا کہ تم خیانت  
کر رہے ہو۔ پر اللہ نے معاف کیا تم کو پس اُن سے طوار و صونڈ و جو اللہ نے تمہاری لئے  
لکھ دیا ہے یعنی اولاد۔ کھاؤ پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے تمہارے واسطے کالے داگے  
سے سفید داگے یا رات سے جب دن ٹکے (آیت ۱۸۴)

**محقق** تحقیق ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہوا تب یا اُس سے پہلے کسی  
نے کسی پر ان کے پوجیاں نہ کاندھانے بہت جو ایک ہینہ بھر کا ہوتا ہے۔  
اُس کا طریق بیان کرو۔ شاستر کا طریق یہ ہے کہ چاند کی کلا کے گھٹنے بڑھنے کے مطابق



انہوں کو گھانا بنا کر لے کر دوسرے کے وقت کھانا کھانا چاہئے اسکو نہ جان کر ہر ایک کو کھانا  
 کھانا نہ کو دیکھ کر کھانا کھانا چاہئے۔ اس چاند ان بہت کو مسلمانوں نے اس قسم کا نبی لیا  
 لیکن بہت نہیں بھروسہ ہے پر ایک ان کے خزانے بڑھ کر کہہ دی کہ تم روئے  
 کی بات کو بھروسہ بھی کیا کرو اور بات میں عینی وضع چاہو کھانا۔ بھلا یہ روزہ کیا ہے اور دن  
 کو نہ کھانا یا رات کو کھانا ہے۔ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے کہ دن میں کھانا اور رات کو کھانا۔  
 سوای جی! جھوٹا سب مذہبوں میں برابر ہے قرآن شریف میں تو  
**مذہب** اس پر امت آئی ہے۔ مگر

یہاں ہٹ دھرمی مذہب کی تائید میں پیش کر مقل کو زائل کر دیتے ہیں (دیا پرستی)۔  
 پنڈت جی نے یہ سمجھا کہ جس طرح میں پنڈت نے ہندوؤں سے کئے گئے استیارتھ پرکاش  
 طبع اول میں شراہ کو جائز لکھا اور جب اس کی غلطی معلوم ہوئی تو دوسرے طبع میں  
 اس کی تصحیح کر کے غلطی کاتب کے نہ پر تصحیح دی۔ اسی طرح یہ بھی ہو گا کہ ان کے ہور۔  
 اگر وہ نہیں علی شہر کہ آپ نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اس لئے ہم بھی اس کا  
 جواب نہیں دیتے۔ آپ کو یہی شاید معلوم نہیں کہ پورا ایک ہندو تو فاضل اور ایک زید علیہ السلام  
 علیہ کے زمانہ تک بھی سمندر میں عرب کا منہ نہ دیکھ سکتے تھے تو اس کو سینکڑوں برس  
 پہلے کہاں نصیب؟

پنڈت جی! آپ تو خلافت قانون قدرت کے سخت منکر تھے اور استیارتھ پرکاش  
 میں خلافت قانون قدرت کو بحال جانتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ خدا ہی خلافت قانون قدرت نہیں  
 کرتا۔ اب کسی مسلمان نے نماز پڑھ کر دم کر دیا کہ آپ روزہ کو خلافت قانون قدرت کہہ  
 بیٹھے ہیں اگر خلافت قانون قدرت ہے۔ تو روزہ دار روزہ رکھتے کیسے ہیں؟ اس کا جواب اس طرح  
 جواب دینا +

وہ اللہ کے راہ میں لڑو۔ ان میں سے جو تم سے رٹتے ہیں مار ڈالو تم انکو جہاں پاؤ  
 تل سے کفر بڑا ہے یہاں تک ان سے لڑو کہ کفر نہ رہے اور جو سے دین اللہ کا انہوں نے  
 نہ آدمی اور دن کو بھی اپنے پر قیاس کرتا ہے +



بتنی زیادتی کری تم پر۔ اتنی ہی زیادتی تم ان کے ساتھ کرو (آیت ۱۵۹-۱۶۰)۔  
**محقق** اگر قرآن میں ایسی باتیں نہ ہوتیں تو مسلمان لوگ تنا ہوا ظلم جو کہ غیر مذہب  
 والوں پر کیا ہے نہ کرتے بلکہ قصور کسی کو مارنا سخت گناہ ہے۔ ان کے نزدیک  
 مذہب اسلام کا قتل نہ کرنا گناہ ہے اور کفر سے قتل کو مسلمان لوگ اچھا مانتے ہیں۔ سینے  
 کھنکھاتے ہیں کہ جو ہمارے دین کو خدائے گناہ کا قتل کرے گا پناہ دے۔ ایسا ہی کرتے ہیں اور مذہب  
 کی خاطر لڑتے لڑتے اپنی سلطنت وغیرہ کھو کر برباد ہو گئے۔ ان کا مذہب غیر مذہب والوں سے  
 سخت ظلم کرنا سکھاتا ہے ان سے پوچھنا چاہئے کہ کیا چورنی کا عوض چوری ہی ہے، جتنا  
 نقصان ہمارا چور وغیرہ چوری سے کریں کیا ہم بھی ان کا چوری سے کریں، یہ بالکل  
 بے انسانی کی بات ہے کیا کوئی جاہل تم کو گالیاں دے تو ہم بھی اُس کو گالیاں دیں، یہ  
 بات مذہب الٰہی نہ خدا کے مقتدر عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے یہ تو صرف نہ دغمن  
 لا علم آدمی کی ہے۔

**محقق** اس فقرہ نے تو ثابت کر دیا کہ سوامی دیانند جی کا قول سونے سے کھنے کے  
 قابل ہے۔

بیمٹ دہری کی عقل تار کی ہیں پس نہ کہ ناکل ہو جاتی ہے : (دیباچہ ستیارت)  
 سوامی جی ہمارا ج ! اس آیت میں یہ لفظ مذہبی موجود ہیں جو اپنے بھی نقل کر لیں۔  
 اگر محض خدا اور سہٹ ..... نہیں تو غور سے سنو !  
 : اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں :  
 پھر بھی آپ لکھتے ہیں کہ بلا قصور کسی کو مارنا سخت ظلم ہے یہ سچ ہے کہ  
 : ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (صوفیہ کا صفحہ ۵۶)  
 منسل جواب جواد کا نمبر ۶ میں (صفحہ ۱۶) کتاب ہذا آچکا ہے +  
 (۱۵۹) اور اللہ نہیں دوست رکھتا جو فساد کو۔ اے لوگو کہ ایمان لاؤ ہر دامن ہو

یہ اسلام کے (آیت ۲۰۷-۲۰۸)

**محقق** اگر خدا فساد نہیں چاہتا تو کیوں آپ ہی مسلمانوں کو فساد کرنا پھر



آئادہ کرتا ہے، اور مسلمانوں سے دوستی کیوں کرتا ہے، اگر مسلمانوں کو مذہب میں داخل ہونے سے خدا لایا جاتا ہے تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار، سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا بنایا نہ اس میں کہا ہوا سچا خدا ہے۔  
**محقق** سوالی جی کو ذیل شمار کی کامزہ آتا ہے جس سے واعظ اتحاد و تکرار خوش گزرا ہے تو میں مگر ہیں تو ضروری نہیں جواب نمبر ۲ میں دیکھ لو سناں اتنا ضرور بتلا کر

کہ وہ کامنکد ہر یہ تو نہیں: (ستیا رتھ صفحہ ۴۴ دیکھو)

(۱۲۴) اور اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار (آیت ۱۲۴)

کیا بلاگناہ اور ثواب کے خدا ایسے ہی رزق دیتا ہے؟ تو پھر برائی بھلائی کا کرنا یکساں ہے کیونکہ رنج و راحت کا ماسل ہونا اس کی مرضی پر ہے۔  
**محقق**

اس لئے دہرم سے خوف ہو کر مسلمان لوگ اپنی من مانی کا رروالی کرتے ہیں۔ اور کئی اس قرآن کے فرمودہ پر اعتقاد نہ رکھ کر دہرما تھا بھی ہوتے ہیں +

تنازع چکر باطل ہے اس بڑی دنیاوی رنج و راحت کسی نیک بندہ کو دین میں نہیں نیکی ہی کا اصلی عزم دوسری زندگی ہے۔ جیسے آپ پر لوگ کہتے ہیں۔

ہاں کہی بھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم بنایت سرکشی کرے اور پھر فراموش کر پورا نہ کرے تو خدا اس سے وہ نعمت چھین لیتا ہے غور سے سنو! اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا لَیْعَمَ حَتّٰی یُحَیِّیَہُمْ اَوْ یَمُوتَہُمْ (خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ عمل نہیں بدلتے)

(۱۲۵) اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض سکبرہ کیا کی ہے پس کن رہ کر عورتوں کو بیچ حیض کے اور مت نزدیک جاؤ ان کے۔ یہاں تک کہ پاک ہوں پس جب تنہا لیں پس جاؤ ان کے پاس اس جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہاری پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو تم کو اللہ آخر قسم میں نہیں بکرتا

(آیت ۲۱۶-۲۱۷)

**محقق** (۱۲۵) اور میں مجاہدت نہ کر نیکی حکم تو اچھا ہے۔ لیکن عورت کو کھیت



سے مشابہت دینا اور یہ کہنا کہ جس طرح چاہو۔ اُنکے پاس جاؤ۔ انسان کی شہوتِ جبر کا نئے  
کا موجب ہوا کہ خدا تعالیٰ قسم پر نہیں پڑتا تو سب حیوٹ بولینگے۔ قسم توڑنے کے واسطے  
خدا تعالیٰ کا اجر ادا کرنے والا ہو جائیگا۔

**مدق** { کیسا موزک (بیوقوف) ہے وہ منہش (ادی) جو اپنا گھر شیخوں کا بن کر  
دوسروں پر تعجب برساتا ہے سما چو! سوامی جی کیسے پیش پاتی متعجب  
ہیں۔ کہ میں قسم کا استعارہ وہ خود بولتے ہیں۔ اُسی قسم کے استعارے والا کلام اگر قرآن  
میں اُن کو نظر آجاتا ہے تو فوراً معترض ہوتے ہیں۔ **سنا** اور غور سے سنا۔

عورت مرد کو دہیان کہتا چاہے کہ دیر (نادر) کہ بے جا سمجھیں جو کوئی اس میں قیمت  
چیز (لفظ) کو بیگانگی عورت۔ یعنی یا بے رگوں کی محبت میں کہتے ہیں۔ سو  
بڑے بے عقل ہوتے ہیں۔ اگر گمان یا مالی جاہل ہو کر کسی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سولے  
اور کہیں بیج نہیں بولتے۔ بلکہ سولے بیج اور جاہل کا ایسا دستور ہے۔ تو جو شخص ہے  
اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو رے کھیت میں کھتا ہے وہ بھاری برکت کہا جاتا ہے  
کیونکہ اُس کا پھل اُس کو نہیں ملتا۔ (ستیا تو سنہ ۱۵۶)

**بتلائیے**! اس عبارت میں کھیت کس کو کہا ہے اور درخت کس کو؟ کیوں جی!

سچ ہے؛ تا پاک بالٹوں کو علم نہیں ہوتا (محبوب کا صفحہ ۵۲)

ہاں اب یاد آیا کہ سوامی جی اس فقرہ پر جو باؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو۔ کیوں  
تاراض ہیں۔ پندت جی نے تو عورت کو کھیتی اس درخت تک کہا تھا کہ اگر مرد کے لفظ میں کمی ہو  
ہو تو دوسرے سے اولاد لیکر خاندان کی عادت کر سکتی ہے چنانچہ آپ کہتے ہیں:

یہ خاندان کی وفات وغیرہ سے بھائی بھوہیں اے پرخواہ نامردی وغیرہ نامحلی مرض

کی صورت میں عورت کا یا مرد کا بوقتِ مسیت اپنی درنِ نامردی یا اپنے سے اپنے

درن کی عورت یا مرد سے جو اولاد کا نام مل کر آجے وہ نیوگ کہلاتا ہے اسلئے تعجب

اور سنئے! کان کھول کر سنئے! اول لگا کر سنئے! سوامی جی ویدوں کا

پر مان سنا ہے۔



سوال۔ بزرگ مرے پہنچے ہی رہے یا غلامدہ کے جیتے ہی ؟

جواب۔ جیتے ہی جیتا ہے۔ جب غلامدہ اعلان کیا کرنے کے ناقابل ہو۔  
تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اسے نیک بخت ادا کی خواہش کرنیوالی عورت  
تو کچھ سے علاوہ دوسرے غلامدہ کی خواہش کر (سماعتیو! عمل کرو تو جانیں)  
کیونکہ اب مجھ سے ادا نہیں ہو سکیگی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ بزرگ  
کر کے ادا دے کرے۔ لیکن اُس میں ہے ہمارے غلامدہ کی خدمت میں مکر ہے  
رہے۔ (سیارۃ پرکش ص ۱۵۴)

قرآن شریف نے بڑا فاضل کیا کہ ساری ہی کی اس ترقی کو رک کر صرف  
غلامدہ کو ان کے کمیتوں میں جانے کی اجازت بخشی ہے اور یہی بڑا گناہ ہے۔  
مجھے ایک عیب بڑا ہے کہ غلامدہ ہوں میں، اُس میں دُست میں تو بھی ہیں غلام بھی ہیں  
مگر تم اُس کو کہو میں کہ کسی گزشتہ زمانہ کی بابت اپنے خیال میں وقوعہ سمجھ کر قسم  
کھائے حالانکہ وہ غلام جو اس وقت لسانی سے منہ سے نکلائے ہیں آیت کا مطلب یہ ہے  
کہ ایسی قوم پر جو غلطی سے زنا نامی کے وقوع پر کھانا اس وقت لسانی سے تھائے نہ  
سے نکل جائیں مگر انہیں یہی ایسی قسموں پر وہ کفارہ نہیں جو قسم کے توڑنے کی  
عورت میں تم پر ہے۔ دوسری نسلیوں کو کھانا دینا یا تین روزہ رکھنا یا غلام آزاد کرنا۔  
بلائیے! کیا اعتراض ہے مگر چندت جی نے کیا ہی سہی کہا ہے۔

بہت سے ایسے مرتد اور متروک ہوتے ہیں کہ وہ تکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے  
ہیں۔ خود خدا مذہب دہانے لوگ کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے اُن کی عقل تاریکی

میں چٹکن اُل ہو جاتی ہے۔ (دیباچہ ستیارتھ پرکش ص ۱۵۴)

۱۵۔ کون ہے وہ جو قریش کو اللہ کو اچھا پسند کرے اسکو واسطے اسکو (آیت ۲۲۹)  
اللہ خدا کو قریش پسند کیا کیا جس سے ہماری منقبت کو بنایا۔ وہ انسان سے  
قریش لیتا ہے، مگر نہیں۔ ایسا تو بلاجھے کہا جاسکتا ہے۔ کیا اُس کا  
غلام نکالی ہو کیا تمام کیا اُس کو ہندوئی پرچھو اگر وہ غیرہ میں مصروف ہو رہے



خسارہ پر گیا تباہ و قریض یعنی لگا ہوا ایک کاودر دنیا قبول کرتا ہے کیا یہ سادھکار کا  
 کام ہے ایسا کام تو وہ الیوں یا فتنہ خروچوں اور کم آمدنی والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ خاک و نمین  
 مساوی جی کا پران بالکل سچی ہے۔

**مذکورہ** انسان کو کامل علم کے لئے اس پر عمل کرنی چاہیے۔ کہ اس منتر یا آیت  
 کا مطلب کیا ہے؟ صرف منتر یا آیت منکر محض دلیل اپنی انکل سے منتروں  
 یا آیتوں کے معنی بیان کر دینا کافی نہیں۔ جب تک انسان مقدم و مؤخر کو سمجھنے  
 کی لیاقت حاصل نہ کرے اور منتروں یا آیتوں کے معنی کو اچھی طرح صاف نہ کر دے  
 اور اپنے عجیبوں میں بلحاظ عبارت معلوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہ ہو جاوے  
 تک وہ اچھی طرح خرم و غم کے ساتھ عمدہ دلیل سے وید یا قرآن کے معنی نہیں کر سکتا ہے  
 (نمبر کا صفحہ ۱۵۰)

یہ سچی سچی ہے۔

"بعض مندی لوگ غلات منشاء حنکلم کے تاویل کرتے ہیں۔" ادیبانہ سیمارکت پرکاش  
 پس اگر حنکلم کے منشاء کے مطابق آگے پیچھے کو ملا کر سمجھنے کی کوشش کریں تو یہ سچی  
 اَنَّا اللَّهُ يَكْبُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ (خدا ہی جسے چاہے رزق فراخ کرتا ہے اور  
 جسے چاہے تنگ کرتا ہے) یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آیت زیر بحث میں قریض سے وہ منتر  
 واد نہیں جو تنگ دہی میں لوگ ایک دوسرے سے لیا کرتے ہیں بلکہ اس کو یہ مراد ہے کہ خدا بلند و گہ  
 ترغیب دیتا ہے کہ تم نیکی کے کاموں میں اپنے خرچوں کو ضائع نہ کرو بلکہ یہ سمجھو کہ ہم اللہ کو قریض  
 دیتے ہیں۔ جو اس کا عوض کئی درجے بڑھ کر ہو عنایت کر لیا۔ سیری اس کو جیسے پر آپ بھوکا  
 میں دستخط کر چکے ہیں۔ جہاں نکلتے ہیں۔

"جہاں معنی میں خیر مکان پایا جاتا ہے۔ وہاں استعارہ (جہاں ہوتا ہے) کوئی

راست گو عالم کسی سے یہ کہو کہ پچان دہرن کا چمڑا بولتے ہیں۔ یہاں یہ مراد نہیں  
 جائیگی کہ پچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں یا (صفحہ ۱۰)

پس جب قرآن شریف نے خود ہی بتلادیا کہ خدا سب کا داتا ہے وہی مالک ہے۔ وہی غافر



ہے تو قرآن کے اہل سنت کے لیے ہے۔ پھر آپ کا ان پر اعتراض کرنا بدیہی قول کی نسبت  
نہیں بلکہ ناپاک باطن والو جالوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (دیکھ عیون کا حصہ)۔  
۱۳۱۱ ان میں سے کوئی ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا اور اللہ چاہتا ہے کہ وہ جہنم میں رہے  
۱۳۱۲

**محقق** کیا جتنی روائیاں ہوتی ہیں وہ نہایت ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں کیا وہ احکم  
اسرا پنا ہے تو کر سکتا ہے اگر ایسی بات ہے تو وہ نہایت ہی نہیں کیونکہ نیک  
آدمیوں کا یہ کام نہیں کہ مسلح توڑ کر دھاتی کر دیں۔ اس کو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن نہ خدا کا  
بنایا اور نہ کسی دیندار عالم کا بنایا ہوا ہے۔

**محقق** سوئی جی! ہر ایک بات پر غور و فکر کرنا شرط ہے آپ نے رضا اور مشیت  
میں فرق نہیں کیا جو کچھ دنیائے میں ہوتا ہے خدا کی مشیت (ارادہ) سے  
ہوتا ہے مشیت اُس کے قانون کا نام ہے۔ بسا اوقات شاہی قانون پر عمل کرنے سے  
دشناما مسل نہیں ہوتی کیا آج کل ممالک مغرب و شمالی کے مسلمانوں کا اردو و انیس میں  
کا نفرنس کرنا سمجھیں پھر یہ یورپ وینا شاہی قانون کے مطابق نہیں، جس کے معنی ہیں  
لفٹ گورنر ممالک مغرب و شمالی کے مشائے میں یعنی گورنر ممالک کے قانون کے مطابق  
ہیں مگر جہانگیر میں فرانسن سے معلوم ہے لفظ گورنر ممالک مذکورہ کی رضا اس میں  
نہیں بلکہ مثال انسانی مشیت اور رضا کی ہے۔

آپ سنیے ذاتی قانون۔ ایک ظالم کسی مظلوم پر حملہ کر کے تمام مال و اسباب چھین  
لیتا ہے۔ کئی طرح کے ظلم کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قانون خداوندی کے مطابق وہ  
فعل ہوتا ہے یعنی ذاتی قانون ہے کہ زبردست کمزور کو دبا سکیگا خواہ وہ حق پر ہو یا  
ناحق پر۔ پس کسی طاقتور کا کسی کمزور پر حملہ کر کے اُس پر ظلم و ستم کرنا مطابق قانون خدا  
تو ہے۔ مگر کیا اس میں رضا خدا بھی ہے؟ سمجھو! سوچو! جواب دینا۔

پس آپ اس مختصر تحریر پر غور کریں اور آئندہ کو خدا کی مشیت اور رضا میں فرق سمجھا  
کریں پس اس فقرہ کی کہ: "کیا جتنی روائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں؟"



یوں نیچے کیے یعنی لڑائیاں ہوتی ہیں خدا ہی کی مشیت سے جوتی ہے۔" جکا جواب ہم دیکھو۔ "ہاں" کیونکہ جودن مشیت خداوندی کچھ نہیں ہو سکتا۔ "وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ" کے بھی یہی معنی ہیں۔ قرآن کی آیت زیر بحث میں بھی یثاؤ لا نقدر جکا واثو (مصدق) مشیت ہے۔ مدت مان کال (مستطاع) یثاؤ۔ فقرہ "جو چاہتا ہے اللہ کرتا ہے" کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو اس کا قانون مخلوق کے شعلق ہے اسی کے مطابق کرتا ہے۔ جو ایک طرح سے آپ کی تائید تھی کیونکہ آپ بھی پستخیرل (خلان فطرت) کو محال جانتے ہیں مگر چونکہ آپ اعتراضات کے شوق میں مست ہیں۔ اس لئے اپنی تائید کی بھی تردید کر رہے بیٹھے گئے کیونکہ بقول آپ کے "ہٹ دھری لوگ تاریکی میں پھنس کر عقل زائل کر رہے ہیں" (دیپا پتہ ستیارتھ مش)

۱۴) جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اُسکے لئے ہے چاہے اُسکی کرسی نے آسمان اور زمین کو مایا ہے (آیت ۲۵۰)

**محقق** جو آسمان زمین پر چیزیں ہیں وہ سب انسانوں کیواسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنوا سٹے نہیں کیونکہ اُسکے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب اسکی کرسی ہے تو وہ کھدو والکان ہوا جو کھدو والکان ہے وہ خدا نہیں کہتا۔ کیونکہ خدا تو دیا یک اور محیط کل ہے۔

**مذہب** اراج دھن ماراج اپنوت جی بیچا ہے بھی مزدوں میں۔ عربی سے واقف نہیں اردو فارسی سے آشنا نہیں خدا معلوم اس بے علمی سے آپ نے کیا کیا دوسو کھائے ہونگے بھرمکا صفحہ ۷۷ کی عبارت کی دفعہ ہم نقل کر چکے ہیں جس میں آپ خود بھی قائل ہیں جبکہ عبارت تامہ نہ ہو۔ کلام کے معنی نہیں سمجھ جاتے سنے! آیت زیر بحث یوں ہے:-  
لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ عَرَبِيٌّ فِي لَامٍ يَكْ كَيْلُ آتَا ہے چنانچہ کہا کرتے ہیں:-  
هَذَا الْمَلِكُ ذَوِيْدُ (یہ مال زید کی ملک ہے) پس آیت کے معنی صاف ہیں:- اسی کا ہے جو کچھ آسمان

لے چاہے "کالفظ نقل کر کے پڑھت جی (ہمارے دعویٰ کی تصدیق کر دی کہ آپ سمجھا اور دیانت سے کام لیتے تھے ناظرین ترجمہ قرآن کو دیکھیں تو یہ چاہے "کالفظ اگو تہلا میگا۔ پھر ہماری تصدیق سے ہیں اطلاع دینا۔



اور زمین میں ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب نے عینہ ہی ترجمہ کیا ہے (دیکھو ترجمہ کردہ)۔  
 گڑھی کے معنی بھی اپنے نہیں سمجھ سکے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہ فراگز  
 است بادشاہی اور شاہانہ از میں ہے۔ آج معلوم ہوا کہ شاہ صاحب موصوف نے اسے صحیح  
 لفظوں میں کیوں ایسا ترجمہ کیا صرف آپ کے سمجھانے کو۔

کمان پریشور کے محیط کل ہونے کے معنی ذہ آپ کے لفظوں میں بیان کر کے قدر  
 ساپشن (سوال) کرنے کو تیار بھی جی چاہتا ہے۔

آپ ستیارتھ پرکاش میں ایشور کے جنم (تولد) نہ لینے کی دلیل کہتے ہیں بلکہ  
 اگر کوئی شخص اس لانا کا کاش (جو یا آسمان) کو کہے کہ محل میں سما گیا یا سستی میں کھریا گیا  
 تو ایسا قول کہی سچ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کاش فیترتاشی اور محیط کل ہوا سوا سٹے کاش نہ  
 باہر آجی اور نہ اندر جاتا ہے۔ اسی طرح پریشور غیر متناہی اور محیط کل ہو سکتا ہے جسے اس کا  
 آنا جانا کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی کا جانا اور آنا اس جگہ ہو سکتا ہے جہاں وہ نہ ہو کیا  
 پریشور رحم میں نہیں تھا جو اندر سے نکلا، ایشور کے بارے میں ایسی بات علم سے  
 بے بہرہ لوگوں کے سوائے اور کون کہہ اور مان سکتا ہے؟ (ستیا رتھ سفر ۲۲۷)

ان معنی سے جو محیط کل کا ترجمہ پنڈت جی نے کیا ہے (اگر ہماری سمجھ غلط نہ ہو) تو ہم یہ  
 سمجھتے ہیں کہ سوامی جی پریشور کو ایسا جانتے ہیں کہ جیسے پانی میں کھلے ہوئی ہر جس سے  
 یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ نہیں کہ ان کے خیال میں پریشور بھی متکلم (لمبائی چوڑائی گہرائی والا)  
 ہے۔ پس جو چیز لمبائی چوڑائی والی ہوگی۔ وہ قابل انفصال بھی ہوگی اور یہ تو پنڈت جی بھی مانتے  
 ہیں کہ قابل انفصال ایک دقت سے شروع ہو کر ایک دقت میں فنا ہو جایا کرتی ہے۔  
 (مفصل تقریر نمبر ۱۷ میں دیکھو اور نتیجہ پاؤ)

دوسرا سوال یہ ہے کہ سوامی جی کی اس تقریر کے مطابق خدا محدود اور متناہی ہو جائیگا  
 اس لئے کہ خدا تو وہ کتنی ہی چارنی گنتی میں ان گنت ہوتا ہم واقع میں ان گنت نہیں  
 کیونکہ اس میں شک نہیں کہ موجودہ دنیا کا آغاز تو ضرور ہے اور پنڈت جی بھی اسکا شروع مانتے ہیں  
 ستیا رتھ سفر ۲۷۰۔ رحم تو اس کے سلسلہ کے لئے بھی نمبر ۱۷ میں آغا ثابت کرا دی ہیں



پس ضرور ہے کہ ایک وقت سے اُسکا ابتداء ہوا وہ تو بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ پریشد نے ابتداء میں جو چیزیں پیدا کی تھیں وہ بھی محدود تھیں۔ اُن پر ہر روز اور ہر گھڑی محدود ہی برہمتی چلی آئیں۔ محدود پر محدود برہمنے سے محدود ہی رہیگا۔ آخر آج تک وہ ب کی ب محدود ہی ہیں گو وہ ایسے درجہ تک پہنچ گئی ہوں کہ بندوں کا حساب اُس تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ مگر اس سے وہ واقعی غیر محدود اور غیر متناہی نہیں ہو سکتیں پس جب یہ کل دنیا ایک حد تک محدود ہے گو اُس کی حد کو ہم نہ جانیں۔ تو پریشد بھی اُس کی تحدید سے محدود ہوگا کون نہیں جانتا کہ پانی جب گلاس میں محدود ہے تو کتنا ذرا بھی محدود ہوگی۔ پس تو کیا آپ پریشد کو محدود اور متناہی مانتے ہیں یا آپ اس دعوے کو کہ وہ پریشد غیر متناہی ہے۔ (ستارہ پر کاش صفحہ ۲۵۵) واپس میں۔

سائنس سے پہلے جھنڈا گاڑنے والے سماجیو! ان دلائل کو سوچ کر جواب دو یا قبول کر دو۔

(۲۵۲) اللہ آفتاب کو شرق سے لاتا ہے۔ پس تو مغرب کے لئے آئیں جو کافر حیران ہوا  
معارف تحقیق اللہ گنہگاروں کو راہ نہیں دکھلاتا۔ (آیت ۲۵۲)

**محقق** دیکھو یہ لاطینی کی بات ہے آفتاب نہ مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق  
کبھی آتا جاتا ہے وہ اپنی محور میں گردش کرتا رہتا ہے۔ اس سے تحقیق جانا  
جاتا ہے کہ قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا۔ اگر گنہگاروں کو  
راہ نہیں بتلاتا۔ تو پرہیز گاروں کے لئے بھی مسلمانوں کے خدا کی نصرت نہیں۔ کیونکہ  
دہرانا تو دوسرے کی راہ میں ہوتے ہی ہیں جو گمراہ ہیں۔ اُن کو راستہ بتلاتا چاہئے۔ اس  
لئے اس فرض کا ادا کرنا قرآن کے مصنف کی جرنی غلطی ہے۔

**مدق** اچھے نہ محقق بود نہ دانشمند + چاہا یہ بردگما بے چند۔

مشرق اور مغرب کے مراد اُس مقام کا مشرق اور مغرب ہیں جہاں پر حضرت ابراہیم  
تھے جن کا یہ کلام ہے اگر کوئی کنارہ دنیا کا مشرق مغرب نہیں تو آپ کی جغرافیہ والی علوم  
اگر ہم زمین کی حرکت کے قائل ہوں اور سورج کو اپنے محور پر گھومتے ہیں تو بھی مشرق مغرب



برہنہ دیکھنے میں آتا ہے اس کے مطابق ہر ایک شخص خصوصاً ایسے حق کے سامنے جو خود  
ہی خدا بننا ہو۔ عیسایہ حضرت ابراہیم کا مخاطب نہ رہتا تھا۔ جس کے ہاں میں انہوں نے یہ  
نقروں کہا تھا۔ ایسے شاہد سے دلیل لائی جاسکتی ہے۔ سوامی جی کی جگہ کو فرسین ہے کہ آگے  
بچھے کو دیکھیں اور غور کریں۔ انہیں تو فقرہ مذکورہ بھوکا منیوہ کی تصدیق منظور  
ہے کہ: "علہ بازوں کو علم نہیں ہوتا۔"

سوامی جی! ہدایت و رستم پہ ہے ایک ہدایت تو وہ ہے جسے راہ نمائی کہتے ہیں یہ تو  
سب بندوں کو برابر ملتی ہے۔ ایک ہدایت وہ ہے جسے توفیق خیر کہتے ہیں یہ خاص  
برگزیدوں کا حصہ ہے۔ اس مضمون کو آپ نے بھی ستیارتھ پرکاش کے کئی ایک مواقع  
میں ادا کیا ہے۔ ایک موقع کے الفاظ یہ ہیں:۔

”جب آتما سن (جی) کو اور جن حواس کو کسی شے محسوس میں ملتا ہے یا جس لمحہ میں آتما  
چوری وغیرہ بڑی بارگاہ عام وغیرہ اچھے کام کرنا شروع کرتا ہے تو جیو کی خواہش اور علم وغیرہ  
جنگ اس وقت اسی خواہش کی ہر لی میز کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اس لیے اس لمحہ میں  
جراتا کے اندر بڑے کام کے کرنے میں فتنہ مائل اور شرم اور اچھو کاموں کے کرنے میں  
بے فانی عدم مائل خوشی اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے وہ جیو آتما کی طرف سے نہیں بلکہ پرآتما  
(خدا) کی طرف سے ہے“ (ستیارتھ صفحہ ۶۴۴)

اور سنئے!

”جہاں آپ کرنے کی خواہش کے وقت شک اور خسر پیدا ہوتی ہے وہ انتریاہی پرانتا  
(خدا) کی طرف سے ہے۔“ (ستیارتھ صفحہ ۵۵)

تیس ایک وقت انسان کی بہکاری کا وہ آتما ہے کہ یہ شک اور فتنہ گھاہوں پر اس کو نہیں  
رہتا۔ اور وہ بے کھٹکے گناہ کرتا ہے۔ بلکہ اپنے افعال تبیوہ کو اچھا جانتا ہے۔ اسی مضمون کو  
آپ نے بھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں برہنہ صوں کی گراہی کے سبب بیان کرتے ہوئے  
یوں ادا کیا ہے:۔

”انہوں (برہنہ) نے کس درجہ اور (جہات) میں ترقی کی ہے جس کی نظیر ان کے



سہ اددسری ہوتی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی جتنا ہے کہ وہ اس ایشور سے مخالفت کر لیا  
اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے : (ستیارتھ سفرہ ۱۴۵)

سُكُوْا اِنَّ اِنْسَانَ كُنُفُوْتٌ مُّبْلَغٌ : وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ  
ایا درکھو کہ ایک۔ وقت ایسا ہی ہوتا ہے کہ اللہ آدمی کے دل میں پردہ بوجھتا ہے جو محسوس نہ کرے (تاج)  
سہاوی بی لہی وہ سوچتا ہے کہ آپ بھروسہ کا صفحہ ۲۰ میں : جس کی عبارت ہم نے کئی دفعہ  
نقل کی ہے : لکھ چکے ہیں کیا یہ سچ ہے : دیگر انصیحت و خیر انصیحت :

(۱۴۵) کہا پیارے جانوروں سے اُن کی صورت پہچان رکھو۔ پھر مہربانہ پر اُن میں سے  
ایک ایک ٹکڑہ رکھ دو۔ پھر اُن کو بلا دو دھڑکتے تیرے پاس چلے آؤ گے (آیت ۲۵)

دادواہ دیکھو جی مسلمانوں کا خدا شعبہ بازوؤں کی طرح کمیل کر رہا ہے۔ کیا  
ایسی ہی باتوں سے خدا کی نہالی ظاہر ہوتی ہے۔ عقلمند لوگ ایسے خدا کو  
خیر باد کہہ کر نہ رکشی کر گئے اور جاہل لوگ چسپکے۔ اس سے بھلائی کے عوسن بُرائی  
اُس کے پتے پڑ گئے :

اس آیت کے الفاظ یہ ہیں۔ فَخِذْ اَکْرَبَہٗ مِّنَ الطَّیْرِ فَصْرُہُنَّ لَیْلَۃٌ لَّوْ اِجْعَلْ  
عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْہُمْ جُزْءًا۔

اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ چار جاہل لیکر۔ اُن کو اپنے ساتھ بلاؤ تم اُن میں سے ہر ایک کو  
ایک ایک پہاڑ پر رکھو : مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو خدا کی طرف سے کہا گیا تھا کہ تم چار جاہل  
لیکر اپنے ساتھ بلاؤ پھر اُن کو پہاڑ پر رکھ کر اپنی طرف بلاؤ۔ چونکہ وہ تم سے بے ہوش تھے  
اسلئے تمہارے بلانے پر تمہارے پاس نورا آئینگے اس سے تم سمجھنا کہ خدا مردوں کو زندہ کر سکتا ہے  
کیونکہ یہ وحشی جانور چند روزہ تمہاری دوانت سے ایسے اوس ہو گئے ہیں کہ تمہارے بلانے پر تمہارے  
پاس آئینگے۔ مخلوق تو ساری خدا سے فطرتی طور پر اوس ہے پھر کیا تعجب کہ خدا کے بلانے پر وہ اوس  
کے حکم کی تعمیل کریں۔ بلکہ نہ کریں تو تعجب ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن شریف کے اصلی الفاظ کے ترجمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا جو ہوتا ہے  
وہ لوگ باتوں پر ہوتا ہے جس کے ہم باج نہیں۔



۴۴ جس کو چاہے حکمت دیتا ہے (آیت ۲۴۰)

**محقق** اگر جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے تو جس کو نہیں چاہتا حکمت نہیں دیتا ہرگز  
یہ خدا کی بات نہیں بلکہ عورتداری یہود و کرمب کہ حکمت کی ہدایت کا نام  
وہی خدا اور سچا و اعظم ہو سکتا ہے دوسرے نہیں۔

**مدققت** اس فقرہ کا جواب نمبر ۴۲ میں اور اس سے پہلے کی دفعا چکا ہے نہت ہی  
کو نہر شدیدی کا شوق چرا جاتا ہے علاوہ اس کے شیئت (منشار) کے  
سے نمبر ۴۳ میں ہم بتلا آئے ہیں۔

(۴۵) وہ کہ جس کو چاہیگا۔ صفت کر بیگا۔ جس کو چاہے غلاب دیکھا۔ کیونکہ وہ سب چیزیں  
۱۶ ہے (آیت ۲۸۰)

**محقق** کیا بخشش کے مستحق کو نہ بخشا اور غیر مستحق کو بخشا غیر نصف بادشاہ کا سا  
کام نہیں ہے؛ اگر خدا جس کو چاہتا ہے گنہگار یا دوسرا تمام بنا تا ہے۔ تو  
روح کو گناہ و ثواب کرنے والا نہ کہنا چاہئے۔ جب خدا نے اُس کو ویسا ہی کیا۔ تو اُن  
کو تکلیف و راحت بھی نہ ہوتی چاہئے۔ جیسے سپاہ کے حکم سے کسی نو کرنے کسی  
کو ملتا تو اُس کا فرد حاصل کرنے والا وہ نہیں ہوتا ویسے ہی دے بھی نہیں ہیں۔

**مدق** جو بے سوامی! یہ کس لفظ کا مطلب ہے کہ مستحق کو خدا نہ بخشے گا۔ اور غیر مستحق کو  
بخشے گا۔ شیئت (منشار) کے معنی جس سے یثاء ورت ان کال

(منشار) بنا ہے۔ نمبر ۴۴ میں ہم بتلا آئے ہیں۔ علاوہ اُس کے اُس سے پہلے بھی  
ایک واقع میں اُس کا ذکر ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں۔ کہ جو لوگ اُس کی  
بخشش کے قانون کے پابند رہے۔ جو نکلے۔ یعنی مستحق ہو گئے۔ اُن کو بخشے گا اور  
جو نہیں رہے۔ جو نکلے اُن کو نہیں۔

مختصروں کو عسکریاں (جو صوفیہ دیکھو)

(۴۶) سو تو آل عمران دے کہ اس سے اچھی اور کیا۔ ہر گاروں کو خبر دوں کہ اللہ کی  
لے نہیں مہم یہ لفظ کس آیت سے نقل کیا؟ گویا پہلی دفعہ نہیں آگے آگے دیکھے ہوتا ہے کیا۔



طرف سے ہشتیر ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والی پاک بیبیاں ہیں۔ اللہ کی خوشی سے اللہ ان کو دیکھنے والا ہے ساتھ بندوں کے (آیت نمبر ۱۲)

**حقوق**

علا بہشت ہے یا طوائف خانہ؟ اس کو خدا کہنا یا ستر میں (عورتوں کا طوائف) کیا کر لی بھی عقلمند ایسی باتیں جس میں ہوں اس کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب مان سکتا ہے؟ خدا طرفدار کیوں کرتا ہے؟ جو بیبیاں بہشت میں ہمیشہ سے رہتی ہیں کیا وہ یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں۔ یا وہیں پیدا ہوئی ہیں۔ اگر یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں اور قیامت کی رات میں سب کا انصاف ہو گا۔ اس حد کو کیوں توڑا؟ اگر وہیں پیدا ہوئی ہیں تو قیامت تک وہ کونکر گزارہ کرتی ہیں؟ اگر ان کے واسطے آدمی بھی ہیں۔ یہاں سے بہشت میں باتے مسلمانوں کو خدا بیبیاں کہاں سے دیگا؟ اور جیسے بیبیاں بہشت میں ہمیشہ رہنے والی بنائیں گی۔ مرد علی کو وہاں ہی رہنے والے کیوں نہیں بنایا؟ اس واسطے مسلمانوں کا خدا بھی بے العافیت اور بے سمجھ ہے۔

**مدق**

سوامی جی کا ترجمہ یوں تو تمام و کمال فور ہوتا ہے مگر اس فقرے کے لفظوں نے تو ثابت کر دیا کہ سوامی جی کا پرمان واقعی سونے سے لکھے کے قابل ہے کہ بہت دھرمی کی عقل پر پتھر (دیباچہ ستیارتھ منجھنا) اللہ اللہ جس شخص کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مبتدا و خبر میں تیز کر کے معمولی اُردو اور اردو سے ناگہی کیا ہوا ترجمہ بھی صاف نقل نہیں ہو سکتا۔ تو ناظرین اندازہ لگائے کہ ایسے علم و عقل کے ہاتھ تانے کہاں تک قرآن شریف پر جس کو ہزار ہا قدان (راہل علم) الہامی کتاب اسٹے اور راویجات جانتے ہیں غور و فکر کی ہو گی۔ ہم ہر فقرہ پر یہ شکایت کرتے تو ایسی شکایت ہی سے کتاب بنجاتی۔ ناظرین خصوصاً ہمارے سماجی دوست اپنے چوتھے اصول کو یاد کر کے ذرا اپنے سوامی کا ترجمہ منقہ لے خصوصاً جہاں جہاں ہم نے ترجمہ کی نقل پر اعتراض کچھ ہیں بشرح قرآنوں سے مقابلہ کریں +

لے یہ لفظ سوامی جی کو کسی ہندو استری نے ایسا سکھایا ہے کہ کیا مجال بھولیں +



نفرہ نہیں ہیں سوائے ہی نے ہی اعتراض کیا ہے۔ پندت ہی کو اعتراضات برصانے  
کا ایسا شوق تھا کہ اسے کہ ایک ہی اعتراض کو کئی ایک مواقع پر کر کے سو رکھوں میں نہ بھاری  
مرا تے ہیں۔ قرآن شریف کا مطلب کسی عالم سے پوچھ لیا ہوتا؛ قرآن میں اہل  
بہشت کے لئے جیسا کہ جہنم میں مذکور ہے۔ لیکن جہنم میں نہیں آتا کہ اس پر سوائے  
ہی کو کیا سوال ہے؟ اگر خدا کسی نیک آدمی کی نیک بری کو بہشت میں اُس کے ساتھ  
ہی بگڑتے تھے کیا حتم ہے؟ اس جو نیک بری کے نیک مرگواں کا ملاپ ان عورتوں  
سے نہ ہو۔ دوسری ہی نیک اعمال میں بے نکاح مرگواں یا خدا اُن کے لئے بہشت میں اُن  
کے مناسب عورتیں پیدا کر دینگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر اہل بہشت مردوں کو ایک  
عورت سے زیادہ کی خواہش ہوگی تو اور عورت دیاں کی پیدا کرائیں گے اسکو مل جائیگی  
پندت جی نے چونکہ تمام غلط فہمیاں قانون قدرت پرورد میں گزاری ہے۔ اس لئے وہ  
جب سنتے ہیں کہ اہل بہشت کو بیویاں ملیں گی تو وہ حیران ہوتے ہیں کہ میں تو باوجود  
انہی بد و بھد دنیا میں بھی بے نصیب رہا۔ مسلمان اس لوگ (دنیا) کے علاوہ  
پر لوگ (آخری زندگی) میں بھی کامیاب ہو کر جاتے ہیں۔ مگر یہ قصور کس کا؟

باقی جواب نمبر میں ملاحظہ ہو \*

(۴۴) تحقیق اللہ کی طرف سے دین اسلام ہے (آیت ۱۶)

**محقق** کیا اللہ مسلمانوں ہی کا ہے اور لوگ کا نہیں؟ کیا تیرہ سو برسوں سے  
پہلے خدا کا مذہب تھا ہی نہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن خدا کا  
بنایا ہوا نہیں بلکہ کسی تعصب کا بنایا ہوا ہے \*

**مذکور** ایک شخص نے ایک ٹوٹے کی پریش کی اور اُسے "دریں چہ شک"  
کا لفظ اب ضبط کرایا کہ ہر ایک بات کے جواب میں طوطا "دریں چہ شک"

بیٹا خدا کے بندہ تھا۔ آخر ایک دفعہ مالک اُس کا بازار میں بیچنے کو لے گیا اور خریدا کے پہچنے  
پر سو روپیہ بول کیا۔ خریدار کی تکرار پر مالک نے کہا کہ طوطا جی ہمارے سے پوچھ  
لے۔ طوطا ارم جی جھٹ بول اٹھے کہ "دریں چہ شک" خریدار نے سمجھا کہ ایسا



طوطا کہاں سے ٹیگا؟ کہ فارسی میں ہر بات کا جواب دیتا ہے؛ ٹیک اسی طرح ہڈت  
 جی کو یہ لفظ ضبط ہے کہ "مسلمانوں ہی کا خدا ہے۔ اور لوں کا نہیں؛ مگر جب اپنے  
 پر گزرتی ہے تو صاف کہہ جاتے ہیں کہ "دیر کا منکر نام شک (دوسرے لفظ) ہے" (ستیارتھ ۲۵)  
 اور

اگر کوئی کہے کہ چھ کو تہارا کیا اعتقاد ہے تو یہی بواب دینا چاہئے کہ ہمارا  
 اعتقاد وید ہے (ستیارتھ پر کاش ۱۱)

تیرہ سو برسوں سے پہلے کا جواب منبہ میں ملاحظہ ہو۔

(۲۵) ہر ایک روح کو پورا دیا جاوے گا۔ جو اُس نے کمایا اور جسے ظلم کئے جا دیئے۔  
 کہہ رہا اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو چاہے دیتا ہے جس سے چاہے چھینتا ہے۔ جس کو  
 چاہے عزت دیتا ہے جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔ سب کچھ تیرے ہی ہاتھ میں ہے  
 ہر ایک چیز پر تو ہی قادر ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں بھٹاتا ہے اور مردہ کو زندہ  
 سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور جس کو چاہے بیشمار رزق دیتا ہے۔ مسلمانوں  
 کو چاہئے کہ کافروں کو دوست نہ بنادیں سوائے مسلمانوں کے۔ جو کوئی یہ کرے پس وہ  
 اللہ کی طرف سے نہیں کہہ جو تم چاہتے ہو۔ اللہ کو تو پیر دی کر دیر سی۔ اللہ چاہیگا تم کو اور  
 تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ تحقیق بخشنے والا ہر مان ہے (آیت ۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵)

(۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵)

**محقق** جب ہر روح کو اعمال کا پورا پورا ثمرہ دیا جاوے گا تو گناہ معاف نہیں ہو سکتے  
 اور اگر معاف ہو گئے تو پورا ثمرہ نہیں دیا جاوے گا اور بے انصافی ہو گی۔  
 اگر بلا نیک اعمال کے سلطنت دیگا۔ تو بھی غیر منصف ہو جائیگا۔ پہلا زندہ سے مردہ  
 اور مردہ سے زندہ کبھی ہو سکتا ہے۔ خدا کا انتظام مکمل اور لازوال ہے۔ کبھی اس میں  
 تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا؛ اب دیکھئے تعصب کی باتیں جو دین اسلام میں نہیں ہیں۔  
 ان کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ غیر مذہب کے لوگوں سے بھی دوستی نہ رکھنا اور مسلمانوں  
 سے دوستی رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایاں نہیں۔ اس لئے یہ قرآن اور قرآن کا



خدا اور مسلمان لوگ بعض تعصب جمالت سے بچے ہیں۔ اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں اور دیکھے ہوئے صاحب کی سیلا کہ اگر تم میری طرف ہو گئے تو خدا تمہاری طرف ہو گا اگر تم تعصب سے گناہ کرو گے تو اسکی معافی بھی کرے گا اس کو ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی قیمت صاف نہیں تھی اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب نے اپنی مطلب براری کے لئے قرآن بنایا ہے +

**مد قوت** انکے ہٹ دھرمی ہیں کہ وہ لوگ جو مذہب کی تاریکی میں پھنسکر قتل کو کھو بیٹھے ہیں۔ (دیباچہ ستیارتھ پر کاشش صفحہ ۱۱ پر ایک کام کا پورا بدلہ ہی ہوتا ہے جو مالک نے مقرر کیا جو پس جن گناہگاروں کے نیک اعمال زیادہ اور بد اعمال کم ہونگے ان کا بدلہ ہی ہے کہ وہ نجات یاب ہوں غور سے سنو!

اَمَّا مَنْ اَقْلَمَتْ مَوَازِينُهُ فهُوَ فِي نَارٍ ذَاتِ صِفَةٍ

اور جن کے گناہ نیکیوں سے بڑھکر ہونگے ان کی سزا جہنم ہے سنو!

وَمَا مِنْ حَقٍّ مَوَازِينُهُ فَاَمَّا ذَا دِيَّةٍ

پھر یہ بھی تانوں مقرر ہے کہ ایسے گناہگاروں میں سے جو جہنم کے قابل ہونگے اگر کوئی گناہگار خدا سے باغی یعنی مشرک نہیں تو کسی قدر سزا کے لگے ان کو بھی نجات ملے گی غور سے پڑھو!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا حُوْذِلَ عَنْ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَآءُ

پس آپ کے پہلے حصہ کا جواب آگیا۔ زندوں سے مرے اور مردوں سے زندے ہر روز نکلتے ہم خود دیکھ رہے ہیں کیا جن کو چست پار رکھ کر جلاتے ہو۔ وہ تم زندوں میں سے نہیں تھے؛ اور جو روز مرہ پیدا ہوتے ہیں وہ پہلے مردہ (بیجان بنی) نہیں ہوتے؛ دیکھے قرآن شریف اپنی تفسیر آپ کرتا ہے +

۱۔ جن کے نیک اعمال زیادہ ہونگے وہ نجات پا جائیں گے +

۲۔ جن کے نیک اعمال کم ہونگے وہ جہنم میں جائیں گے +

۳۔ خدا مشرک کے سوا جن کو چاہے گا (بعد کسی قدر سزا کے) بخشے گا +



کَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَكْوَارًا فَاَحْيَاكُمْ

سج ۷۱

کامل علم کے لئے ہر بات کا مقدمہ و خزاور موقع مناسب دیکھنا اور سوچنا ضروری اور بیز  
ناپاک باطن واسطے جاہلوں کو واقعی عالم نہیں ہوتا۔ (جبر کا صفحہ ۵)

کافر کہنے کا جواب فقرہ نمبر ۷۱ میں آچکا ہے۔ آپ اپنی عادت (تطویل و اطائل) میں مجبور  
ہیں تو ہم بھی اپنی عادت (اختصار) پر مجبور ہیں۔

غیر مذہب کے نیک لوگوں سے منع نہیں کیا بلکہ اُن پاپیوں و مشنوں سے منع

کیا جن کا حال خود ہی خدا نے بتلایا ہے کہ ان کھول کر سنو  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَاطِلًا مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْكُلُ جَنَابًا - وَذَوِّمُوا عَذَابَكُمْ قَدْ  
بَدَأَ الْبَصَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَحْنِيْهُمْ قَدْ كَرِهَ اللَّهُ لَكَ الْبَاطِلَ  
إِنْ كُنْتُمْ تُحْسِنُونَ

سماجیو! جبر کا صفحہ ۵۲ کو جس کی عبارت ہم نے کئی دفعہ لکھی ہے دیکھو۔ اور  
قرآن کی داد و دو جی ایسی حرکات نا انسانی سے کیسے سخت لفظوں میں منع کرتا ہے۔  
غور سے سنو!

لَمَّا تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ  
کاموں سوامی جی اگر آپ ایسے ہی مسلح کل اور نرم طبیعت تھے کہ غیر مذہب کے لوگوں کو  
اپنی طرح جانتے تھے تو بھارے بے زبان برہمنوں پر کیوں ایسے خفا ہیں۔  
انہوں نے اگر یہ مسلمان۔ چنڈال وغیرہ سے بھی کھانے پینے کی تیز نہیں رکھی۔ انہوں نے

لے کیسے تم اللہ سے منکر ہو (جو حالاً کہ تم بے جان و بصورت ہو) پھر اُس نے تم کو زندہ کی بخشی۔  
لے مسلمانو! غیر قوموں سے دوستی نہ لگاؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے تمہاری تکلیف  
سے خوش ہوتے ہیں خود ان کے منہوں سے شرارتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو غصہ تمہارا حق میں اُن کے  
دلوں میں بھرا ہوا ہے بہت بڑھ کر جہنم نے ٹکڑا کر نشان تباہی ہیں اگر تم کو عقل ہے تو سمجھو۔  
لے کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جنہیں خود عمل نہیں کرتے خدا کو ان پر غضب کی بات ہو کہ جو پر خود عمل نہ کرو۔



جی بھارگا کہ گمانے اور ذات کا امتیاز توڑنے سے ہم اور ہمالیہ ملک سربراہی کا لیکن  
ایسی باتوں سے سدا رہا کہ اس کا لگاؤ جتنا ہے؟ (ستیا رتھ پرکاش ص ۱۳)

آندھی کھینچے اپنی تہی پہان دیتے ہیں۔

اب اور بخت آریوں کی کشتی بھٹکتی اور باہمی تعلق کی دم سے دوسرے ملکوں میں  
رات کرینیکا تو لگ رہی کیا ہے بلکہ خود آبدست دہندہ میں بھی اس وقت آریوں کو کامل آزادی  
خود مختار اور بیخوف لگ نہیں رہی ہے اس کو بھی غیر ملک والے ہمارے کر رہے ہیں۔ کچھ  
متر رڑی سے راجہ خود مختار ہیں جب بڑے دن آتے ہیں تب ملک کے رہنے والوں کو کئی  
ملن کی تعریف جہ گنی پڑتی ہے کوئی کتاب ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج  
ہوتا ہے وہ سب افضل ہوتا ہے سرزمین غیر ملکوں کا راجہ پہلے اور  
آرام وہ نہیں ہے؟ (ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۲۹)

گر وکل اور آریہ کالج کے حامیوں اسوای جی کی طبیعت سے متعلق ہو؟  
پنڈت جی! مسلمان اور عیسائی خواہ کتنے ہی نیک ہوں ان کے ساتھ کھانا پکانا نہیں  
اں مجھے یاد آیا۔ دید کی پابندی کے سوا کوئی نیک کیونکر ہو سکتا ہے۔  
کیونکہ دید و دیات بے چہرہ لوگوں کے خیالات بالکل صحیح کیونکر ہو سکتے ہیں؟  
(ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۱۱۶)

کافر کہنے کو اب نسبت میں دیکھو!  
سو امی جی! میں! ایسی بے انصافی پر مشورے کرتے ہو کہ دیدک مت والوں  
کے سوا کوئی بھی نیک نہیں! (چیرنز)  
(۴۹) میں وقت کہا فرشتوں نے کسے مریم تجھ کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور پاک کیا اور  
دین کی عورتوں کے (آست ۳۹)

محقق | صاحب آجکل خدا کے فرشتے اور خدا کسی سے باتیں کرنے کو نہیں آتے۔ تو  
اپنے کیونکر آتے ہر گئے! اگر کہو کہ پہلے کے آدمی دیندار تھے آج کل کے نہیں۔  
تو یہ بات غلط ہے جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا۔ اس وقت ان ملکوں



میں بھی اور جاہل آدمی زیادہ تھے اسی واسطے ایسے غلام اہل مذہب ہیں جسے علم حاصل نہیں کیا۔ اس وجہ سے ایسا مذہب اب نہیں چل سکتا۔ بلکہ جو ایسے آدمی مذہب ہیں وہ بے مدد و مدد ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے ترقی پانے کی قوت ہی کیلئے ہے۔

## مذہب

مذہب آجکل کسی کو الہام نہیں ہوتا تو پہلے یہ کہو کہ الہام پر وہ کہو کہ آجکل کوئی جو ان آدمی پیدا نہیں ہوتا تو پہلے یہ کہو کہ ان آدمی جو ان پیدا ہوتے ہیں۔ (دیکھو ستیا پرکاش ص ۱۷۳) اگر کہیں کہ ان دنوں ضرورت تھی تو شاید اس طرح سمجھو کہ ان دنوں ضرورت تھی اور یہ تو ظاہر ہے کہ ضرورت اور عدم ضرورت کا معلوم کرنا تو کلام ہے ہم با اوقات بارش کی ضرورت سمجھتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک نہیں ہوتی تو بارش بھی نہیں۔ ہاں یہ خوب کہی کہ جب حیاتی اور سماںوں کا مذہب پیدا تھا۔ اس وقت ہات تھی ٹھیک ہے اس لئے کہ اس وقت وہ پر ان دنوں کا سماں تھا۔ کیونکہ یہ قوتیں پیدا ہونے سے انسانوں کو یکے بعد دیگرے درداشت میں آئے تھے۔ چیراں سماں چیراں تباری کیا رائے ہے؟

(۵۰) اُس کو کہتا ہے کہ ہر بس ہو جاتا ہے اور مکر کیا کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ پرست مکر کر نینا ہے (آیت ۴۴ - ۵۰)

## محقق

جب مسلمان لوگ خدا کے سوا لے دوسری کوئی چیز نہیں اتے۔ تو خدا نے کس سے کہا ہاں اُس کے کہنے سے کون ہو گیا؟ اس بات کا جواب مسلمان لوگ سات جنہیں بھی نہیں دے سکتے۔ کیونکہ علت کے بغیر معلول ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہاں علت کے معلول کا کہنا ایسی بات ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ جاپنے والدین کے میرے ہم ہو گیا۔ جو دھوکا کھاتا ہے یا مکر و فریب کرتا ہے وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا تو درکنش شریف آدمی بھی ایسا کام نہیں کرتا ہے۔

## مذہب

نقرہ ہذا میں متداول مادہ سے متعلق ہے جس کا جواب ہم نقرہ نمبر ۲ میں دیئے گئے ہیں۔ اب ان نقرہ نمبر ۱ میں پند تیری نے مکر کیا ہے۔ سو اگر وہ مسلمان ہو تو اس کو مکر کرنے سے منع ہے۔ اگر وہ کافر ہو تو اس کو مکر کرنے سے منع نہیں ہے۔



۱۔ غلطی یہ ہے کہ اس آیت کے تحت وہ کہے کہ کافروں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے میں غیہ تو ایسا کیا کہ اس کے بچانے کی غیہ تو میری والدہ کی تو سب پر غالب ہوئی ہے۔ یہ جو گنہگار کے ساتھ کام بند کی لفظ سے ظاہر ہوا کرتے ہیں وہ نہ تو وہ ہیں کہ جان کنی کے وقت کیا انداز سے انکو دھتور داتا ہے، نہیں کہ اسے غیہ اباب ہر تھ میں ہر اندی اندہ اپنا کام کر جاتے ہیں یہی سننے میں آئے کہ کتب لیا لیا تھا۔ اور آیت زیر بحث کے۔

اصل یہ ہے کہ بعض علماء عربی کے عربی میں اتنی غیہ نہیں رکھتے جتنی اسے دیکھتے ہیں مثلاً جاہل جس کا ترجمہ نادان ہوا یا احمق جس کا ترجمہ بھی نادان ہے عربی میں جیسے انسان ہی وزن رکھتے ہیں بتنا اور یا ناری میں نادان رکھتا ہے یعنی ایک عربی یا اور اردو میں یہ دو لفظ جاہل اور احمق اس قدر کراہت رکھتے ہیں کہ اہل زبان کے عربی نہیں بھی جال جھکڑ کا ہے عربی میں خیر الما کرین کہیے مسنون اور پرستار کہ سب آئین پر نیشن ایمان کو کہا جاتا ہے نہ کہ ہر کدو مسہ کر دے

کلاہ غسروی و تاج شاہی + جہل کے رسد عاشاد کلاہ  
ملا وہ اس کے سوا ہی جی کو یہ بھی مسلم ہے کہ

ہاں اصل سنی نہ دیکھیں وہاں استعارہ یا ہماز مراد ہوتا ہے! (مہر کا صفحہ ۱۰)  
پھر کیا وجہ ہے کہ سوا ہی جی نے یہاں مجاز مراد نہ لی۔ کیونکہ دھوکا تو کمزور آدمی کیا کہہ سکتا تو سب بندوں کا مالک و خالق جو وہاں ہے وہ خود نکلتا ہے اسفوا!  
تَحْوَ الْقَاهِرِ فَوْقَ عِیَاضِ

سوا ہی جی یہاں معنی میں کہتے ہیں کہ اپنے تئیں کی تصدیق منظور تھی نہ کہ  
نایا کہ ایمان والے جاہل اور احمق مسلم نہیں ہوتا! (مہر کا صفحہ ۱۰)

مخلیہ کی سہم میں کہو۔  
یہ کہ گنہگار نہ کرنا کہہ کرے کہ اباب اتنی ہزار نشوونوں کو (آیت ۱)

نہ ہزار گنہگار گنہگار ہیں سب گنہگار سب بند ہیں غاصب



**محقق** اگر مسلمانوں کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ دعوت دیا جاتا تو بیکہ ان کی بادشاہت بہت سی برباد ہو گئی اور ہر جی سب کیوں مرنے نہیں دیتا، اس کو یہ صرف جانوروں کو لایا جانے کے چھپانے کا ڈبکوسلا ہے +

**محقق** خوب کہی مگر سوامی جی! کیا وجہ ہے کہ ابیشور کا وعدہ سدرجہ رنگ پر سلطان غور غزنوی اور محموری کے مقابلہ میں جلوہ گر نہ ہوا بلکہ آج تک بھی دیا ہی ہے سنو! الشور! کیا حکم دیتا ہے +

تبارے آئیہ آتھگیر اسلوا دتیر کمان وغیرہ تھیامیری تھاری سے مضبوط اور تھانے نصیب ہوں بد کردار دشمنوں کی شکست اور تھاری فتح ہو۔ تھاری فرج تزار کارگزار اور نامی گرامی ہو۔ تاکہ تھاری مانگیر حکومت مدو زمین پتھان ہو۔ کھی ہوئی بھی (۱) رنگ دے اسٹھک۔ ادیائے ۱۲ درگ۔ ۱۲ ستر +

اگر کہیں کہ رنگ میں یہ بھی ذکر ہے کہ۔

جب تک لوگ دھرم پر پلٹے رہتے ہیں تب تک مملکت برہمنی رہتی ہے اور جب بد اعمال ہو جاتے ہیں تو راج نیت ونا بود ہو جاتا ہے (۱) شکست اور ستر +  
تو اسی کے وزن کا ترانہ مان بھی گئے! اور غور سے سنئے!

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

پڑھتے ہی! کیا یہ سچ ہے کہ۔

مہرے دہری مذہب کی تاریکی میں چھنکر عقل کو زائل کر لیتے ہیں! (دوبارہ پتھان)

(۵۲) اور مدد دے تم کو اور قوم کافروں کے بلکہ اللہ کا طرز تھا رہا ہے اور وہ بہتر ہے مدد کرنا اور اگر تم سے جاؤ تم بیچ راہ اللہ کے پھر جاؤ تم البتہ بخشش ہے طرف اللہ کے سے۔

(آیت ۱۲۲-۱۲۵-۱۵۱)

**محقق** دیکھئے! مسلمانوں کی غلطی کہ جہاں اپنے مذہب کے نہیں اُنکے دینے کی اسلئے خدائے دہاکرتے ہیں کیا نہ اسادہ ہوتے ہیں جو انکی بات ان ہیگا۔ اگر

لے تم ہی غالب ہو گئے بشرطیکہ ایمان میں مضبوط ہو گئے +







**مدق** (پندت جی کیا ہی سچ ہے سچ پرے کہ دم ز عشق ز ندیس قیمت بہت  
 مشرکوں کی اولاد بلکہ خود شرک ہو کر بھی شرک سے ویریں تو کمال خوشی ہو  
 مسلمانوں کے نزدیک تو یہ بھی ایمان میں داخل ہے کہ وہ دوئے چار اور پانچ سوڑوں  
 بلکہ اور سُنئے وہ اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ پندت دیانت بھی آریوں کو سوامی  
 ماراج ہیں بلکہ اور سُنئے ! وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ سوامی جی کے سوال نہایت محول  
 اور دیانت خالی ہیں۔ بتلائیے ! کتنے خداؤں کے قائل ہوئے۔ سچ ہے سچ

محسن شام نی دلبر خطا انجاست

آپ لکھتے ہیں کہ :۔ اگر مطلب اس کا یہ سمجھا جاوے ! مگر :۔ کے کیا معنی ہوئی  
 اور مطلب بھی ہے ! یہی تو ہے کہ حضرت محمدؐ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے  
 بندے اور رسول ہیں۔ ہاں یہ بطلان سوال ہے کہ اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش  
 کے مطابق کام نہیں کر سکتا ! البتہ منبر ۳ میں ہم لکھ آئے ہیں کہ سوامی جی دل میں  
 ویدوں سے منکر ہیں۔ دیکھئے اور کان لگا کر ہمارے دعوے کی دلیل سُنئے !  
 اس پر ماتا کا خزانہ قدرت تینتیس دیوتاؤں سے محفوظ یا ان میں قائم ہے پر ماتا  
 کے اس خزانہ قدرت کو جس کی دیوتا صاف کرتے ہیں کون جان سکتا ہے :۔

(۱) اھور وید کا مذکورہ پہلا ٹکڑا :۔ ۱۰۰ :۔ انو اک ۴ :۔ ستر ۴ :۔

اور سُنئے !

تینتیس دیوتا اس پر ماتا کے تقسیم کئے ہوئے درائن کو پورا کر رہے ہیں (۱) پندت  
 اور سُنئے ! اگنی و الو و غیر وہمان وید کے طہم ہونے پر دشواش القین اگونا چاہیے  
 یا نہیں ! علاوہ اس کے پندت جی کو ممکنہ عامہ اور مطلقہ عامہ میں جی تیز نہیں  
 کسی غریب پانڈے شالامیں رہے ہوتے تو جوتی +

پندت جی ! خدا کے کام جسد و دنیا میں ہیں۔ وہ اسی قسم کے ہیں کہ غٹھنے  
 بن کے اسباب پیدا کر دیے ہیں۔ اس طرح بندوں کی ہدایت کے لئے بھی  
 اس نے یہ طریق قائم کیا ہوا ہے کہ سب سوچ و ضرورت اپنے بندوں میں سے



ہیں کہ اس جہد جلیلہ کے قابل سمجھتا ہے (اگلی) دائرہ برتتا ہوا توبلی۔ یعنی جسے  
 علیہم السلام ہوں) مامور فرمادیتا ہے +

ناظرین! پندت کی اپنی نوع میں مجبور ہیں۔ اس موقد پر ایک مقام کا حوالہ  
 دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ آپ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ یہ  
 ہمیشہ مقرب نہ اذیتیں گیں ست + مستغفار و طبیعتیں این ست  
 تیر حصوں مجلس میں پندت جی نے عیسائیوں سے اعلان جنگ کیا ہے اس  
 میں سے نبی و ان کی عبارت ہم بے نیہ نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین اس سیر و (بیدار قوم) کے  
 انصاف کی داد دینے کے قابل ہو جائیں +

خداوند میرے خداوند ابراہام کا خدا مبارک ہے جس نے میرے خداوند کو اپنی رحمت اور  
 اپنی ماستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خداوند کے بھائیوں کو گھر کی طرف  
 راہ دکھائی +

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ایک نوکر کو حضرت  
 اسحاق کی شادی اپنی برادری میں کرنے کے لئے بھیجا اور یہ بتایا چنانچہ وہ نوکر وہاں  
 کامیاب ہوا اور یہ الفاظ بطور شکر یہ اُس نے کہے اس پر محقق صاحب (پیشہ جی)  
 ورافشانی کرتے ہیں +

کیا وہ ابراہیم ہی کا خدا تھا؟ اور جس طرح آج کل بیگاری یا برسر نہائی کرتے ہیں ویسا  
 ہی خدا نے بھی کیا ہوگا۔ لیکن آج کل رسد گلوں نہیں دیکھتا۔ اور آدمیوں کو  
 باتیں کہیں نہیں کرتا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ایسی باتیں خدا کی یا خدا کی کتاب  
 کی کسی نہیں سکتیں بلکہ جلی آدمیوں کی ہیں +

عیسائیو! کہاں ہو؟ دیکھا خدا نے سید اکا نبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 کا تم سے بدلہ لینے والا کیا پیدا کیا ہے

مع انہی دائروں و مہمان دید کی نسبت میں یہ کہہ کر کہہ کر نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ کتاب اور برگزیدہ ہوں مگر  
 یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ ان کے حالات کا علم نہیں۔ خود الف ثانی رحمت اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔



خود شود سب خیر گر خدا خواہد + خیر باد دکان مشیت گرنگ است  
(۵۴) اسے ایمان والو صبر کرو۔ باہم مدد کے رکھو اور لڑائی میں لگے مہارائد  
سے ڈرو کہ تم چٹکارا پاؤ (آیت ۱۱)

**محقق** آیت قرآن کا خدا اور پیغمبر و نورانی باز تھے۔ جو جنگ کا حکم دیتا ہو اس  
میں غلط انداز ہوتا ہے کیا بلے ہم خدا سے ڈرنے پر دانی ہو گئی ہے؟  
یاد مریم کے جنگ وغیرہ کرنے کے دوسے۔ اگر پہلی بات درست ہے۔ تو دوسرا نہ دینا  
برابر ہے اور اگر دوسری بات درست ہے۔ تو پہلی ہے +

**محقق** بڑا ہی پالی ہے وہ منہش جس کا اپنا گھر شیشہ کا ہو اور دوسروں پر پتھر برسائے  
مگر کیا کرے۔

بہت دہری کہ تاریکی میں پھنس کر نقل زائل ہو جاتی ہے! (دیباچہ ستیا رتھ)  
جہاں اور جنگ کا مفصل ذکر تو نمبر ۲ میں ہم کر آئے ہیں یہاں پر صرف منوجی کا  
ان سناٹے میں حکومتی جی نے بھی واجب التعمیل سمجھ کر نقل کیا ہے سچے!  
محب معلوم ہو جائے کہ ذرا رال کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچلی اور بعد میں کرنے سے  
اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کر کے وقت مناسب تک سبر کرے  
(کڑن نہ ہو مطلب بڑی ہمارے۔ معنی)

جب اپنی تمام رعایا یا فوج کو غارت دے جو خدشہ خال ترقی پذیر سعادت مند جانے اور  
دیباہی اپنے کو بھی کچھ تب دشمن سے جنگ کر لے۔  
**سچے!**

جب اپنی مکمل طاقت یعنی فوج کو غارت دے اور خدشہ خال دیکھے اور دشمن کی طاقت  
بر غلاف اس کے کمزور ہو جائے تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کے واسطے کوچ  
کرے: (ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۳۶)

ساجیو! منہ چھاپو۔ صاف کہہ دو کہ۔ ہوا کیا؟ آخر سوامی جی اور منوجی آ رہے ہیں  
ایک نمبر تھے جن سے غلطی ممکن ہے اگر تم یہ جواب دو گے تو ہم سے لہو اڑے گا



مگر اگر ذہن کی طرف توجہ نہ کی جائے

خدا سے ڈرنے کے یہی معنی ہیں کہ اس کے حکموں کی تعمیل اور منہ قانع رہنا ہے۔  
 ذرا خود متقیوں کی تعریف کر کے بتاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے کون ہیں کہ  
 وَكَفَى الْيَوْمَ بِالْمُؤْمِنِينَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالْيَتِيمِينَ وَالْمَالَ  
 عَلَى حُبِّهِ خَشْيَ الْعَرَبِيِّ وَالْيَتِيمَ وَالْمُسْلِمِينَ قَانُونَ السَّبِيلِ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ  
 وَالْمُسْلِمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ  
 وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ وَالْيَتِيمِينَ

مگر افسوس!

وہ لوگ مروجہ محل مناسب نہ دیکھیں آگے کر پیچھے سے ربط نہ دیں۔ ایسے ناپاک باطن  
 والے باہر کو حق مٹا رہے ہیں۔ (عید کا سفر ۵۵)

۱۵۵) سچا انسان یہ اللہ کی مدد میں ہے اور جو کوئی کہا مانے اللہ اور رسول اُکے کا  
 داخل کر لیا اس کو بدستور میں پھنسی ہے نیچے اُن کے سے ہیر میں ہمیشہ خود والی چم اُن کے  
 اور یہ ہے عروا یا تاڑا اور جو کوئی تا فرما کر کے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور گزر  
 جانے صدوں اس کی سے داخل کر لیا اس کو آگ میں ہمیشہ رہنے والی چم اس کے اور  
 واسطے اس کے مذا ہے ذیل کر لیا (آیت ۱۵۵)

محقق

خدا نے خود ہی ہم صائب کو اپنا شریک بنالیا ہے اور خود قرآن ہی میں  
 یہ بات لکھی ہے اور دیکھو خدا پیغمبر کے ساتھ کیسا چہنسا ہے کہ جسے ہشت  
 میں رسول کی شراکت کر لی ہے کسی ایک بات میں بھی مسلمانوں کا خدا خود مختار نہیں لاشریک

لے خدا سے ڈرنے والے وہ لوگ ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن کی زندگی پر اور خستہ ہوا  
 کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان لائیں اور اللہ کی نسبت میں غریب قرابت والوں کیوں کہیں  
 سادوں اور اٹھنے والوں کو دیں اور غلام آزاد کو ان میں خیم کر دیں مائٹھ ہی اور کوفہ میں  
 وندہ کر کے چاکریں اور غلاموں سے ہوں اور کھانے پر غصہ ہوں یہی لوگ ہیں



کتاب کوئی ہے ایسی باتیں نہ کی جتنی کہ کتاب میں نہیں ہو سکتیں +  
**مذکورہ** (کیسا پانی اور عقل کا دشمن ہے وہ نفس جو حکم کے خلاف متعارف کام کے  
 اسے تیار کرے اور باجہ تیار تھیں کاش + یہ باتیں میں تو تیار ہو کر سوای بی کے  
 پیمان پر عمل کریں

بہت ہی بڑی ہے ایسی انسانی سے پرچھنے والہ کوئی جو فریب سے پرہیز کرے اور اس کو جواب نہ  
 دیو۔ ان کے رہنے بھلے آدمی ہے جس نے کی طرح ناراض رہے اور تیار ہو کر کاش +  
 مگر فرمان خداوندی ذکر کرنا، ان تبسلی نفس پاک سبب کے لئے سے ناظرین  
 کو فریب سے کی طرح توجہ دلاتے ہیں +

۱۲۱ اور ایک ذمہ کے برابر بھی اللہ تعالیٰ نہیں کرتا اور اگر ہر ذمہ کی دگن کر لیا اسکو آئینہ میں  
**محقق** اگر ایک ذمہ ہر خدا ہے انسانی نہیں کرتا تو شکی کا ثواب دینا انہوں و تیار  
 اور سمانوں کی طرف داری کیوں کرتا ہے + واقعی اعمال کا رنگ یا پیرا اثر  
 نہ دینے سے خدا غیر منصف نہیں تیار ہے +

سوای جی آپ نے بڑی غلطی کھائی کہ یہ ان مناظرہ کو سراج سمجھ گئے کہ جس  
**مذکورہ** (طرح ان اپ شتاپ سماج میں کہہ دینے پر کوئی پوچھ نہیں اسی طرح میدان جنگ  
 میں بھی نہ ہوگی۔ مگر یہ کسی نہ سنا تھا کہ

سنبھل کر پاؤں رکھنا سیکھیں سرتی سے + یہاں پر تو اویسی ہی اسو سنا تھا کہ  
 کسی نیک دل مزدور کے اخلاص کے لحاظ سے مقررہ اجرت سے زیادہ دینا کس انسان  
 کے خلاف ہے + مقتول جواب فقرہ نمبر ۱ میں نام لے کر

ہم کے سمانوں کی کوئی عزت نہیں بلکہ ہم نے عزت کے لئے

لیکن یہ سمجھنا کہ کون سا اہل الہام کے لئے عزت ہے

۱۲۲ سمجھنا کہ کون سا اہل الہام کے لئے عزت ہے + یہ سنا ہی مکتبہ سے  
 تیار ہو کر کاش + یہ سنا ہی مکتبہ سے تیار ہو کر کاش +  
 کام کرنا سنا پادریگا



اِسْمُہِ اِنَّ اِلٰہَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اِلٰہٌ اَحَدٌ

(۵۷) جب تیرے پاس سے باہر نکلتے ہیں مصلحت کرتے ہیں سو اس چیز کو کہتا ہے تو اور اللہ کہتا ہے جو مصلحت کہتے ہیں اور اللہ نے اُن کا کیا اس کو بہ سبب اُس چیز کے کہ کیا انہوں نے کیا ادا کرنا میں تم پر کہ راہ پر لاؤ جبکہ گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ میں پر گمراہ کیا تو واسطے اُن کے راہ (آیت ۷۹-۸۰)

مفسرین { اگر خدا ایسی باتوں کو دینا چاہتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں ہے اگر دینا چاہتا ہے تو رکھنے کا کیا کام ہے اور کمان کہتے ہیں شیطان ہی سب کو ہلکانے کی وجہ سے لعن ہوا تو یہ ساری انسانوں کو گمراہ کرتا ہے تو پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق رہا، ان کا تفریق کہہ سکتے ہیں کہ خدا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان کیونکہ مسلمانوں کا قول ہے کہ جو کلمہ ہے وہی شیطان ہے تو اس آیت سے خدا کو ہی شیطان بنایا۔

مفسرین { اس لفظ پر سوائی جی کو شبہ ہے نہ ہفتا ہے۔  
وَاللّٰہُ یَنْکُتُ مَا یَشَآءُ لَیْسَ لَہٗ شَیْءٌ یُّدْرِیْہِ

جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے جو پنڈت ہی نے نقل کیا ہے مگر ہم کسی جگہ بتلا آئے ہیں اور پنڈت ہی کے دستخط بھی کرا آئے ہیں کہ۔

جہاں سنی میں غلام کا لیا جاتا ہے وہاں ہندو دیوتا کو تاج پہنا دیتا ہے

پس خدا کا لکھنا کیا معنی؟ یعنی وہ ان کو بدلتا دیتا۔ باقی شیطانی باتوں کا جواب فقہاء نے دیا ہے وہ دیا جاتا ہے۔

(۵۸) اور یہ سید کریں اقصیٰ اپنے کو پس پڑو ان کو نہ مارو انہیں پاؤ اور مسلمان کا مسلمان کہنا واجب نہیں مگر بھانے جو کوئی مارو اُسے مسلمان کو پس آزاد کرنا ہے ایک گروہ مسلمان کا اور غلوں پہا سنی ہوئی طرف لوگوں اسکے کئے مگر یہ کھیرات کر دیویں پس اگر وہ اُس قوم سے کہ نہیں ہیں واسطے تم سے اور جو کوئی مسلمان کو جان کر

لو تو میں سے دباؤں سے نہ دیر نہ دیر نہ دیر



آرہ آئے ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور عفتہ اللہ کا اور اس کے اور نعمت ہے  
 (آیت ۸۹-۹۰-۹۱)

**محقق** اب دیکھئے پورے درجہ کی تعصب کی بات کہ جو مسلمان نہ ہو انکو جہان باغ و  
 نار ناروا اور مسلمانوں کو نہ مارو۔ قبول سے بھی مسلمانوں کے بار میں دوزخ اور  
 خیریاں کے مارنے سے بہت ملے گا۔ ایسی تعلیم کنوئیں میں لینی چاہیے۔ ایسی کتاب  
 ایسے پیرو اور ایسے مذہب سے جو نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں ان کا نہ ہونا  
 اچھا ہے ایسے جہاں مذہبیوں سے نقلتوں کو علیحدہ رکھ کر وید وکتا احکام  
 کو تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ ان میں جھوٹ ذرہ بھی نہیں ہے تم کہتے ہو کہ جو مسلمان کو  
 مارے اہل کفر و دوزخ ملے گا اور دوسرے مذہب والے کہتے ہیں کہ جو مسلمان کو مارے  
 انکو بہشت ملے گا۔ اب تبارک و تعالیٰ ان دونوں مذہبوں میں سے کس کو قبول اور کس کو  
 ترک کریں۔ ایسے جانوروں کے سن گھڑت مذہبوں کو چھوڑ کر وید وکتا مت ہی  
 سب انسانوں کے قبول کرنے کے لائق ہے جس میں آریہ مارگ یعنی نیک آدمیوں کی راہ  
 پر چلنا اور بدوں کی راہ سے باز رہنے کی تعلیم دی گئی ہے اور وہی سب سے افضل ہے۔  
 اس فقرہ میں تو پندت ہی بڑے گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

**محقق** اماراج! کھیرا خیرا تو ہے۔ ایسے کٹوں گھبرائے مفصل جواب نہیں دے گا  
 موقعوں پر ہم لکھ آئے ہیں یہاں صرف سوای جی کے اس فقرہ کی تصدیق کرتے ہیں  
 کہ ایسی ہی ہے۔ ایسے خدا اور ایسے مذہب سے جو نقصان کے فائدہ کچھ بھی  
 نہیں سنئے! قرآن ہی آپ کی تصدیق کرتا ہے۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ نَافِثَةً وَنُفِثَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يُؤْتِيكَ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا  
 سما چھو! آدم تمہیں سوای کی بے بھی یاد رکھو! تبارک و تعالیٰ۔ قرآن مجید کے ترجمہ  
 میں وہ لفظ کچھ جیسے تھے خطا ویدیا اور اپنی سوای کے اعتراض میں بھی زیر خط لفظ کو دیکھئے  
 نہ دیکھتے ہو یا نہ سمجھتے ہو تو قرآن مجید میں مذکور زبان کرنا مارے اور سوای جی کہتے  
 کہ ہمارا اذان کو لوگوں کا سناؤں کرتے ہیں اور ہمنوں کیلئے رست کو نکالوں تو نقصان کچھ بھی نصیب نہیں



اب سہل کر بھی اندر تو دن سے کیا اب بھی اس میں کوئی شک ہے کہ  
نہی اور متعجب ہو نقل کرنا یہ جیسے ہیں شہم کے غلات مٹا کر کلام سے کیا کرتے

یہ اور پھر سہا پکا ش

اور جو کوئی کرے غلات سول کے پیچھے اسکے کہ ظاہر ہو سزا دے اس کے  
برائت اس پر وی کرے سوائے راہ سلمانوں کے ضرر ہم اس کر دن میں داخل  
کر گئے (امت ۱۱۲)

اب دیکھو خدا اور سول کی تعجب کی باتیں۔ محمد مصاحب غیر مجتہد تھے  
کہ اگر ہم خدا کے نام سے ایسی باتیں نہ لکھیں گے۔ تو اپنا مذہب ترقی نہ پا رہا  
اور مال نہ بیگا ہمیشہ عشرت نصیب نہ ہوگی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ  
اپنی طلب بزاری اور دوسروں کے کام بگاڑنے میں اہل اُستاد تھے۔ اس وجہ سے کہا  
جاسکتا ہے کہ وہ جھوٹ کے ماننے اور جھوٹ پر پلڑے ہو گئے۔ انکو عالم ان کی باتوں  
کو مستند نہیں مان سکتے۔

محقق { جو کوئی دوسرے مذہب کرے کہ وہ اسی ملتے ہوئے جھوٹ ہے اس  
سے بڑا جھوٹا کون ہے } (ستیا رتھ پکا ش صفحہ ۶۴)

پندت جی!

نہیسی پکش پاتروا (متقیوں کی سی بات ہے کہ جو دیکھ کو نہ مانے) ذاتک دوم ہے  
جے (ستیا رتھ پکا ش صفحہ ۲۲)

اور کیے!

جو کوئی چھ کر تارا اعتماد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اعتقاد دیر ہے  
استیا رتھ پکا ش صفحہ ۲۰

مفصل جواب پہلے نمبروں میں کئی جگہ آچکا ہے +

۱۱۰ جہ اللہ کے رشتوں کتابوں رسول اور قیامت کے اللہ کو کر کے تحقیق وہ مگر ہے  
تقیوں جو لوگ یہ مان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے



کفر میں ہرگز اللہ ان کو نہیں بخشے گا اور مذہب و کھوار کیا آیت ۱۳۲-۱۳۵

محقق یہ کہ کیا اب بھی لاشریک رہ سکتا ہے؟ کیا لاشریک کہتے ہیں؟ اور اس کے ساتھ ساتھ  
سبب اشکاب میں داخل ہونا اجتماع متدین نہیں؟ کیا تین بار صحت کرنے کے  
بعد صحت نہیں کرتا؟ اور تین بار کفر کرنے پر صحت و کفو تائید اور چوتھی بار صحت  
آنکے نہیں دے گا اگر تیسرا آدمی چاہے اور بھی تو کفر بہت ہی برا ہے۔

مذہب اس کا کہ جس کے شرک کا معنی ہے باپ بزرگ اور ۵۵ وغیرہ میں لاشرک  
اور ستر تین میں کہا ہے مہذب ۵۶ پر عمل نہیں کیا۔

مہذب کے لئے مرتبہ مل مناسب یا نامناسب کے نیچے ہو کر ان کے لئے صحت کا  
نہیے اس کے لئے کہ تیسرے تین آدمی سے تیسرے آدمی پر کوئی وصیت کیے  
ہوئی ہو تو کسی مسلم کو حق و غیر حق سے روکنا نہ ہو کہ وہ صحت و غیر صحت  
نہیں تین اور چار کی تعداد اور انہیں بلکہ انجام کا محاسبہ کہ مستحق نہ ہوں  
اس کا علاج کیا ہو کہ قبول پشت میں ہمارے ۱۔

۲۔ پاک باطن والے باطنوں کو واقعی مسلم نہیں ہوتا۔ مہذب ۵۶  
۳۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سے منافعوں اور کافروں کو دوزخ میں تحقیق منافق فریب دین  
والے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے ان کو اسے لوگوں کو ایمان لائے جو۔  
مسلمانوں کے سوائے کافروں کو دوست نہ بناؤ آیت ۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰

محقق مسلمانوں کے بہشت میں اور دیگر لوگوں کے دوزخ میں جانے کا کیا ثبوت  
ہے؟ راہ بی راہ اگر خدا مانفقوں کے فریب میں آتا ہے اور دوسروں  
کو فریب دیتا ہے تو ایسا خدا ہم سے دور ہے وہ دھوکے بازوں سے جا کر ملے اور دھوکے  
اسے میں کیونکہ جیسے کو تیا لے تب ہی گزارہ ہوتا ہے جن کا خدا دھوکے باز ہے اس کے  
معتقد دھوکے باز کیوں ہوں؟

۴۔ کیا ہر مسلمانوں سے دوستی اور غیر مذہبی کے چکر لگنے کو دشمنی کہ کسی کو واجب ہے؟  
مذہب مسلمانوں کے دشمنی میں نہ ہوتی ہے جو اپنے اس فقر کا ثبوت ہے کہ۔







اویسک مقام میں اللہ تعالیٰ نے اس فریب کا ذکر کیا ہے تو خاص پیغمبر صاحب کو  
فریب ضرور دے بتلایا ہے **سُنُوا**

رَبِّكَ النَّاسُ يَحْبِبُكَ قَوْلُ فِي الْحِكْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ يُسَبِّحُ اللَّهَ عَلَى مَا فِي قُلُوبِهِ  
وَهُوَ الَّذِي أَنْخَصَّ م

وہی قرآن ہی فریب کا وہ آیت ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس و ہر کا کے متعلق مسلمانوں  
کا ذکر کیا ہے اور رسول کا ذکر نہیں کیا بلکہ بجاؤ رسول کے خود اپنا نام لیا ہے **سُنُوا**  
**يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ** خدا کا اپنی خدا کے رسول کیا اور ایسا خداوں کو دہر کا یہی  
ہیں۔ اس لئے کہ ہر معاملہ سفر سے سن بٹا سفر ہوتا ہے وہ حقیقت میں  
صاحب سفر سے ہوتا ہے۔ کون نہیں بابتا کہ کس سفر سے جو ایک اور ملک سلطنت  
ہے کوئی عہد و بیان یا بغاوت کرے وہ بغیر سلطنت اور والی سلطنت سے ہے گرا اس  
عہد و بنات کی اسے خبر بھی نہ ہو یہی معنی ہیں اس آیت کے جس پر متوجہ ہیں نے  
اپنے تعصب کا ثبوت دیا ہے کہ محمد صاحب کو آخر کار خدا نے با شوق ہر اتنا سزا دہ یہ  
**إِنَّ الَّذِينَ يَبْغُونُ اللَّهَ يَكُ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ يَبْغُونُ**  
خدا کی نسبت فریب کا لفظ بھی سلیط قابل تاویل ہے کیونکہ فریب جو کمزور اور  
سے کرتا ہے اس کا امکان خدا کی نسبت نہیں ہو سکتا ہے خدا خود فرما رہا ہے **وَهُوَ الْقَاهِرُ**  
**فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ** وہ اپنے سب بندوں پر غالب ہے پس معلوم ہوا کہ فریب دینا جو کمزوری سے  
ہوتا ہے خدا کی نسبت صحیح نہیں لہذا اس کے معنی یہی صحیح ہیں کہ خدا ان کو اس کی  
سزا دے گا۔

سوامی جی! بھوکا سفر ۱۰ پر جو عمل کیا تم نے اپنے کہے پر خود ہی عمل نہ کرنا  
**کہو جی! کون دھرم ہے؟**

مکہ ہٹن لوگوں دن لفظوں کی باتیں دیا میں جلی معلوم ہوں اور وہ تیری محبت اور انصاف پر  
مکہ کو گوا کرتے ہیں مالا کہ وہ سخت دشمن ہیں +  
نہ جو کہ انہوں نے رسول بیت کرتے ہیں وہ اللہ سے کرتے ہیں اللہ کا اقدان کے ناموں پر ہے۔



مسلمانوں کی دینی اور غیر دینی دشمنی کا جواب نمبر ۴۴ میں ملاحظہ ہو۔

(۴۴) اے لوگو تحقیق کیا تمہارے پاس بغیر ساقہ حق کے پیدہ دگلا تھا جسے سے پس بیان لاؤ اللہ مسجد و اکیلا ہے (آیت ۱۸۰-۱۸۱)

**محقق** کیا جب پیغمبروں نے ایمان لایا تو ان میں پیغمبر خدا کا شریک بنایا نہیں؟ خدا کا محدود مکان ہے بیٹا میں تب ہی تو اس کے پاس سے پیغمبر آئے جاتے ہیں ایسا تو خدا نہیں بن سکتا کہیں محیط کل سمجھتے ہیں محدود مکان۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ بہت لوگوں نے بنایا ہے۔

**حد قوت** بنایا ہی ہے وہ مشرک و حکم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کسے دیتے ہیں؟

مفصل نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ وغیرہ ملاحظہ ہو۔

(۴۵) سو سو سال تک دست پر حرام کیا اگر امر و نہی ہو سکتا تو گوشت جس پر لٹکے ہوئے کچھ اور پڑھا جاوے کھلا کھونٹے۔ لاشی مارے۔ اوپر سے گر پڑے سنگ مارے اور دھندہ کا کھایا ہوا آتش مل

**محقق** کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان، وحشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کیلئے حلال ہیں یہ تمام باتیں انسان کی گرفت میں نہیں آتی

کی نہیں۔ اسلئے مستندی نہیں۔

**حد قوت** کیا ہی عقل سوال ہے چہذا تب ہی آپ بھی تو بتلائیے کہ سوائے اس گوشت کے اور ایسا توں جیسی لایق غذا کے آریوں پر کچھ اور چیز بھی حرام ہے باقی

نمبر ۲۳ میں ملاحظہ ہو۔

(۴۶) اور قرص دو قم اللہ کو اچھا البتہ میں تمہاری بڑائی دیکر دھکا دیتے ہیں مشنوں میں داخل کر دینا (آیت ۸)

**محقق** کیا وہی وہ مسلمانوں کے لئے کھریا پہنچتی ذات نہیں رہی ہوگی اگر موتی تو قرص کیوں مانگا؟ اور ان کو کیوں پہناتا ہے کہ یہ کہہ کر کہہ کر



برائی دور کر کے ملک و مملکت میں بھجوں گا۔ اس سے ظلم ہوتا ہے کہ خدا کے نام سے جو  
صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے +

**مد قوت** جو لوگ آگے چھے موقع و محل مناسب کو نہ سمجھیں :-  
(ایسے ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا مگر صبر کا صفوہ)  
منقل نمبر ۳۹ میں ملاحظہ ہو +

(۶۵) بخشا ہے حکم چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور دیا ملک و کچھ نہ دیا  
کسی کو (آیت ۱۷۱)۔

**محقق** جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گنہگار بناتا ہے ویسے ہی مسلمانوں کا خدا  
بھی شیطان کا کام کرتا ہے؛ اگر ایسا ہے تو پھر بہشت اور دوزخ میں خلا ہی  
باندھے کیونکہ وہ گناہ ثواب کا کرانیوالا ہے۔ وہ میں محتاج بالغیر میں جس طرح کہ فوج  
اپنے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور اس کے حکم سے کسی کو مارتی ہے۔ تو اس مانتیں  
ننگی و بدی سپہ سالار کو ہلتی ہے فوج کو نہیں +

**مد قوت** مشیت اور رضا کا جواب نمبر ۳۷ میں دے آئے ہیں۔ البتہ اس فقرہ کا  
کہ وہ (خدا) گناہ ثواب کا کرانیوالا ہے؛ جو انحصار عن کرتے ہیں۔ سوائے  
جی سنیے!

پیشو پران دیتا ہے اور اس پران سے پہلے آپ تمہید لکھتے ہیں۔ کہ  
اس ایشور کے ہاتھ کئے جوئے دہرم کو ماننا ہر انسان پر کیاں فرض ہے اور چونکہ  
اس کی مدد کے بغیر بچے دہرم کا گیان (علم) اور انشتھان (لپا بندی) اور پوری  
تخلیل و کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس کو ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہئے +  
(بھوکا صفوہ ۶)

اس سے آگے بھر دیکھا منتر دعائیہ نقل ہے جو نمبر ۲۲ میں نقل کیا ہے۔  
پس بتائیے کہ یہ بات پیشوری پر کار بند ہونا بغیر اس کی مدد کے نہیں ہو سکتا۔  
تو گناہ ثواب کا کرانیوالا کون ہوگا۔ وہی نہ کہار سچ مندر سب کتھان و مدد لا لا اللہ ان لہو



تاجم نہ ہی کہیں گے کہ آپ نے مشیت الہی کے منی جس سے ہاں کا لفظ یشاد دست ان  
 کال (مضامع) نکلا ہے نہیں سمجھنے نبر ۴ پھر غور سے دیکھو +  
 لا ۶۶ اور فرما تہ داری کہ اللہ کی اور کیا مافور صل کا (آیت ۹۰)  
**محقق** کہیں گے یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے پھر خدا کو لا شریک ماننا  
 فصل ۱۰

**مد قوت** فصلوں باتوں کا جواب بار بار نہیں دیا جاتا نمبر ۱۰ و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲  
 غیرہ ملاحظہ ہوں۔

۱۱۱ مساوات میں اللہ نے اُس چیز سے جو کہ گزرا اور جو کچھ پھر کر لیا پس بدل لیا۔  
 اللہ اس سے (آیت ۱۷۳)

**محقق** کہے ہوئے گناہوں کا مساوات کرنا گویا گناہوں کو کرنا حکم دیکر بڑبانا  
 ہے۔ گناہ مساوات کرنے کا ذکر جس کتاب میں ہو وہ نہ تو خدا کا کلام ہے  
 در نہ کسی عالم کی تصنیف بلکہ گناہ بڑانے کا موجب ہے۔ ہاں آئندہ گناہ سے بچنے  
 کے لئے کسی سے دعا اور خود چھوڑنے کے لئے کوشش و توبہ کرنا واجب ہے لیکن اگر  
 صرف توبہ ہی کرتا یا کچھ بڑے نہیں تو بھی کچھ نہیں ہو سکتا +

**مد قوت** سوامی جی کو تو عادت ہے کہ ایک ہی بات کو بے فائدہ تکرار کرتے ہیں۔ توبہ  
 کے متعلق مفصل جواب نمبر ۱۲ میں دیکھو +

۱۲) سورۃ الفہم اور اُس آدمی سے زیادہ گنہگار کون ہے جو اللہ پر ایمان باندھ  
 لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری طرف رحمت کی گئی لیکن وحی اُس کی جانب نہیں کی گئی  
 اور کہتا ہے کہ میں بھی ادنا درون لگا جیسے اللہ ادنا کرتا ہے (آیت ۵)

**محقق** اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جب محمد مصباح کہتے تھے کہ مجھے خدا کی طرف سے  
 وحی اُترتی ہے تو کسی دوسرے نے بھی محمد مصباح کی طرح بیلا رچی ہوگی کہ  
 میری پاس بھی آیتیں اُترتی ہیں۔ مجھے کو بھی پیغمبر مانو۔ اس کو ہٹانے اور اپنی عزت بڑھانے  
 کے لئے محمد مصباح نے یہ تدبیر کی ہوگی +



**مذہب** | مشک سیدہ کذاب نے یامہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور آپ اس وقت ہوتے تو  
 جیسی کچھ آپ کی حق سے عداوت ثابت ہے اغلب کان ہے کہ آپ سید  
 کذاب سے بڑھ کر دعویٰ نبوت ہوتے لیکن ہم آپ کو اس وقت بھی یہی دوستانہ نصیحت  
 کرتے کہ آپ کی کوشش فضول ہے

چراغے را کہ ایزد بر نہ وزو + سر آنکس تفت ز لہر شیش بسوز  
 مگر آنت کا مطلب یہ نہیں بلکہ آپ کے بھائی مذکور عرب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کی تکذیب کرتے تھے مآد کہتے تھے کہ اسکو دعویٰ تہ نبوتی نہیں ہو نہ ہی اپنے  
 پاس سے گھر لیتا ہے۔ اُن کے جواب میں یہ آیت اتری تھی۔ لیکن چونکہ آپ عربی  
 پاٹ شالامیں دو بار تھی مطالبہ مسلم نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو من گھڑت  
 باتیں بنانی آتی ہیں۔ کیوں نہ ہوں۔

تہ پاک باطن والوں کو مسلم کہاں ہے (جہد کا صفحہ ۵۲)

(۶۹) سورہ اعراف۔ تحقیق پیدا کیا ہم نے تمکو پھر سور میں بنائیں ہم نے تہا ہی اور  
 کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے کہ آدم کو سجدہ کرو پس ادھوں نے سجدہ کیا مگر ابیس  
 سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا سکہا جب میں نے تجھے حکم دیا پھر کس نے روکا کہ تو نے  
 سجدہ نہ کیا۔ کہا میں اُس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھ کو آگ سے اور اس کو  
 مٹی سے پیدا کیا۔ کہا پس اتر اُس میں سے پس نہیں لایق واسطے تیرے یہ کہ  
 تکبر کرے تو چچ اُس کے پس بالکل تحقیق تو ذلیلوں سے ہے کہا اذھیل و کجہ  
 کو اُس دن تک کہ قبروں سے اُٹھائے جائیں۔ کہا تو اذھیل نے گنوں سے ہے  
 کہا پس قسم ہے اُسکی کہ گمراہ کیا تو نے بھکوالبتہ بیٹھو نکامیں واسطے اُنکے تیرے سید  
 راہ پر اور اکثر تو اُن کا شکر کر نوالانہ یاد کیا۔ اور کہا اُس سے بڑے عالی درجہ رانہ  
 ہوا البتہ جو کوئی پیروی کریگا تیری اُن میں سے۔ البتہ میں بھر رنگا دوزخ کو تم سے

(آیت ۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵)

**محقق** | غور سے خدا اور شیطان کے جھگڑے سنئے! ایک زشتہ جیسا کہ یہی



ہوتا ہے ہر گاہ بھی خدا سے نہ دبا اور خدا اُس کی روح کو پاک بھی نہ کر سکا۔  
 جیسا کہ جو سب کو گناہگار بنا کر خدا کرنے والا ہے۔ خدا نے چھوڑ دیا۔ خدا کی  
 یہ سخت غلطی ہے کہ شیطان تو سب کو پکارتے والا اور خدا شیطان کو پکارتے والا  
 ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کا شیطان خدا ہے کیونکہ شیطان منہ پر کہتا  
 ہے کہ تم نے مجھ کو گمراہ کیا۔ اس سے خدا میں پاکیزگی بھی نہیں پائی جاتی اور سب  
 پرائیوں کا موجود باعث خدا ہوا۔ ایسا خدا مسلمانوں ہی کا ہو سکتا ہے۔ دوسرے  
 شریعت مالموں کا نہیں اور مسلمانوں کا خلاف رشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے  
 سے محکم حدود العقل بے انصاف ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے عالم لوگ مذہب سلام  
 کو پسند نہیں کرتے۔

**مذہب** اُبڑا پاپی ہے وہ منہ پر کہتا ہے کہ خدا نے کفر (دیر پا چستیا رتھ) کے خلاف  
 اجماع کا حکم کے سامنے عرض عرض کر دیا نام جہاڑا کہتا سوامی جی یا اُنکے  
 چیلے پنڈت یکرام کی سچہ کا نتیجہ ہے۔

سوامی جی! اچھی تو پچھلے بندوں میں آپ تو یہ قبول ہو کر پختہ ناراض ہیں  
 یہاں کہتے ہیں کہ خدا اس کی روح کو پاک نہ کر سکا۔ تو یہ کی قبولیت بغیر پاکی کے  
 کیسی؟ کیا تو یہ قبول ہو کر گناہوں کی معافی کے حامل ہو؟ اگر اسلامی قاعدہ پر سوال  
 ہے تو تو بھی غلط کیونکہ اسلامی قاعدہ کے مطابق پاک ہونے کیلئے توبہ اور زناست  
 شرط ہے جو شیطان نے نہیں کی۔ پس آپ ہی بتلا دیں کہ متکلم کے خلاف متشار  
 ترجمہ کرنا ہر سبوں کا کام ہے یا کسی اور کا؟

باقی شیطانی باتوں کا جواب منبر ۲۳ میں ملاحظہ ہو۔ ہاں یہ خوب کہی کہ مسلمانوں کا  
 خلاف رشتوں سے انسان کی مانند گفتگو کرنے سے محکم حدود العقل بے انصاف  
 ثابت ہوتا ہے۔

سوامی جی! اُس نے ایشور پران دیا ہے۔

اُسے انسان اور شخص ذمہ انسان میں بالآخر جہاڑا رکھتا ہو؟ (انفسہ دی)



اسے ذی علم مدبران سلطنت داخل فرمایا۔ ائمہ (مجسودید)

اور کہئے! ایشور بدانت فرماتا ہے، کہ

”اسے فرماندار الگو کہتا ہے اسلحہ آتشیں اور گولی (مذہب ستیارتھ پرکاش میں)

سوامی جی! یہاں پر پریشور اتنی باتیں بنانے سرکلر جاری کرنے سے بھی خود

العقل اور بے انصاف نہیں ہوا (جیسے)

ناظرین! ہم سفارش کرتے ہیں کہ پنڈت جی کو ایسے معقول سوال کرنے

میں معذور سمجھئے آخر یہ بھی تو سچا ہے

بچوں خدا خواہ کہ پردہ کس درہ + میاش مذہب پاکوں دہ

خدا کی کاموں کی بابت کہ کس طرح ہوتے ہیں منبر ۲۵ میں ہم بیان کر آؤں گے

(۱) تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ چھ

دن میں۔ پھر قرار پکا اُس نے اور پر عرش کے۔ پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے

(آیت ۵۰-۵۱)

**محقق** مہل جھجھ دن میں دنیا کو بنا دے عرش میں تخت پر آرام کرے وہ خدا

کا در سلق اور محیط کل بھی ہو سکتا ہے؛ ان صفات کے ہونے سے

وہ خدا بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیا تمہارا خدا یہ ہے جو پکارنے سے سنتا ہے؛ یہ سب

باتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ اسی سے قرآن خدا کا بنایا ہو نہیں سکتا۔ اگر

چھ دن میں جہان بنایا اور ساتویں دن عرش پر آرام کیا تو تھک بھی گیا ہوگا اور

اب سوتا یا جاگتا ہے؛ اگر جاگتا تو اب کچھ کام کرتا ہے یا نیندا بن کر اُس پر

پاٹا اور عیش کرتا پتہ ہے۔

**مد قوت** سوامی جی! چھ مہینے میں کھیتی لگتی ہے نو مہینے میں بچہ پیٹ میں بنتا

رہتا ہے تو سب کچھ کیتا ہی ہو سکتا ہے؛ کہئے ان صفات کے

نہ ہونے سے وہ پریشور بھی کہلا سکتا ہے؛ ٹھیک اسی طرح خدا کے کام ہیں انوس

کہ آپ اعتراض کر لے ہوئے نظام عالم پر غور نہیں کرتے +



استوی علی العرش کا لفظی ترجمہ بیشک یہی ہے ہر آنے کیا ہے لیکن۔  
معرفت آنت میں کر یا محسن میل سے آنتوں کے معنی بیان کر دینا کافی نہیں ہے۔  
بلکہ ہمیشہ محل وقوع کے مناسب گئے اور چپے کے تعلق کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں  
(دعوت کا صفحہ ۵۰)

اور سُنئے !

جہاں معنی کا امکان نہ ہو وہاں مجازی معنی لئے جائیگے مثلاً (دعوت کا صفحہ ۵۱)  
یہاں اب سُنئے قرآن بتلاتا ہے۔

أَدْلَعِرِدْنَا أَنْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَعَلَّكَ تَنْخَلِقِينَ  
اور سُنئے! فرقان کہتا ہے:

كَيْسٌ بِكَفَالِهِ تَحْيٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

اور سُنئے! کتب اللہ بتلاتی ہے۔

لَا تَأْخُذْهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ وَلَا يَذُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ  
ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے تھکا  
نہیں بلکہ فقرہ (وَلَعَلَّكَ تَنْخَلِقِينَ) سے یہودیوں اور عیسائیوں کے کتابوں کے ایک  
فقرہ کی تصحیح منظر ہے کیونکہ قرآن کی بابت خداوند تعالیٰ نے مہمیت کا وصف بھی  
بتلایا ہے وہ فقرہ خروج ۱۲ باب کی ۱۷ میں مذکور ہے +

وچھ دن میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور  
تازہ دم ہوا۔

یہ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جس خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور ان کو پیدا کرنے سے تھکا بھی  
نہیں وہ مردے زندہ نہیں کر سکتا۔

نہ اُس خدا کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سُکتا اور دیکھتا ہے +

نہ اُس کو اور نگھاتی ہے نہ زندہ وہ آسمان و زمین کی حفاظت سے تھکا نہیں اور وہ بہت بلند مرتبہ  
اور بڑی عظمت والا ہے نہ نگہبان یا محافظ نہ دیکھو نہ بھر +



پس اب آت زیر بحث کا مطلب سنئے! خدا از چھ دنوں میں آسمان و زمین اور جو کچھ  
ان میں ہے پیدا کئے۔ پھر ان پر مناسب نیکوئی کرنی شروع کی یعنی انکی تہذیب  
اور تباہی سے حفاظت کرتا ہے +  
سنو! قرآن بتلاتا ہے :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُخَبِّرُكَ السَّمَوَاتُ وَآكَ الْأَرْضُ إِنَّ نَزْوَا  
إِسْرَافِي عَلَى الْعَرْشِ كَمَا نَفْسِي نَفْسِي لَقَدْ أَحْكَمَهُ عَلَى الْخَلْقِ كَمَا نَفْسِي  
كَمَا كَوْنِي بِأَدْنَى زَمَانٍ سُلْطَانٍ أَتَى أَمْتِيَارِمْ لِيَتَابَعِي - خَوَاهُ تَحْتَ بِرِيْطِيْ يَنْزِيْطِيْ  
تَوْعِيْلِيْ مِيْنِ أَسْ مَوْقِعِيْ بِرِيْ كَمَا كَرْتِيْ هِيْمِيْ سَاسُوِيْ الْمَلِكِ عَلَى الْعَرْشِ دَكِيْمِيْ كِتَابِ الْبَشَرَةِ إِلَى الْإِلَهِ  
فِي بَعْضِ الْأَوَاقِ الْحَبَازِ (صَفْحَةُ ١١) مَطْبُوعَةٌ قَسْطَنْطِيْنِيَّةٌ -

اور اگر آیات قرآنی پر غور کریں تو بھی ایسی واضح طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں جس  
آیت کا ترجمہ مذکور جی نے نقل کیا ہے تمام آیتوں کے +  
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِی سِتَّةٍ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ  
لَیْلَةُ الْبَیِّنَاتِ النَّهَارُ یَطْلُبُهُ حَبِیْبًا وَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْجَوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِ الْاَلَهِّ  
الَّذِیْ خَلَقَ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ

آنت موصوفہ کا اگر ترجمہ ہی بغور دیکھا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ  
اپنی حکومت نامہ کا بیان کرتا ہے۔ چنانچہ آنت کے خاتمہ پر **الْاَلَدُ الْاٰخِلٰقُ وَالْاَمْرُ**  
**سَنَ دَكْهُو اُوسِی کی خلق ہے اور اُوسِی کا حکم ہے** (ابنی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے  
اور ایک موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے استوائی علی العرش کے متصل ایسے لفظ کو رکھا ہے  
کہ خدا آسمان اور زمینوں کو بہ باد ہونے سے بچائے ہوئے کہ نہ مخلوق پر احکام جاری کئے۔  
نہ بادشاہ تخت پر بیٹھا۔

السادس عشر استولى على العرش وهو مجاز بن عيسى بن علي بن ملكه وقد بلغه اياه قال الشاعر  
قد اسقى البشير على العراق من عين سيف ودم مصراق  
وهو جاز الصليل فان يدك يديرون معا فذكر هذا في بعض النسخ على ما تقدم ذكره كتاب الاشارة



حکومت کے معنی میں سچا نچا ارشاد ہے **يَذَرُ الْأُمُورَ السَّالِيَةَ لِكُلِّ إِذَا**  
 اوپر سے نیچے والوں کا انتظام کرتا ہے) پس ان قرآن اور نیز قرآن سابقہ سے یہ صاف  
 سمجھ میں آتا ہے کہ آیت ذریعہ کے معنی جو ہو گئے ہیں یہاں بھی **عَلَى مَقْتَضَى الزَّمَانِ**  
**فَهُوَ أَعْلَمُ بِأَنَّهُ وَصْفَاتُهُ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُهُ الظَّالِمُونَ** علواً کبیراً۔ اس اگر شیعہ  
 ہرگز زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے سے پہلے خدا کی حکومت نہ تھی تو فقرہ **نَبَرُ**  
 ملاحظہ کرو +

خدا پر نہیں بلکہ آپ دیا چہ ستیارتہ پر کاش صفہ پر کار بند ہیں خدا تو صاف فرماتا ہے  
**لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا** اور **يَوْمَ تَكُونُ الْبُحُورُ دُخَانًا** **وَيَكُونُ السَّمَاءُ غُيُومًا** **وَيَكُونُ الْجِبَالُ كَغُلٍّ**  
 حال سینوں کے حیدر کے بھی واقع ہے)

سوامی جی! جو کاش صفہ کا مطلب صحت غیروں کیلئے ہے آپ کیلئے

نہیں؟

خدا کے لکھا ہونے کی بابت ایک تو آیت مندرجہ بالا **يَذَرُ الْأُمُورَ** کافی جواب  
 ہے۔ دوسری کُلِّ **يَذَرُ** کو غور سے پڑھو +  
 (۱) امت فساد کرتے پھر زمین پر آیت (۱)

**محقق** یہ بات تو اچھی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف دوسرے مقاموں پر جہاد کرنا  
 اور کافروں کو قتل کرنا بھی لکھا ہے۔ اب کہو اجتماع صنفین نہیں ہے  
 اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب جو صاحب مغلوب ہوئے ہو گئے تب انہوں نے یہ  
 تدبیر نکالی ہوگی اور جب غائب ہوئے ہو گئے تب جبکہ انسا دبر پاکیا ہوگا اس لئے  
 اجتماع صنفین کی وجہ سے دونوں باتیں درست نہیں ہیں +

**محقق** (۱) دہری آدمی کو کور باطن بنادیتی ہے (دیا چہ ستیارتہ صفہ)  
 (۲) منفصل جواب فقرہ **نَبَرُ** وغیرہ میں دیکھو +

(۱) پس ڈال دیا عصا اپنا نگاہاں اور وہ اذدما تھا ظاہر (آیت ۹)  
 محقق کہ اس کے لکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ایسی جوئی باتوں کو کفر صاحب



بھی باتے تھے اگر ایسا ہے تو یہ دونوں عالم نہیں تھے جیسا کہ آئینہ سے دیکھنا اور ان سے سننے کے عمل کو کوئی غلط نہیں کر سکتا اور ویسے ہی حقیقتاً انہیں ہر سچا اس لئے یہ شعبہ ہاڑوں کی باتیں ہیں +

مذہب (۱) جوہ کے قائل سب دنیا کے لوگ ہیں سوا کسی دوسرے چند آریوں کے جبکہ حسب انگلیوں پر ہو سکتا ہے پس بتلائے :-

نیم کوئی وہ ہے کہ مذہب کو جسے کر دوں آدمی سچا باتے ہوں جھوٹا کہے اور آپ سچا بنے اس سے بڑھ کر جھوٹا کون ہے (ستارہ پیراش ۱۰۹۰)

منسل دیکھو فقرہ نمبر ۱۲۷ و نمبر ۱۲۸ +

(۱۲۷) پس ہم نے اس پر سینہ کا طوفان بھیجا۔ پھر قہمی پھر طے۔ مینہ لگ اور اہو پس ان سے ہم نے بدایا اور اس کو ڈوبو دیا۔ میں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو پار اوتار دیا۔ تحقیق وہ دین جھوٹا ہے کہ جس میں ہیں اور انکا کام بھی جھوٹا ہے۔ (آیت ۱۱۹ - ۱۲۲ - ۱۲۴ - ۱۲۵)

محقق { دیکھئے جیسا کہ کوئی پاکٹڈی کسی کو ڈرائے کہ ہم تجھ پر سانپوں کو مارنے کے واسطے چھوڑینگے ویسی ہی یہ بات ہے۔ بھلا جو ایسا متعب ہے کہ ایک قوم کو غرق کرے اور دوسری کو پار اوتار دے وہ خدا ادھر ہی کیوں نہیں؟

جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کر دوں آدمی مقتد ہوں جھوٹا بتلاؤ اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھ کر جھوٹا مذہب کون ہو سکتا ہے؟ کیونکہ کسی مذہب میں سب آدمی بڑے اور بعلے نہیں ہو سکتے۔ یک طرفہ ڈگری دینا سخت جاہلوں کا ہی مذہب ہے کیا تو ریت زبور کا دین جو کہ ان کا تھا جھوٹا ہو گیا، یا ان کا کوئی اور مذہب کہ جسکو جھوٹا کہا اور اگر مذہب کوئی اور تھا تو کونسا تھا بتلاؤ اگر اس کا نام

قرآن میں موجود ہے +

مذہب (۲) اس فقرہ کا پہلا حصہ پہلے کا کافی جواب ہے۔ تا ظہرین زیر خط عبارت کو غور سے پڑھیں۔ پھر ساجیوں سے ملحوظ حصہ اول فقرہ بڑا کے پڑت جی کے



کے کوئی مناسب بہانہ نہ دیا۔ ہم بھی اسی پر محض کر دیئے۔  
 سماجی اشتباہ و محسوسات کوئی کے جزات کو ماننے والے کے درمیان ہیں یا کم ہیں۔  
 یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان تو خاص ان جزات کے قائل ہیں۔ ہندو بھی اپنے ہندوؤں  
 کے لئے ان چیزوں کو جس سے جزات کی تعلیمیں کیسی طرح گم نہیں۔ کیونکہ سماجی جی  
 نے کسی دلیل پر جا نہیں۔ مگر بلکہ صرف یہ فرمایا ہے کہ میں مذہب کے کرداروں مستند  
 ہوں۔ میں ان میں سے ہوں۔

یہاں یہاں سے لے کر ایک قوم کو فرق کر دے اور دوسری کو لے کر دوسرے سے جدا

دوسری کیوں نہیں؟

پہلے تو یہی چیز کی آگ سے

نئے انسانوں کے لئے آتش کی شکل اور کمان وغیرہ تیار دوسری انسانیت سے

مضبوط اور خیریت ہوں یہ کردار دشمنوں کی شکست اور تباہی کا نتیجہ ہیں

تباہی کا لیکر حکومت و دوزخ زمین پر قائم ہو سادہ تباہی و حریف ناہنجار شکست یا

ہو اور نچا دیکھتے ہیں یہ کارخانوں کو اسیر اور ایک دماغ نہیں دیتا

ارگ ویداشت تک ۱۔ ادھیائے ۲ اور ۱۸ منتر ۱۲

منتر مذکور میں کل انسان تو مراد نہیں ہو سکتے بلکہ خاص آریہ مراد ہیں کیونکہ کل انسان

مراد ہوں تو ان کے دشمن کون ہو گا۔ اس منتر نے کوئی ایک مذہب میں فیصلہ دیا ہے

بڑا مشہور منتر آریہ سماج کا قدامت و پیدہ ہونے سماجی و عہد کرتے ہیں کہ وید ابتداء

دنیا میں الہام نہ تھا۔ اس سے پہلے دنیا میں آبادی نہ تھی بلکہ اس کے ظہور ہی ابتدا

میں پیدا ہوئے تھے اور انہی پر وید الہام ہوئے تھے منتر مذکور بتاتا رہا ہے کہ اس

کے بننے نے بقول آریہ سماج (نازل ہونے کے وقت انسان خالص تمدنی حالت میں

تھے۔ ایسے کہ ایک دوسرے سے عادت صداقت کی بھی نوبت نہ تھی ہوئی تھی۔ اس مسئلہ

پر ہلاک متقلب بالحدوث وید ہے ناظرین اس سے مطلع کریں۔

سوامی جی! کیا اس انسان کے بھی ایسا دوسری نہیں ہوتا۔ تو کس سے ہوگا



آریوں کا دشمن ناہنجل چاہے کچھ بھی ہو تمام اوسکو بہاد کرنے پر ایشور کر رہا ہے۔  
 پھر فرقہ کہہ رہی نہیں سکتا۔ غازی محمود اور محمد محمودی کے ممالک پر سے والے دی  
 اے۔ دی کالج کے طالب علموں کو بتلاؤ ہم سچ کہتے ہیں یا نہیں؟

اصل یہ ہے کہ نہت جی کو قرآن شریف سے نہیں بلکہ حقانی تعلیم سے ایسی  
 کچھ عداوت معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کے مقابل پر ایک ایک جگہ سے جی جرات  
 میں سوئیے نہیں کہ یہ اس مذہبی دشت پالی یا جی (فرعون) کا حال ہے جس نے  
 بندگی سے چھٹکھا اور نہت کا دعویٰ کیا اور جس اللہ کے بندے نے اس کو بندہ کہا  
 اور بندہ کہلانے پر نہ دیا اور اس ظالم نے یہ کلمہ

لَعْنُ اَلْحَدِثِ اَلْهَامِیْرِ لَا جَعَلَ مِنْ اَلْمُسْجِدِیْنَ

دہکایا اسی بات پر کوسراٹنے پر سوامی خدا کو ادب ہی ابے دین ظالم کہہ رہی ہیں کیوں نہ  
 ہو۔ حق سے عداوت کرنے کے یہی معنی ہیں۔

جتنے جہاد ان کا پھر جہاد سے + تو تم ڈالو تاؤ اندر صبر کے

سوامی جی کا انصاف اور ایمان داری ظاہر کرنے کو تم زیر بحث آیت کو تمام نسل  
 کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ اس بندہ خدا کو حق سے کس قدر نفرت تھی  
 وہی بحث پرستی ہے جسکی بیخ بکھاڑنے کو آپ کر رہے ہیں مگر قرآن شریف میں جب  
 اسی بحث پرستی کا رد آتا ہے تو آپ اسکی حمایت پر کھڑی ہو جاتے ہیں تمام آیت یوں

وَجَاوَزْنَا بِبَنی اسرائیلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّکْفُرُوْنَ عَلٰی اَصْنَابِهِمْ  
 لَهْمُ قَالُوا اِنَّا مُوسٰی جَعَلْنَا لَکُمْ اٰیٰتٍ لِّعَلَّکُمْ تَعْلَمُوْنَ قَالِیْ لَکُمْ قَوْمٌ یَّکْفُرُوْنَ  
 وَنَحْنُ اَوْلٰی اَمْرًا مِّنْکُمْ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّکْفُرُوْنَ قَالِیْ لَکُمْ قَوْمٌ یَّکْفُرُوْنَ

اَلِیٰکُمْ رَاٰی کُمْ فَکُلُّوْا عَلٰی اَصْنَابِهِمْ

مور سے حقو اذنا اب ہے ہم نے بنی اسرائیل کو دیا ہے یا ابراہیم اور ایک بت پرستوں  
 کی توہم پر گورے انکو دیکھ کر انہوں نے حضرت موسیٰ سے دشمنی کی کہ جیسے اوس کے

نعلے ہوتی مگر تیرے سوا کسی اور کو خدا بھیگا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔



مہربان ہیں میں ہی ایک عبود بنادو حضرت موسیٰ نے کہا تم بڑے تملان ہو یہ نہیں  
سمجھتے کہ یہ اللہ جو کچھ کر رہے ہیں اس کا منبیا اللہ ہے اور جس دین پر ہیں اس پرستی  
وہ دین عبودا ہے کیا میں اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی اور عبود بتا دوں مالا لکھ اس  
لئے تم کو جہان پر بندگی بھیجے گا

سما جیو ای کہنا اپنے ہفتے اسٹول کو یاد کر کے کہنا کہ اس مذہب میں سوامی جی  
کی ہنگامی بہت پرستی کی حمایت میں ہے یا نہیں۔ کیوں نہ ہو کچھ تو دیکھتے ہیں کہ حمایت  
اور کچھ برادر خاں قادیانی کا طعنا آخرا تاشی نہ کریں تو کیا بالکل ہی چھوڑ دیں (مضمون)  
ہم خاں پس البتہ دیکھ لیں گے تو مجھ کو پس جب تجلی کی پہ در دکا لے اس کی طرف پہاڑ  
کی بار بار رہ رہ رہ اس کو اور گر پڑا مولی پہوٹل آت ۱۷۱)

محقق { جو دیکھنے میں آتا ہے وہ غلط کل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسے معجزے کرنا پڑتا  
تھا تو ذرا اس وقت ایسے معجزے کسی کو کیوں نہیں دکھاتا؟ بالکل  
جھوٹ ہوئے یہ بات قابل تسلیم نہیں۔

سوانحی جی! اگر تجھ میں کوئی بات نہ آوے تو پہلے مجھ سے کہہ کر  
 شان ہے منہ مٹا ایسی کہ جس کے اظہار پر آخر خداست ہو یا وہی  
 بات ہے کہ

نہایت دہریہ مذہب کی تاریکی میں پسکر عقل کو زائل کر بیٹھے ہیں۔ اور یہاں پر سیدنا رشتہ  
 ہم صوالی جی اور سائن کے چیلوں کے لئے نہیں بلکہ عام ناظرین بالانصاف کے  
 لئے آیت زیر بحث کو تمام نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اس آیت سے خدا کا دیکھ  
 ثابت ہوتا ہے یا نہ دیکھ سکتا۔

هَذَا جَاءَ مِنْ بِي بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ لَمْ يَذَرْنِي قَالَ رَبِّ أَلَيْسَ أَنْظُرُ إِلَيْكَ قَالَ لَيْسَ تَرَى  
وَكَيْفَ أَنْظُرُ إِلَيْكَ فَإِنْ اسْتَفَرَّ يَكْفُرْ كَذَلِكَ قَالَ لِي كَلِمَاتٍ خَالٍ زَيْدٌ لِلْجَبَلِ  
جَعَلَهُ كَأَنَّهُ خَرَّمُوهُنَّ صَبِيحًا فَلَمَّا آتَاهُ قَالَ سُبْحَانَكَ نَبِيُّ الْيَقِينِ وَأَنَا  
أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ



یعنی حضرت موسیٰ جب وعدہ الہی پہاڑ پر جب آئے اور خدا نے اُن سے کلام کیا تو  
 وہ ہوں (موسیٰ) نے کہا خداوند مجھے اپنی زیارت کرا کہ میں تجھے دیکھوں خدا کہا تو مجھے  
 ہرگز نہ دیکھ سکیگا اُن پہاڑ پر نظر کر اگر وہ اپنی جگہ بیٹھارا تو تو مجھے دیکھ سکیگا پھر  
 جب خدا نے پہاڑ پر روشنی ڈالی تو پہاڑ پر ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ نے بے ہوش گرے۔  
 جب ہوش میں آئے تو بولے الہی (ایسے سال کرنے سے) میں نے تیرے اور میں  
 سب سے پہلے ماننا ہوا کہ تجھے ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا  
**ماظنین** ابتلاؤ کیت موصوفہ سے کیا سمجھ میں آتا ہے حضرت موسیٰ کی تو بہت  
 توفیق کور ہے۔ تاہم سوامی جی اپنی کہتے چلے جائیں لیکن آخر کیا کریں وہ تو اپنے قول  
 کی تصدیق کرا لے کی کوشش میں ہیں کہ:-

نا پاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (بہرہ ص ۵۶)

مجسزہ کا ذکر پہلے کی دفعہ آچکا ہے۔

(۵۷) اور یاد کر دو پروردگار اپنے کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈر سے اور کم آواز  
 سے صبح اور شام کو (آیت ۱۸۹)

**محقق** کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو  
 اور کہیں لکھا کہ وہی آواز سے خدا کی یاد کرو سب کہئے کہ کوئی بات  
 بھی اور کوئی جھوٹی ہے؛ ایک دوسرے کے تضاد باتیں پاگلوں کی بلواس کی مانند  
 ہوتی ہیں اگر کوئی بات سہرا خلاف عقل جاوے تو چنداں مضائقہ نہیں۔

**مد قوت** سوامی جی! پاگل تو ایک طرح سے معذور بھی ہیں۔ لیکن (بقول آپ) کہ  
 نا پاک باطن والے جاہل جگہ موقع و محل مناسب کی سمجھ نہ ہو اور عقلم کے  
 خلاف منشاء معنی کے تضحیقات کریں پاگلوں سے کہیں بڑھکر پاگل ہوں۔  
**سنو** قرآن بتلاتا ہے:-

وَأَشْرُوا إِلَهُكُمْ وَأَقْبِرُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (ترجمہ شریف میں لکھا)  
 سماجیو! اگر کوئی آیت قرآنی اس معنوں کی بتلاؤ کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار



کہ یہ کار وہ تو تفصیل ذیل ہے انعام لود

اگر تمہارا بیوا اس پارٹی کا ممبر ہو تو وہ اس پارٹی کے ممبر بھی ہیں (یک نمبر) اور اگر گھاس پارٹی کا ممبر ہو تو وہ گھاس پارٹی کے ممبر بھی ہیں (یک نمبر) یہ ایک عام اصول ہے کہ کسی شخص کو کسی پارٹی کے ممبر بنانے کے لیے اس کے لیے سب سے پہلے ہم دیکھیں کہ وہ کسی پارٹی کے ممبر ہیں یا نہیں۔ اگر وہ کسی پارٹی کے ممبر ہیں تو وہ اس پارٹی کے ممبر ہیں۔ ورنہ وہ کسی پارٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ انعام لود کے علاوہ ہے۔

دنیا کیا کہی

ممبر میں سوای ہی کو جس بات سے اپنے کا دیکھا شبہ ہوا اور خدا کو پہرہ بنایا کہ جس نے وہ ہے۔۔۔ اذ غور تفرقا و خفیۃ الہیۃ کے دعا مانگو عاجزی و ادب سے۔۔۔

تلاش فرمائی ہے اس کے پکارتے سے منع کرتی ہے یہ حکم دیتی ہے۔۔۔

اہل میں سوای ہی بھی حذر ہیں اور وہیں لفظی ترجمہ کسی صاحب نے افسر کا چکارا کر دیا تو سوای ہی کی بلا کو فرض تھی کہ خفیۃ کے لفظ کو بھی دیکھتے ہیں دیکھو بالائی کہ خفیۃ کے لفظ کا ترجمہ ہی چھوڑ گئے اور عاجزی سے پر فقرہ ختم کر دیا۔ دیکھو ممبر، حالانکہ اس میں ہم قرآن میں خفیۃ کا ترجمہ چھپا کر کیا ہوا موجود ہے۔۔۔

”مٹ دیری خلاف منشاء تکلم کلام کے معنی کیا کرتے ہیں اور باوجود سب سے اوسکے!

”اگرچہ بچے کی نہ بچنے والے باپوں کو قاضی مسلم نہیں ہوتا۔۔۔ اور باوجود سب سے

(۱۱۵) سورہ انفال۔ سوال کرتے ہیں تجھ کو لوگوں سے کہہ لو میں واسطے اللہ کے اور رسول کے اس دُعا اللہ کے (آیت ۱)

**محقق** (تنبہ ہے کہ جو لوٹ پھریں۔ ڈاکر کے کام کریں کہ اس میں وہ فخر ہے اور

انما ان کہلاویں ساتھ ہی اللہ کا درمیان تے اور ڈاکر مارتے جاتے ہیں۔

پھر کہتے مشتم نہیں آتی کہ ہمارا مذہب اچھا ہے اس سے جو کہہ اور کیا بری بات ہو سکتی ہے کہ کتب کے چھوڑ کر بچے دیکھ کر ہر کوئی مسلمان قبول نہیں کرتا (اس بات پر کہانی ہے)



**مد قوت** اس نمبر کا مفصل جواب تو ہم نمبر ۲ میں دیئے آئے ہیں اور دہرہ بھی کراؤ تھے۔  
 اگر آئندہ کہ اسی نمبر کے حوالہ پر قناعت کرینگے یہاں پر سوامی جی انسان کے  
 چیلوں کی خاطر سوجی کا پرمان ستیارتھ پر کاش سے کئے ہیں دل لگا کر سنو! سوجی پران  
 دیتے ہیں۔

اس آئین کر کہی نہ توڑے کہ رٹائی میں میں ملازم یا انسر نے جو گاڑی گھوڑا  
 آتھی چھتر دہت۔ رتہ گلے وغیرہ جانور نیز عورت میں سوامی جی!  
 یہ کیا ہی اور دیگر ختم کامل و متاع اور گھی و تیل وغیرہ کے کچے خچ کئے ہوں وہی  
 اس کر کے سیکن فون کے آدمی خچ کی ہولی چیزوں میں سے سولھواں حصہ  
 راجا کر دیں (ستیارتھ پر کاش صفحہ ۱۹۶)

سما چو! یہ کہنے کے تمام جاز نہیں کہ سوجی کا کلام ہم نہیں مانتے اس لئے کہ تمہارے  
 سوامی نے جب اس کو معتبر اور مستند سمجھ کر نقل کیا ہے تو تمہارا یہ حق ساقطہ  
 یہی وہ لوٹ ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے نہ یہ کہ جسکو ڈاکا کھا کر تمہیں  
 کیونکہ جس لفظ قرآنی کا یہ ترجمہ ہے۔ وہ انفال ہے اور انفال جمع نفل کی ہے نفل  
 لغت میں مال غنیمت کو جو رٹائی میں غالب کے ہاتھ آتا ہے کہتے ہیں دیکھو صراح وغیرہ +  
 جنگ بدر کی فتح کے بعد جو اسلام میں پہلی فتح تھی غنیمت کے مال کی تقسیم مسلمانوں  
 میں باہمی تکرار ہوئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مال غنیمت تمہاری رائے پر تقسیم نہ ہوگا  
 بلکہ جس طرح اللہ اور اللہ کے رسول کے بتلانے سے اس کا رسول حکم کرے گا اسی طرح کرو اور اس  
 حکم کی مخالفت کر نہیں اللہ سے ڈرتے رہو۔ چنانچہ تھوڑا آگے وہ حکم سنایا جس کو  
 سوامی جی نے نمبر ۲ میں ادھر نقل کیا ہے۔ تمام یوں ہے سنو!  
 وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ  
 وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ

پانچواں حصہ ان لوگوں کو دینا اور باقی چھتہ کی فوج میں تقسیم ہوگا +

نہ جہر رکھو کہ جو کہ تم کو غنیمت ہے اس کا پانچواں حصہ یوں تقسیم کرو کہ پانچواں حصہ اس پانچویں حصہ میں دیکھو



اں سوامی بھی آپ ہی بتلائیے کہ اس کے سوا اُس مل کی آئیم کیسی کی کوئی عمدہ سوت  
 بھی ہے مگر بتلاتے ہوئے منہ ہی کا ذکر وہ بلا پرمان یا مد ہے +  
 ہاں یہ تو ہم مانتے ہیں کہ مسلمان واقعی بڑے پالی میں کہ دیکھ ہم کے قائل  
 نہیں ہوتے تاکہ نیوک و غیرہ میں اُن کو بھی آسانی ہو جائے  
 (۷) اور کاٹے جڑ کافروں کی میں وہ دنگا تم کو ساتھ ہزار فرشتوں کے پیچھے سے  
 آئے۔ البتہ میں کافروں کے دلوں میں یہ عذاب ڈالوں گا پس بار واپر گردنوں کو  
 اور اُن میں سے ہر ایک پوری پر (۶-۹-۱۳)

**محقق** (۱) وہابی و اخلا و غیرہ خوب رحمت ہیں۔ جو لوگ مذہب اسلام میں  
 نہیں اُن کافروں کی جڑ کاٹنے اُن کی گردن مارا اور اُن کے جڑوں  
 کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور اس کام میں ان کا مدد و معاون بننا ہے کیا یہ خدا راہنہ  
 کچھ کہ ہے؟ یہ سب فریٹ قرآن کے مصنف کا ہے خدا کا نہیں اگر خدا کا ہے تو ایسا خدا  
 سے دور ہے اور ہم اُس سے دور ہیں +

**مذہب** (۲) منسلک جہل و غیرہ میں لیگا۔ اُن خدا سے آپ کی دوری کی ہم بلکہ قرآن  
 شریف تصدیق کرتا ہے سنو

کَلَّا اِنَّكُمْ عَنْ رَبِّكُمْ لَكَنَاجِبُونَ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

بقیت اللہ کے رسول کا ایسا امام وقت ہو اور باقی رشتہ داروں اور قریبیوں اور مسکینوں اور غریب  
 حاشیہ (۱) سا فرمایا ہے خدا کا نام بخش تبرک کیلئے اور اس کا کوئی ایک حصہ نہیں دو بھرتا سیرا  
 ملے داتا یو پر مینور کے نام سے کہنا کہ یہ خیریں کلامی ہے جس کی بابت تمہارے سوا ہی اپنی  
 سبزی ستاپ پیش (روح) فرماتا ہے یا اللہ کے دانت و دم کے ہیں؟ منہ



**محقق** کیا اللہ مسلمانوں کا خدا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ادھر ہم کونسا ہے۔ خدا تو  
 ساری مخلوق کا مالک ہے۔ کیا خدا پھر بغیر ہمیں ہی سکا، پھر وہ ہے  
 اس کے ساتھ رسول کو مشہد یک کر ثابت بڑا ہے یا اللہ کا کوئی خزانہ ہے  
 جو چاہا یا ہا سکے۔ کیا رسول کی اور اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت  
 کیا کریں؟ اس قسم کی تعلیم باطل اور ادھر بیوں کی ہو سکتی ہے۔ پہلے خدا اگر کرے اور  
 نکاروں کا ساتھی ہے تو پھر وہ خدا کا رفیق ہی اور ادھر ہی کیوں نہیں؟ اس لئے  
 یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے کسی بکار خیر کی کا بنایا ہوا ہوگا۔ ہمیں تو یہی فضل  
 باقیں کیوں ملے ہو تیں؟ مگر ہمیں کیا ضرورت؟

**مذہب** نمبر ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ وغیرہ میں سب باتوں کا مفصل جواب آچکا  
 ہے۔ سوائی جی کو تو مشہد ساری کا شوق چاہا ہے۔ ان یہ خوب کہی  
 کہ اللہ کا کوئی خزانہ ہے۔ ہم کئی دفعہ عرض کر آئے ہیں کہ سوائی جی اگر کسی مولوی  
 صاحب کے پاس تھوڑی مدت ٹھہر کر قرآن شریف کی کوئی تفسیر پڑھو یا سن لیتے  
 تو ایسے دھکے نہ کھاتے۔ سوائی جی! قرآن اللہ خداوندی کی تفسیر خود کر لے ہے۔  
 اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ  
 يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔  
 احکام خداوندی خدا کی امانت میں۔ پس آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ احکام شریف  
 میں غفلت اور سستی نہ کرو۔ بتلاؤ! یہو کا صفیہ ۲۵ کا مصداق کون ہے؟

ان یہ نئی خطرات ہے کہ اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت کیا کریں؟  
 یہ بالکل اسی قسم کی تقریر ہے جو کسی کجرو طالب علم نے کھڑے پانی میں پاخانہ پھریا  
 دوسرے نے اس کو لو کا اور کہا کہ حدیث میں کھڑے پانی کے اندر بول کرنے سے  
 منع آیا ہے تو نے یہ کیا کیا کجرو بولا۔ بول کر لے سے منع ہے یا کھڑے پانی سے تو منع نہیں۔ دینے

ہم نے اپنے احکام آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر نازل کئے یعنی ان کو مناسب حال کے  
 پھر کیا ان سب تعمیل کی مگر انسان نے امانت میں خیانت کی۔ یہ انسان بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔



لفظ دکھاؤ۔ ایسی بے کجی کی ہم بھی داد دیتے ہیں۔ سوائی جی کو معلوم نہیں کہ  
مسلمانوں کے مذہب میں مسلمانوں کی اس میں کوئی قصور و عیبت ہی نہیں۔  
ہر ایک مذہب بلکہ ہر ایک ملت کو ہی دستور ہے کہ وہ دوسری قوموں کے  
ساتھ اعلیٰ سے معادرتہ ہے۔ اگر وہ صلح سے ہی نہ صلح سے اور  
اگر برسرِ جنگ میں تو جنگ سے۔ عالمین کا حکم شہادت اسلام میں وہی ہے  
جو آپس میں مسلمانوں کے ہے۔ حسدوں و ہنگاموں کا حکم وہی ہے جو سنو جی کا  
پیمان ہے۔

اس آئین سے کہ تو خود میرا چاہتا ہے آج پانی اور پتھر آتے ہیں و غراب  
کر دیوے اور اندر جہت تھی وہاں سے۔

مضمون توصیف ہے کہ اس کا کیا علاج ہو گا۔

یہ پاک باطن والوں کو واقعی مسلم نہیں ہو گا۔ (محبہ ص ۵۰)

۱۵۷) اور لڑو ان سے یہاں تک کہ ذرا ہے فتنہ یعنی فتنہ کفار کا اور ہمد سے دین تمام اس  
اللہ کے اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ لو کسی چیز سے تحقیق واسطے اللہ کے پر پانچواں  
حقیقہ اور واسطے رسول کے (آیت ۶۰-۴۰)

**حقیقہ** ایسی بے انتہائی سے طے لگانے والا مسلمانوں کے خدا کے سوائے  
اسن میں نخل و ہر اکون ہو گا، اب دیکھئے یہ کیسا مذہب ہے؟ کیا اللہ اور  
رسول کے نام پر سب جہان کو لوٹنا لانا غارت گروں کا کام نہیں ہے؟ اور کیا خدا بھی  
لوٹتا ہے کہ لوٹ کا مال کا حقیقہ اور کیا بیلے غارت گروں کے طرہ ذرا بننے سے خدا اپنی  
خدا ان میں بڑھاتا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی کتاب ایسا خدا اور ایسا مذہب  
جہان میں ایسے جگہ و جہل کرانے اور امن عام میں رخصت انداز نکر لوگوں کو تکلیف  
دیو کے لگو کہاں سے آگے؟ اگر ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شاواں  
دریاں ریتی دیر سے عیش و عشرت میں اور شراب کباب اڑنے جی رہے۔

**مذہب** جہاد کے تعلق سے صلح و غیرہ میں موجود ہے۔ عظمت کے تعلق سے نہیں۔



لکھ آئے ہیں۔

اُن نے خوب کہی کہ: ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شاوول و فرماں رہتی! مگر کیا کریں وہ بھگوان نے بھی تو یہی پرمان دیا کہ۔

متم دشمنوں کی فتن کو سب زیت دیکر او نہیں رو گران اور سپا کروستہ ساری فوج قرار کار گزارا و دنا می گرامی ہو تاکہ تہا می عالمگیر حکومت روئے زمین پر عالم ہوا اور تہا را حریف نامہ تہا را ہے ماراج! اتنی کچی اور گھٹہ شکست یاب ہوا ورنچا دیکھے: رنگ و رنگ شکست! ادیالے ۲۰۲۰ رنگ ۱۲۰ ستر ۲۰

سوامی جی! آنت سرمود تو خود امن کا اظہار کر رہی ہے۔ دیکھے کس وضاحت سے کہا ہے کہ آپ نے بھی بڑی جوش و نقل کیا ہے کہ: رو اُن سے یہاں تک کہ نہ سے فتنہ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بغرض قیام امن رو ناما منظور ہے کیئے بغفل بڑی یا بھینس!

سوامی جی! آپ کی طرح بہت سے ریتا مردوں نے یہ تعلیم دی یا اُن کے ذمہ لگائی گئی کہ۔

”جو کوئی تیرے ذہن کا لپٹا پچھو دوسرا گال ہی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجھ پر نالش کر کے تیری قبائے کرتے کو بھی اُسے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگا ر بجا دی اُس کے ساتھ دو کوس پلا جا جو کوئی تجھ سے کچھ ملے اُسے دے اور جو تجھ سے قرین چاہو اُس سے نہ نہ نہ (انجیل متی ۵: ۴۰)“

مگر ان احکام سے بجز زبان کی تری کے اور بھی کچھ حاصل ہے؛ اعتبار نہ ہو تو عیسائی قوموں کا حال دیکھ لو جنہوں نے خود ہی ایسے احکام کو ردی کے صندوق میں ڈال کر ثابت کر دیا کہ۔

تینچیں رفاصل را بائد و مصل این چنچیں

کیوں نہ ہو قانون قدرت کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں دشمنوں کی مدافعت فطرت انسانی جتنی دیکھنا ہو تو مقابلہ ثلاثہ قریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ پڑھو۔ یا



الہامی کتاب سے فقیر دیکھو۔

(۵۰) اور کائنات کے دیکھو تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں یعنی رو میں ان لوگوں کی کہ کافر ہو کر فرشتے بن گئے۔ اُن کے اوپر مٹھیں اونچی اور کھتے ہیں چھوٹے عذاب ملنے کا پس ہلاک کیا ہے اور انکو ساتھ لکھا ہوں اُن کے کے اور دُبا یا ہم از قوم فرعون کو اور تیار ہی کر دے اسلئے اُن کے جو کچھ کر سکو (آیت ۵۸-۵۹)

**محقق** کیوں جی آجکل تو میں نے روم کی اور انگلینڈ نے مصلیٰ کی خوب گت بنائی ہے اب فرشتے کہاں سو گئے؟ پہلے خدا اپنے بندوں کے دشمنوں کو

بڑا ڈروتا تھا۔ اگر یہ سچی بات ہو تو آجکل بھی ایسا کر دے چو نکہ ایسا نہیں کرتا۔ اسلئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں دیکھئے یہ کیسا بڑا حکم ہے کہ جو حتی الوسع غیر مذہب والوں کے لئے تکلیف دہ کام کیا کرو۔ ایسا حکم عالم و دیندار رحم کا نہیں ہو سکتا۔ پھر کہتے ہیں کہ خدا رحم و عادل ہے۔ ایسی باتوں سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے خدا کے انصاف اور رحم و ظہر و نیک اوصاف دُور بھاگتے ہیں۔

**مذہب** اس کا جواب سب سے پہلے در آئے ہیں ہاں یہ کہہ دینا ضرور ہے۔ کہ

یہ کوئی نئی بات نہیں کہ سوامی جی نے اس آیت کو بالکل نہیں سمجھا۔ ایک تو یہ آیت کفار کی موت طبعی کے وقت سے متعلق ہے جس کو سوامی جی نے جہاد کے متعلق بنایا۔ دوم یہ بھی غلطی ہے کہ حتی الوسع غیر مذہب والوں کو تکلیف دہ کام کیا کر دے بلکہ آیت کا مطلب صاف ہے پہلے عربی عبارت سنو!

أَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ أَلِيٍّ

جس کا پورا ترجمہ اور اصل مطلب منجی کے پرمان میں ادا کرتا ہوں سنئے!

سیاست ملکی کو جاننے والا دوائے ملک راجہ ایسی مناسب تجاویز عمل میں لادو

کہ سیرج اس کے مساوی بے تعلق لوگ اور دشمن زیادہ طاقت ور نہ

ہو جائیں۔



یہی مطلب آت موصوفہ کا ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے فوجی قواعد اور گھوڑ  
 و اور وغیرہ لوازمات فوجی میں چپت و چالاک رہو۔

پہنڈت جی نے جس نقلی ترجمہ سے آت کو ترجمہ نقل کیا ہے اس میں بھی یوں  
 لکھا ہوا موجود ہے۔ اور تیاری کرو واسطے ان کے جو کچھ کر سکے تم قوت سے اور  
 باندھنے گھوڑوں سے۔ جبکہ مطلب اردو کے محاورہ میں وہی ہے جو ہم نے بتلایا۔

(۸۱) اے نبی کفایت تجھ کو اللہ اور ان کو جنہوں نے سیرودی کی تیری مسلمانوں میں سے  
 اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو اور لڑائی کے۔ اگر ہر دین تم میں سے میں سب کو بخیرالے  
 غالب آویں دو سو۔ پس کھاؤ اس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ  
 اور روالہ سے تحقیق اللہ بخشے والا اور مہربان ہے لائے ۴۴۲-۴۴۳

**محقق** پہلایہ کون سے انصاف غلیظت اور دہرم کی بات ہے کہ جمہوری پیروی  
 کرے اور خواہ بے انصاف ہی کیوں نہ ہو اسکی طرف اشاری کریں اور  
 فائدہ پہنچا دیں۔ اور جو رعایا کے امن میں ظلم انداز ہو کر جنگ کرے اور کرا دی اور  
 لوٹ کے مال کو حلال بنا دے اُسے بخشندہ اور مہربان ناموں سے موسوم کیا جاوے یہ تسلیم  
 خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی ایسی باتوں سے قرآن خفاکی  
 کلام سب گز نہیں ہو سکتا۔

**مصدق** مفصل جواب پہلے کی دفعہ لکھا جا چکا ہے بالخصوص نمبر ۲ و نمبر ۴، ملاحظہ ہو  
 سو آئی جی یہ بھی قرآن شریف کا اور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ جیسے لائق و دھان (عالم) کو قرآن شریف پر اعتراض  
 کرنے کی سو بھی اعتبار نہ ہو تو قرآن مجید کی آیت کو غور کیجئے  
 كَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوحِیْ اِلَی الْبَعْضِ مِمَّا فِی الْخُبْرِ  
 الْقَوْلِ غَرُورًا

لہ اسی طرح جتنے سر نبی کے لئے عینوں اور انسانوں میں گمراہ لوگوں کو دشمن بتایا ہے جو ایک دوسرے  
 کو دہوکہ اور فریب کی باتیں سناتے رہتے ہیں۔



سماجھو اس آیت کا ترجمہ خوب سمجھ کر ہماری داد دو۔

(۱۶) سورہ توبہ ہمیشہ پہلے بیچ اس کے تحقیق اللہ نزدیک اُن کے ہے ثواب بڑا  
لے لو گراہ ایمان لائے ہمت پکڑو اپوں اپنے کو اور بھائیوں اپنے کو۔ دست اگر  
دست رکھیں کفر کو اور ایمان کے پہاڑ تاسی اللہ نے لشکریں اپنی اور پیغمبروں اپنے کے  
اور اور مسلمانوں کے اور تاسی لشکر نہیں دیکھا تم نے اور خذاب کیا اُن لوگوں کو کہ کافر  
ہوئے اور یہی ہے سزا کافروں کی۔ پھر پھر اللہ پیچھے اُن کے اور پھر اور بڑائی کرو۔  
اُن لوگوں سے کہ ایمان نہیں لاتے (آیت ۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵)

**محقق** کہ پہلا جو بہشت والوں کے نزدیک اللہ رہتا ہے تو عیضاً کل کیونکر ہو سکتا ہے  
اگر عیضاً کل نہیں تو دنیا کا بنانے والا اور عادل نہیں ہو سکتا اور لوگوں  
کو اپنے آں باپ بھائی اور دست سے جدا کرنا صفت بے انصافی کی بات ہے۔  
اُن اگر وہ بُری تعلیم دیں تو نہ ماننی چاہئے لیکن اُن کی خدمت ہمیشہ کرنی چاہئے  
پہلے خدا مسلمانوں پر مہربان تھا امان کی مدد کے لئے لشکر اور تار تار تھا۔ اگر یہ بات  
سچ ہوتی۔ ثواب ایسا کیوں نہیں کرتا اور اگر پہلے کافروں کو سزا دیتا تھا اور پھر اُن  
پر رحمت کرتا تھا تو اب کہاں گیا ہے؟ کیا خدا الٰہائی کے بغیر ایمان قائم نہیں کر سکتا  
ایسے خدا کو ہماری طرف سے ہمیشہ تلا بخالی ہے خدا کیا ہے ایک تماشہ گر ہے؟

**مدقق** سوای جی کا پران بالکل سچ اور سونے سے نکھنے کے قابل ہے کہ آگے  
پہچھے کو نہ دیکھ کر اٹکل پچھن گہر ت کلام کے معنی کو نیولے ناپاک باطن کے  
جہالوں کو واقعی علم نہیں ہوتا اجداد کا نسخہ (۵۲)

سوای جی کو پہلے آیت کا سچ ترجمہ بتلاؤ میں امید ہے کہ سچ ترجمہ سنتے ہی آپ کو  
اپنے سوالوں کی قدر معلوم ہو جائیگی۔ آپ نے شاہ رفیع الدین صاحب کا لفظی ترجمہ مد نظر  
رکھا ہے مگر افسوس کہ اُسے بھی نہیں سمجھا گو وہ ترجمہ بوجہ عربی کے لفظی ترجمہ ہونے اور  
دونوں زبانوں اعرابی اور اردو کے محاوروں کی بغاوت کے مطلب بغیر نہیں  
تاجم چونکہ آپ نے اُسی کو پیش نظر رکھا ہوا ہے اس لئے بہتر ہے کہ اُسی میں



سے نقل کر کے ساجیوں سے آپکی سمجھ اور دیانت داری کی داد دلوایں پس ساجیوں  
سنو! اصل آیت یہ ہے :-

لَقَدْ نَهَا نَبِيَّكُمْ عَنْ اَلَّذِيْنَ فِيْهَا اَبْدَانُ اَللّٰهِ عِنْدَهُ اَكْبَرُ عَظِيْمٌ  
ترجمہ: واسطے اُن کے یق اس کے لغت ہے پادار ہمیشہ کیسے سچ اسکے میں تحقیق  
اللہ نزدیک اُس کے ہے ثواب بڑا +

سوالی جی نے اس میں کیا کمال کیا ہے۔ ایک تو اُس کے "اُس کے" کے لفظ کو اُن کے سے  
بدلا۔ دوم اس سارے کو پہلے کلام سے ملا دیا۔ سوم "ثواب بڑا" کا لفظ بے تعلق  
چھوڑ دیا۔ معلوم نہیں مسئلہ اسے یا خبر چہارم آیت کا شروع ہی مضمون پھر بتایا۔ مطلب  
اکثر نہ بگڑے سچ ہے۔

لفظ پر لفظ دلائل میں بری بار کیا + ملاحظہ کیجئے کہ کتنا ہے ہونے سے ہمار  
آیت کا با محاورہ ترجمہ یہ ہے :- اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے :- (دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر  
صاحب)

ساجیو! قرآن تم کو دیکھو اور سوامی کی محنت اور دیانت کی داد دو۔  
ماں باپ کو چھوڑنے کے وہی معنی ہیں جن پر آپ نے بھی دستخط کئے ہیں۔  
یعنی اور کئی بُری تعلیم کو نہ ماننا اور باقی امور میں ان سے سلوک کرنا واجب ہو سنو!  
قرآن شریف بتلا ہے :-

وَ اِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا  
وَ صَاحِبَاهُمَا يٰۤاٰدَمُ اَنْزِلْ اِلٰى هٰذَا مَدِيْنًا مَّكْرُوْمًا

سوالی جی! بتلا مجھے جو مکالمہ (۵۶) اتنی رات میں یا کچھ اور

کافروں کی باتوں کا جواب نمبر ۵۶ وغیرہ میں ملاحظہ ہو +  
(۵۶) اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پانچاڑے تم کو اللہ عزاب اپنے پاس سے  
یا ہمارے اٹھوں سے (آیت ۵۶)

لہٰذا ان پانچوں مجھ سے (یعنی خدا ہی) شرک کرنا کہیں تو ان کی زبان اور دنیاوی باتوں میں ان سے سلوک کو



**محقق** کیا مسلمان ہی خدا کی پولیس بن گئے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے یا مسلمانوں کی ہاتھ سے غیر مذہب والوں کو گرفتار کرتا ہے، کیا دوسرے کو روک دیتی ہے کہ وہ اپنے میں، اور مسلمانوں کے گناہ کا بھی پتہ نہیں، اگر ایسا حال ہے۔ تو انہیں گریو پٹ راجا کی مثال صادق آئیگی تو ہے کہ قلعہ مسلمان ہی اس کے بنیاد اور نامعلوم مذہب کے قائل ہیں +

**محقق** منتقل جواب نمبر ۲۰ وغیرہ میں آچکا ہے سو امی جی! ایک بات کو بڑا مطلب بار بار کہتے جانا باقی بڑا نامہ جوتا ہے تعجب ہے عقل مند یہ ایسے بے بنیاد اور معقول اعتراضات کو سن کر بھی سو امی جی کو لیٹے راتے ہیں اور فوگ بھی غلط اور ناجائز تعلیم کو سن کر بھی وید ویکھے جاتے ہیں اور شتر تاتے نہیں۔ افسوس! افسوس!

(۸۴) وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتیں عطا ہیں نیچے اُن کے سے نہیں دیشے رہنے والے بیچ اُس کے اور گھر پاکیزہ بیچ بہشتی لکے اور رہنا منہ ہی طرف اللہ کی سے بہت بڑی ہے یہ وہ ہے مراد پاتا نہیں ٹھٹھا کرتے ہیں ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اللہ ان سے (آیت ۶۹-۷۰)

**محقق** یہ خدا کے نام سے مرد و زن کو اپنے مطلب کے لئے لالچ دینا ہے کیونکہ اگر ایسا لالچ نہ دیتے تو کوئی عرصہ صاحب کے دام میں نہ پھنستا ایسا ہی اور مذہب واسے بھی کیا کرتے ہیں۔ آدمی تو باہم ٹھٹھا ہی کیا کرتے ہیں۔ لیکن خدا کو کسی سے ٹھٹھا کرنا واجب نہیں ہے یہ قرآن کیا ہے بڑی کھیل ہے +

**محقق** نمبر ۲۱ میں کہی ایک جگہ اس کا جواب مل سیکے گا۔ سو امی جی ہمیشہ جو مسکا صفر اگر قبول جاتے ہیں۔

جہاں جی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے + پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خدا ان کو ٹھٹھے کی سزا دیکھا یا ذلیل کر گیا کیونکہ جس لفظ کا یہ لکھا ہے وہ اس سے کہتا ہے جس کے معنی لغت میں حقارت کے بھی ہیں



اور ٹھٹھے میں ایک قسم کی حقارت ہوتی ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ اللہ انکو ذلیل کر دے۔ متفصل نمبر ۶۱ میں ملاحظہ ہو۔

(۸۵) لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اُسکے جاؤ کیا اونہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنے کے اور یہ لوگ واسطے اونہیں کے ہیں بھلائیوں اور مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے کے پس دے نہیں جانتے (آیت ۸۴-۸۵) **محقق** اب دیکھئے خود غرضی کی بات کہ وہی اچھے ہیں کہ جو محمد صاحب پر ایمان آئے اور جو نہیں لائے وہ بُرے ہیں۔ کیا یہ بات تعقب اور حیات سے جبری ہوئی نہیں ہے، جب خدا نے مہر ہی لگا دی تو انکا تصور گناہ کرنے میں کوئی بھی نہیں بلکہ خدا ہی کا تصور ہے۔ کیونکہ اُن بیچاروں کو بھلائی کرنے سے لوں پر مہر لگا کر روک دیا یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے۔

**محقق** مسترد نمبر ۶۲ و غیرہ ملاحظہ ہو۔

(۸۶) لے مال اُن کے سے خیرات کہ پاک کرے تو اُن کو یعنی ظاہر اور پاکیزہ کرے تو اُن کو ساتھ اُس کے یعنی باطن میں تحقیق اللہ نے مولیٰ میں مسلمانوں کو جانیں اُنکی اور مال اُن کے بدلے اُس کے کو واسطے اُن کے بہشت ہے اور نیکی چارہ اللہ کے پس مانگے اور مارے جاویں گے (آیت ۹۹-۱۰۰)

**محقق** واہ جی واہ! محمد صاحب آپ نے تو گو کھئے گستاخیوں کی ہمسری کئی۔ کیونکہ من کا مال لینا اونہیں کو پاک کرنا تو گستاخیوں کا کام ہے۔ واللہ میاں آپ نے اچھی سوداگری جاری کی کہ مسلمانوں کی معرفت غریبوں کی جانیں لینا ہی تفعہ سمجھو رکھا ہے اور تمہیوں کو مروانے اور ظالموں کو بہشت دینے سے مسلمانوں کا خدا بے رحم اور غیر منصف ہو کر اپنی خدائی میں بڑا لگا بیٹھا ہے اور عقائد شیرینوں کے نزدیک قابل نفرت ہو گیا ہے۔

**محقق** اوہو! اوہو! اپنی پندت جی! آپ نے بھی تو فریبیوں کی ہمسری کر لی کہ



تعلیم کے خلاف منشاء و حاکم مراد حسی بیکر عقل کے چھپ چھپ کر شہر تے ہو اور باوجود تیار تھو  
 سوامی جی ایہ مال کہاں سے ہو گا۔ جہاں منوجی پرمان (علم) دیکھے مغور  
 کے سحر!

سید ہے جو نے سوار کو وید و قرآن کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت طالب علم  
 اور اطفالان طریقت وید و قرآن اور محتاجوں یتیموں کی پرورش میں  
 صرف کریں ۵۰ ستر ۵۰ منہ جہ تیار تھو سلو ۱۹۰

اگر اعتبار نہ ہو تو قرآن میں دیکھ لو اس مال کا مصرف کیا بتلایا ہے مرقعہ  
 اِنَّمَا الْقِسْمُ قَانَتْ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَالِينَ عِيَالِهِمْ اُولَٰئِكَ هُم  
 فِي الْمَرْقَابِ وَالْغَارِ مِينَ كِي تَسْبِيحُ اللّٰهِ اَبْنِ السَّيْلِ فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ  
 قَالَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ

سماجیو ابتلاؤ منوجی کے پرمان سے یہ مصرف ضروری اور مفصل میں یا نہیں  
 سوامی جی نے خیال کیا ہو گا کہ یہ مال بقیہ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے مصرف میں لائے  
 ہو گئے مگر اور ان کو یہ خبر نہیں کہ اپنی ذات خاص کے علاوہ اپنی کل اولاد و ملک کل کنبہ  
 بلکہ چچوں کی اولاد تک سب اس مال میں سے ایک حصہ تک کالینار و انہیں رکھا۔  
 بلکہ ہمیشہ اپنی لوگوں کو دیتے رہے جس کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے مگر  
 یہ عمل و موقع مناسب نہ دیکھ کر مصرف ستر (آیت) کا ترجمہ عقلی مسئلہ اعتراض  
 کر رہے جاہلوں کو علم کہاں (مہو مکاشفہ)

باقی حصہ کا جواب نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو

(۱۶) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ لڑو لوگوں سے جو پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے  
 اور پابے پاویں سے تمہاری سختی۔ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے

نہ صدقات صرف فقیروں سکینوں اور ان کو جمع کر کے لایا والوں اور اسلام سے محبت رکھنے والوں  
 کیلئے ہیں اور غلام آزاد کرنے کیلئے ہیں درقرض اردوں کیلئے اور فوج کی تیاری کیلئے اور مسافروں  
 کے نوین کا سفر تکمیل ہے (اس کا خلاف ہے) اور خدا سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے۔



میں بیچ رہیں گے ایک بار یا دو بار سچ نہیں تو یہ کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں  
(آیت ۱۱۹-۱۲۲)

**محقق** (دیکھئے عسکری کی تعلیم خدا مسلمانوں کو سکھلائی ہے کہ پرہیزگاری اور  
غلاموں سے لڑائی کرو اور موت پا کر لڑو یا قتل کرو ایسی باتیں مسلمانوں  
سے بہت پھیلی ہیں۔ گویا اسی قرآن کی تحریر سے اب تو مسلمان بھگت کرتے ہیں  
کی ان برائیوں کو چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہے۔

**محقق** (معنی سخن شناس نہ اور اخطا انجام دہ)  
آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر جہاد کی نوبت آوے اور جہاد کا جہاد کی ہیں۔  
جن کا کسی قدر کفر میں چھپا ہے تحقیق ہو جائیں تو نزدیک والے دشمنوں سے  
جو ملک کی حدود سے متصل ہوں پہلے لڑنا چاہئے۔ یہ سنیں کہ ان کو قبل کا سانپ چھو کر  
دور دراز والوں سے لڑنا جہاد و سیاسی کے مطابق منہجی کا پرمان سنو  
جس لڑائی میں وہ کسی طرف فوج کا سامنا کرے۔ لیکن دوسری طرف پختہ نظام  
رکھے ورنہ چھپے یا بغل میں سے دشمنوں کی گھات کا ہونا ممکن ہے۔  
مندرجہ تیار تھ پرکاش صفحہ ۲۱۰

سماجی ایسی فاش نظائیں دیکھ کر سو امی جی کی ستیارتھ پرکاش کو بند کر دو تو  
اچھا ہے ورنہ پتہ آگے مگر کام نہ آئے گا۔

مفسرین تو مانتے ہیں کہ پاک باطن والے جالموں کو واقعی علم کہاں ہو جو کائنات  
اور سورہ یونس اور تحقیق پروردگار تعالیٰ اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور

زمین کو چھ دن کے پھر قرار پڑا اور پر عرش کے تدبیر کرتا ہے کام کی (آیت ۳)  
آسمان یعنی آکاش ایک غیر مرکب انلی شے ہے اس کی پیدائش کہنے سے  
**محقق** تحقیق ہو کہ مصنف قرآن علم طبعیات کو بھی نہیں جانتا تھا۔ ایک خدا کو  
دینا چھ دن تک بنانی پڑتی ہے، قرآن میں جب لکھا ہے کہ جو جا اور اتنا کہنے سے دنیا  
ہو گئی تو پھر چھ دن تک جوڑے ہے اگر وہ محیط گل ہوتا تو آسمان پر کسوں قرار پکڑتا



اور جب کام کی تدبیر کرتا ہے تو گویا تمہارا خدا مخل انسان کے ہے کیونکہ اگر خدا ان  
موت تو بیٹھا بیٹھا کٹوں سوچتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کو نہ بانسنے والے وحشی  
انسان نے یہ کتاب بنائی ہوگی۔

**مدت** کیسا احمق ہے وہ شخص برہمنوں کا گھرنے والا کہ دوسروں پر حق پرستوں  
سماجیوں پر مشور کی آگیا سنا۔

اس پر مشور کے سن یعنی دھاریا نور و فکر کرنے والی قدرت سے چاندیہ اور  
پاکستانی پر نور قدرت سے سورج ظہر ہوا۔ اور شر و ترینے آکاش صورت قدرت  
سے آکاش (آسمان) پیدا ہوا۔ (بحر وید ادہیا ۱۲۱ ۱۲۲)

سواہی جی کا پرمان بھی سنا

پرماتما نے پہلے آکاش (آسمان) کیا اس آکاش سے دایا۔ ایو سے اگنی۔ اگنی  
سے بل۔ بل سے پرستوی۔ پرستوی سے اناج۔ اناج سے ویدج۔ ویدج  
سے انسان پیدا کئے (اپنیل بھجری ۵)

سنو

آکاش اور پرماتما کا ادا دار آدہیہ عیندہ ہے یعنی پریشکر کے سہارے آکاش  
ہے۔ (ایٹھا سٹو ۵۵)

پس ہم سواہی جی کے فقرے دیکھ کر سماجیوں سے پوچھتے ہیں:-

آکاش ایک غیر مرکب ذلی شے ہے اس کی پیدائش کھنے سے تحقیق ہوا کہ کدینک

اور مشور سواہی جی خود بدولت علم طبعیات کو بھی نہیں جانتا تھا (پیرد)

سماجیوں اس کا کچھ جواب دے سکتے ہو؟ (مزید توضیح نمبر ۱۲۹ میں دیکھیں)

چونکہ آپ نے آسمان کے انکار کی کوئی دلیل نہیں بتلائی۔ اس لئے ہماری طرف

سے ہر دست آتا ہی کافی ہے اگر کوئی آپ کا چیلہ دلیل بتلا دے گا تو ہم بڑی خوش

سے سنیں گے اور معقول جواب دیں گے آپ کی طرح صرف اتنے پر قناعت نہیں کریں گے کہ

نہ پتہ نہ ہو کہ جواب تہذیب مہاشہ دہرپال میں دیا گیا ہے۔



جب دیکھتا ہے تو دوست ملک والوں کی من گھڑت باتوں کو عقل و لوگ کبھی نہیں  
مان سکتے (سیارۃ پر کا متن صفحہ ۲۹)

سما جو اذیل بتلاتے مجھے کسی پر فیسر کا قول بلا کو لیل نہ کہہ دینا یاد رہے  
میدان مناظرہ ہے سماج مندر نہیں ہے

سنبھل کر پاؤں رکھنا یکدہ میں سبکی فنا دیاں پکڑی اٹھلتی ہو اسو منانہ کہتے ہیں  
خدا کے کاموں میں آپکو ہمیشہ مشہور ہوتا ہے۔ کیا چھہ ہینوں میں کیت پکڑ  
میں۔ نو ہینوں میں آدمرا اور گھوڑا تاجہ دیتی ہے۔ خدا کو سال بھر تک بچہ بتانا  
پڑتا ہے (توبہ توبہ) سوامی صاحب! قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ جو جانا کہتے  
سے دنیا ہو گئی اگر کوئی آپ کا چیلہ وہ مقام ہیں بتلادے تو مجھے مسلغ یکصد  
چہ دار انعام پاوے۔ وہ یوں ہے کہ جب خدا کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے

تو اسکو مرتب ہوجاتا ہے کہتا ہے تو وہ یوں ہوجاتی ہے۔ اس مقام کو چھ دن والے  
مقام سے کوئی تعارف نہیں۔ دنیا کی مختلف کیفیتیں خدا نے پیدا کی ہیں جب کسی  
کیفیت کو حسب احتضار حکمت پیدا کرنا چاہا ہو جائے کہ وہ کیفیت پیدا ہو گئی۔ آپ نے  
اگر بچہ کی پیدائش پر غور کیا ہوتا۔ تو آپ کو معلوم ہوتا کہ بظاہر تو بچہ کی پیدائش میں نوماہ  
لگ جاتے ہیں مگر حقیقت میں اسکی ان گنت کیفیات ہوتی ہیں کہ ہر آن بدلتی ہیں  
اور ہر آن خدا انکو اپنے قانون قدرت سے ہوجاتا ہے کہتا ہے اور وہ ہوتی جاتی ہیں  
پس دونوں آموں کا مطلب بالکل صفت ہے فرق صرف آپکی سمجھ یا تعصب کا ہے  
سو اسے چھوڑیئے (مزید توضیح کسی اور مقام پر بھی ملے گی)

خدا کے تدبیر کرنے کے معنی حکم دینے کے ہیں۔ وہ تدبیر نہیں جو آئندہ کے نفع  
نقصان سوچنے سے ہوتی ہے اور کبھی غلط بھی ہوجاتی ہے کیونکہ:-

جہاں معنی میں غیر اکلان ہو۔ وہاں بجا ہوتا ہے (جہر مکاشفہ ص ۱)

چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں قرآن عالم الغیب ہونا بھی بتلاتا ہے تو کوئی وجہ  
نہیں کہ تدبیر کے معنی سوچ بچار کے ہوں۔



(۸۹) اور بدانت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے (آیت ۵۵)

**محقق** کیا خدا مسلمانوں کا ہی ہے؟ دوسروں کا نہیں؟ اور کیا وہ طرندار ہے کہ مسلمانوں ہی پر رحم کرتا ہے اور دوسروں پر نہیں؟ اگر مسلمانوں سے مراد ایماندار ہیں تو ان کے لئے بدانت کی ضرورت ہی نہیں اور اگر مسلمانوں کے سوائے دوسروں کو بدانت نہیں کرتا تو خدا کا علم بے فائدہ ہے۔

**مدقّق** مفصل جواب نمبر ۴۴ وغیرہ نبروں میں آچکے ہیں یاں پر صرف اسوامی کے پرمان پر قناعت کی جاتی ہے پس سنو!

ان ہر دو تھلاؤں کو ہر شخص تعجب چھوڑ کر انصاف کی نظر سے دیکھتا اس کے آئینوں میں چھ منوں کی روشنی سے راحت پیدا ہوگی اور جو شخص خدا پر تعجب سے دیکھے یگانہ اس پر اس کتاب کا مطلب ٹیک ٹیک واضح ہونا بہت مشکل

ہے (ستارہ پر کاغذ صفحہ ۲۶۲)

میں تلخ آپ کی کتاب سب لوگ دیکھتے ہیں جتنی کہ میں بھی اس وقت دیکھ رہا ہوں اور واقعی مجھے اس سے بہت کچھ فائدہ بھی ہوا ہے کہ میں قرآن کا سچی آہی کتاب ہونا اس میں بھی گویا لکھا ہوا پاتا ہوں۔ لیکن تاہم مطلب یا پانی میں لوگ مختلف ہیں جس طرح آپ کے حسب مشابہت کم لوگ نصیحت پاتے ہیں جن کا نام آپ نے غیر تعجب رکھا ہے ایسے ہی لوگوں کے لئے قرآن رحمت ہے۔ اور ایسے ہی غیر تعصب و فکر قرآن مجید کے محاورے میں مسلمان کہتے ہیں۔ مفصل نمبر ۴۴ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۰) سس دیوود۔ آزمائی ہو کر کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور اگر کہے تو البتہ اٹھائے بارگے پیچھے مڑنے کے (آیت ۵۵)

**محقق** جب خدا اعمالوں کی آزمائش کرتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں؟ اور اگر وہ موت کے بعد اٹھاتا ہے۔ تو کیا دور و سپرد رکھتا ہے اور خدا کا مردوں کو زندہ کرنا اس کے قاعدہ کے خلاف ہے اپنا قاعدہ بدلنے سے کیا وہ اپنے آپ کو بڑھ لگا سکتا ہے؟



علاقہ قریب اس نمبر میں بھی ذہنی لطیف ہے جو ناظرین میں اسٹاپ چکے ہیں کہ  
 الکف پختہ ہوا ملا میں میری یاد کے بارے میں حاشیہ کر کے لکھتا ہوں ہر سے ہمارے  
 دیکھئے۔ اگر کہے "لکھ کر ادب کی جزا کو منہ کر گئے بلکہ اسکو پہلے سے ملا دیا جوں  
 سے بالکل بے تعلیق ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سوای جی نے قرآن میں  
 کہاں تک فور سے کام لیا ہو گا جسکی بابت جو مسطورہ ۱۰ میں تاکید فرماتے ہیں یہی  
 بنیاد متحرک شاہی سائے اکوچ + اوروں کریں و جاو لہا یہ نمبر پر  
 قیامت کا ذکر نمبر ۵ اور غیرہ میں آچکا ہے۔ خدا کے آد مانے کے معنی یہ ہیں کہ  
 اس امر کو لوگوں پر ظاہر کر دیو کہ جو اگر آد مالیش جو بغیر من تحصیل علم ہوتی ہے خدا کی نسبت  
 ممکن نہیں اس لئے کہ قرآن شریف نے خدا کی نسبت ساف بتلایا ہے۔  
 سَوَاعِدٌ مِّنْ ثَمَرِ الْقَوْلِ وَ مَن جَهِدْ يَدَيْهِ مَن مِّنْ حَتْفٍ بِاللَّيْلِ وَ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ  
 اور یہ تو بدیہی ہے

جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں مجاز ہوتا ہے (جو مسطورہ)  
 پس آپ کا سارا تار پود ٹوٹ گیا ہے  
 تھے دو گھڑی کشی کشی بگاڑتے + وہ ساری انکی کشی تھری دو گھڑی کو  
 یہ آج جسنا کہ مردوں کو زندہ کرنا خدا کے قاعدہ کے خلاف ہے سوای جی سے  
 کوئی دلیل تو کیوں پوچھنے لگا تھا اور وہ بھی کیوں بتانے لگے جبکہ سماج میں چاروں  
 طرف چیلے چاٹوں نے کھیرا ڈالا ہوا پوچھے تو کون پوچھے +  
 شاید نیند جی سمجھتے ہوں کہ آج تک ہم نے تو کبھی دیکھا نہیں کہ مرد و زندہ ہوں  
 تو گذارش ہے مارچ آج تک ہم نے بھی باوجود دو ارب سال گزرنے کے پرچہ لے  
 نہیں دیکھا اور اس کے بعد پر مشورہ گئی۔ دایو وغیرہ کو خلاف قاعدہ جوان جوان پیدا کر کے  
 دنیا کی آبادی چلائیگا۔ اور آئندہ کو پھر شیر خوار پیدا کریگا۔ سوای جی جس طرح  
 پیر لے گا آٹھ کئی ارب سال کے بعد آپ مانتی یا جس طرح کوئی دُندار ستارہ سالکا  
 حضرت کو زندہ کرے برابر کوئی آہستہ بولایا اپنی بکاردی اور کوئی آٹھ چھپ کر چلے یا دن میں ظاہر ہو کر نہ



سال بعد نکلا کرتا ہے۔ اسی طرح مڑوں کے دھڑوہے کا بھی ایک وقت ہو جیکر خلافت  
قاعدہ کہنا آپ جیسے دو والوں (علماء اربوں) سے بعید ہے بلقی نبیرہ ایس لاطف  
ہو +

۱۹۱۱ء کو کہا گیا ہے زمین پر کل پانی پنا اودے آسمان میں کر اور پانی خشک ہو  
گیا۔ اودے قوم یہ ہے اودنی اڈنی واسطے قہار سے نشانی۔ پس چھوڑو اسکو  
کہ کھانی پھر سے زمین کے اللہ کی (آیت ۴۲-۴۳)

**محقق** کیا لغزیت کی بات ہے زمین اور آسمان کبھی بات سن سکتے ہیں؟  
اودنی واہ بلد کی اگر اڈنی ہے تو اڈنی میں ہوگا پھر باقی گھوڑے  
کہ جسے دغیرہ بھی ہو گئے؛ اودغہ اڈنی سے کہیت کھانا کیا اچھی بات ہے  
کیا اڈنی پر چڑھتا بھی ہے؛ اگر ایسی باتیں ہیں تو نوابی کی سی گھسٹ پڑھا کے  
کھر میں بھی ہے +

**محقق** کسی بچے کی باتیں ہیں؛ تو آئنا حقیقت نہ لفظ ایجاست +  
سوامی جی آیت کے سنی یہ ہیں کہ جانے زمین اور آسمان کو حکم دیا  
سایہ کہ کس طرح دیا جس طرح اودا حکام خداوندی ان کے متعلق دیے جاتے  
ہیں۔ اوپر سے پانی برسنا نیچے سے اگور یوں کا پیدا ہونا کیا بلا حکم خداوندی ہوتے  
ہیں۔ ٹھیک سی طرح سمجھو اور اگر اپنے مذاق پر سمجھنا چاہو تو سنو!

پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ اور کئے مطابق سزا یا جزا پنا لا جیو پچھلے جنم کو  
چھوڑ کر تہا پاک۔ نہات دغیرہ اسٹیار میں داخل ہو کر اپنے پاپ اور پُن  
کے مطابق کسی جن میں پڑتا ہے (جہنم کا سطر ۱۴۱)

تیس میں طرح ہوا دغیرہ میں جو گھس جاتا ہے۔ اسی طرح زمین میں گھس جاتا ہوگا  
مگر کسی منق (آدمی) کا جگہ اڈی زمین کا۔

آپ کے قرآن میں پڑھا جبکہ قرآن سب دنیا کی چیزوں کو خدا کی بلک بتلاتا ہے سزا  
کہ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ خَزَائِنُ  
الْغَايِبِ

لے ہر کچھ آسمانوں اور زمینوں اودان دونوں کے درمیان میں اور کچھ نیچی سے نیچی ہے اللہ ہی ہے



تو انہی کو اٹھ کی اونٹنی سونگلا آپ کتوں تعجب کرتے ہیں نیلے ہا میں آپ کو ایک اور تعجب کی بات سناؤں میں یہ تعجب کریں۔ تو واقعی بجا ہوگا کہ آپ بھی اللہ ہی کے ہیں بلکہ آپ کی ہوتی بھی ہوتی۔ تو وہ بھی اللہ کی ہوتی ہیں جس طرح اور چیزیں اللہ کی ہیں۔ کسی طرح وہ اونٹنی بھی اللہ کی تھی۔ اہل یہ امر کہ اس بات کا اظہار کیوں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت صالحؑ کے معجزے سے پیدا ہوئی تھی کس طرح ہوئی؟ اس کا ذکر قرآن میں نہیں مگر میں نے خبر کے معجزے سے پہلی سمجھو یا کسی اور جہ سے (۹۲) اور ہمیشہ رہنے والے ہیں اس کے جہان میں آسمان اور زمین اور جو لوگ کہ نیکیت کے گئے ہیں پس یہ جہان بہشت کریں ہمیشہ رہنے والے ہیں اس کے جہان میں آسمان اور زمین (آیت ۱۰۱-۱۰۲)

**محقق** جب دوزخ اور بہشت میں قیامت کے بعد سب لوگ جائے گئے تو پھر آسمان اور زمین کس لئے قائم رہ گئے؟ اور جب دوزخ اور بہشت کے قیام کی سیوا آسمان اور زمین کے قیام تک ہوتی تو بہشت یا دوزخ میں ہمیشہ تک رہ کر یہ بات بھرنی ہو گئی ساری باتیں تو جالوں کی ہوتی ہیں خدا اور عالموں کی نہیں۔  
**مرد** سو ہی جی! جسے پوچھ لیتے کہ جنت اور دوزخ کہاں ہونگے تو ہم اداں کو

ابتداءً کہ زمین پر سنو! قرآن خود بتلاتا ہے۔  
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اٰمَرْنَا الْاَرْضَ فَاَنْتَبُوْا مِنْ الْجَنَّةِ حِیْثُ نَشَاءُ  
سو ہی جی! یہی زمین ہی آسمان تھوڑی سی تبدیلی سے موجود ہو گئے سنو  
یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبُرُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ  
ہمیشہ تک جب غلط ہو کہ آپ کسی آیت سے آسمان و زمین کا فنا بعد خستہ ہو جائے  
ہونا ثابت کریں۔ ورنہ یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دیں جس طرح جنت میں چڑھ کر  
اسی طرح آسمان و زمین بھی بچے رہ گئے۔

یہ جنت کہیں سب تو نہیں خدایا کہ میں نے کہا اس زمین کا مالک بنایا کہ جنت میں جہاں ہم چاہیں ہیں  
میں دن یعنی بروز قیامت زمین اور آسمان میں تبدیلی کی جائیگی اور سب لوگ خدا کی طاقتور کہ سنو نہ گئے



(۹۳) سورہ یوسف جب يوسف نے اپنے باپ کے کہا کہ اے باپ میرے میں نے  
ایک خواب میں دیکھا (آیت ۵)

محققان اس حدیث میں باپ بچے کے درمیان مکالمہ کی صورت میں قصہ کہانی میں  
آتا ہے اس لئے قرآن خدا کا کلام نہیں ہے کسی شخص نے آدمیوں  
کی تاریخ نکھدی ہے۔

مذکورہ آیت منہا اور سورہ کی والہ ہوش سے آریہ سان کو یہی خیال ہے  
کہ الہامی کتاب میں کسی ایسا معنی کا ذکر نہ ہوا ہے۔ مگر انہوں  
کو اس کتاب میں جس نے کئی ایک مواقع پر دو کے منہوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ  
ہی آدمی کے لئے یا قصہ گوئی کا اشارہ ہیں۔ ہمارا سالہ حدیث دیکھو۔

(۹۴) سورہ اعراف ۱۸ ہے وہ شخص کو جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر  
ستونوں کے دیکھتے ہو تم اسکو پھر قرار پر اور پر عرش کے اور نکل کر آسمانوں اور چاند  
کو اور وہی ہے جس نے پھایا زمین کو۔ اس نے آسمان سے پانی نہیں  
پا ہے اسے ساتھ اتار دے اپنے کے۔ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو واسطے میں کر  
چاہے اور تنگ کرتا (آیت ۱۸-۲۰)۔

محققان مسلمانوں کا خدا علم طبی کچھ ہی نہیں جانتا۔ اگر جاننا ہوتا تو آسمان کو جس  
میں کہ دن نہیں ہے۔ مگر انہوں نے کائنات کو کسی خاص مقام  
پسے عرش پر رکھا ہے۔ تو وہ تو ازل و ابد میں ہو سکتا۔ اور اگر خدا یاد لوں کا  
علم جانتا تو آسمان سے پانی اتار دے اس کے ساتھ یہ کیوں نہ نکلتا کہ زمین سے پانی  
نہیں پڑتا۔ اس سے تحقیق ہوا کہ قرآن کا مصنف بادلوں کے علم کو بھی نہیں جانتا  
خدا اگر نیک و برا اعمال کے بغیر رنج و راحت کو دیتا ہے تو وہ ظن و افسوس منصف  
اور باطن مطلق ہے۔

مذکورہ آیت میں پانی ہے وہ آدمی جو شغل کے غلام مستی کلام کے مرنے کرے۔  
(دریا چ تیار تھپکاش)



قرآن کا ہر باب منسلک مسئلہ میں دیکھا۔ آسمان کے وجود کا جواب نمبر ۱۰۰ دیکھئے۔  
میں درج ہے۔ واللہ آسمان سے بارش اُسر لے گا۔ مستعملوں سے بھی کہہ دینا باقی  
ہے اگر جو کچھ اسطرح پر مل کر تھے تو آج ہمیں یہ وقت (اللہ اُن کو یہ ذلت نہ پہنچے)۔

پس سنو! عربی میں آسمان کے معنی ہندی اور افریقہ چیز کے آتے ہیں اس سے  
کہیں تو یہ نیکلوں سے قطع مراد ہوتی ہے اور کسی بادل یا دھواں کے لیے کہہ کر۔

نہیں بلکہ درج کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق سے دیکھا کہ کچھ سے کہنے

یا نہیں بلکہ جو کچھ اسطرح

قرآن مشہد میں بارش کے نزول کی کیفیت خود بتلاتا ہے سنو!  
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ أَجْرٌ كَبِيرٌ  
يُخْرِجُ مِنْ خِلَالِهِ الْمَاءَ وَالْمَاءَ مِنْ خِلَالِهِ يَخْرُجُ السَّيْلُ  
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْغَيْثِ قُلْ يَعْلَمُ الْغَيْثُ عِنْدَ رَبِّي يَسْفِطُ

ان آیتوں کا مکتبہ ترجمہ سننے ہی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ قرآن نے جو کچھ بیان  
کیا ہے وہ صحیح ہے اور آسمان سے مراد اپنی حیرت انگیز بادل ہیں۔ نہ کہ بادل  
کا جو لب کئی نمبروں میں آچکا ہے۔ جب تک آریہ سماج اور سماج کے باقی قباہت کو ثابت  
ذکر میں اور ہمارے اعتراضات اس پر سے نہ اٹھائیں اس میں مسئلہ کو بنیاد بنانے کے بجائے  
نہیں (دیکھو بحث سماج و مکتبہ خاک و دھواں کی کتاب)

(۹۵) کہ تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو بات سے دور رکھتا ہے طرف اپنی اس  
تخص کو کہہ رہا کرتا ہے (آیت ۲۱)

محفوظ ہے جب خدا گمراہ کرتا ہے تو خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا جبکہ شیطان شرک  
گمراہ کرنے سے بڑا کھلا ہے۔ تو خدا ہی دیکھا ہی کام کرے بڑا شیطان

کیا تو دیکھو اسے نہیں دیکھتا کہ اللہ (اللہ کو ہر بات کو جو اس سے بڑا ہے دیکھتا ہے)۔  
ہے ہر تو بارش کو اس میں سے نکلتی دیکھتا ہے اور اس سے بڑا ہی ہے (اللہ کو اس میں سے  
نکلتا ہے) ہر چیز سے بڑا ہے (اللہ کو اس میں سے بڑا ہے)۔



Figure 1

کیوں نہیں؟ اور ہیکانے کے گناہ کے عوض اس کو دوزخ کیوں نہیں ملتا  
پایہ مکے۔

حدائقِ نبویہ و شہداء میں مفصل جواب آچکا ہے۔

۹۷۰ اسی طرح اُسارا ہے ہم نے اس قرآن کو عربی اور گریسی دونوں کر لکھا تو خواہشوں  
انکی پیچھے اُس مہربان کے کہ آئندہ تیری اس علم سے ایسی سوائے اس کے نہیں کہ  
اور تیرے پیغام پہنچا ہے اور اور پر ملا ہے حساب لینا۔ (آیت ۳۵-۳۶)

محقق قرآن کس طرف سے اتنا لایا گیا تھا اور یہ بتلے، اگر یہ بات راست  
ہے تو وہ محدود امکان پر نہ سے غلامی نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا

محیط کل ہے چنانچہ شیخا نامہ گراہ کا کام ہے اور ہر گراہ کی ضرورت اس کو ہوتی ہے  
جو مثل انسان محدود امکان ہمارے حساب لیتا دیتا بھی انسان کا کام ہے خدا کا نہیں  
کیونکہ وہ جہد ان ہے یہ تحقیق ہوتا ہے کہ قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنایا ہوا ہے  
مذکورہ قرآن اس ملک سے اترے جس طرف سے ویدا اترے +  
اسکا جیوا سنو اسوای می کیا کہے میں ا۔

مذہب قرآن اس ملک سے اترے جس طرف سے وید اترے +  
[سما جیوا سندا سوامی می یا سکے میں]۔

میں طے کہ خدا نے سنکرت میں ویدوں کو نازل کیا ہے ایسے ہی قرآن کو  
نازل کرچ کر منفرد و مستعار ہے پرکاش

خدا کے عجب اکل ہر نیک ذکر منسلک ہے میں آچکا ہے۔ اں یہ خوب کہی کہ

تغییر کا وہ ہے اندر کردہ کی نسبت اسکو پرتی ہے جو محدود المکان ہو

یہ تو یہ ہے کہ پیغمبر کا وہ (حکم رسان) ہوتا ہے جس کو اس کے ہر سب شکستیاں

نزاکارہ جلد شہرہ وحدۃ الشریک کے لیکن دوسرا فقرہ غلط و نہایت سی

غیر و علماں و یہ کی کیا ضرورت و رہ ثابت ہم گا کہ پر مشورہ و امکان ہے ۴

سماجیو احم ہی تبار و عشیک کو؛ حساب اینو سے مراد جو ادسنز اکا و رہا ہے جسکی وجہ سے پر مشور

ت سے رکاوٹوں کو مختلف قسم کی جہازوں میں بچھتا ہے کیونکہ وہ منہ بیا (عبادت) نہیں کرتا

۹) سورج بڑا ہیچ۔ اور کیا سورج اور چاند کو جیٹے پھر خولے تحقیق انسان الہیہ



ظلم کرنے والا ہے اور کھڑ کرنے والا (آیت ۲۶-۲۷)

**محقق** کیا جاننا وہ سورج ہمیشہ گھومتے ہیں اور زمین نہیں گھومتی اگر زمین

کرنے والا ہے۔ تو قرآن کے ذریعہ ہدایت دینا فطرل ہے کیونکہ جن کی فطرت گناہ کرنے کی ہے۔ تو وہ ثواب کرنے کی بھی نہ ہو سکتی بلکہ دنیا میں بیکہ بددو

قسم کے آدمی ہوں۔ اس لئے ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب کی نہیں سکتیں

**ملاحظہ** اللہ کے لئے محسن یہ پڑیا دیاں + بندہ نوازا آپ کسی کے خدا نہیں

ہیں سوائے اس کی جو میں خود ہی سورج کو اپنے گھومنا ہوا مان آئے

علامہ اس کے بلا سے کسی دلیل سے زمین کی حرکت کا ثبوت بھی دیا ہوتا +

سوامی جی! اگر عربی مطلق سے آگاہ ہوتے تو ہیں بڑی آسانی تھی۔ کہ

ہم ان سے اتنا عرض کر دیتے کہ انسان کو جس لفظ میں کافر اور ظالم کہا گیا وہ

ان کا انسان کفار کفار

ایسے فقرہ کہ ان مطلق قضیہ مطلق کہتے ہیں سیکھیں جس کے ارد میں یہی ہے کہ

محل طریق سے بعض افراد انسانی پر حکم ہے کہ وہ اپنی فطرت میں ایسے ہوں جیسے

آپ بھی کہتے ہیں۔

مگر یہی بن پوچھے یا بے انسانی سے پوچھنے والی کو اپنی جبریت پر پھتا ہوا سکھوات دیتا

ان کے سامنے مقلد آدمی جو جس شے کی طرح خاموش رہا البتہ جو ذریعے خالی اور بلا فنی حق

ہوئی کو بن پوچھے بھی اپنا کرے (ستیا تپ پر کاش ۳۵)

پس ایسے لوگوں کے حق میں وہی دن کا الہام ہونا ہی منقول ہے +

سوامی جی! اس طرح قرآن کی آیت کا مطلب ہے کہ بعض لوگ اپنی عقل یا بدھیتی کو

ایسے مندی اور غرور میں مبتلا ہیں کہ وہ قائل و خطب نہیں سمجھتے جا آ فطرت تو سب کی یکساں ہے

لہذا بیشک انسان بڑا ظالم۔ کافر نا فکر ہے +



(۹) سوچیں۔ پس جب درست کردہ میں اسکو اور جوہر کے اس سے اس کے  
روح اپنی سے پس گر پڑا اسلئے اس کے کہہ کر کہتے ہو کہ کہا اس کو جوہر  
اس کے کہہ کر اس کو کہتے ہیں کہ جوہریت دو رنگ میں واسلئے ان کے یہ زمین کے  
اور گراؤ کے رنگ (آیت ۲۰ ص ۴۰)

**محقق** اگر خدا اپنے روح آدم صاحب میں داخل تھی تو وہ بھی خدا تھا اسکو وہ خدا  
نہ تھا۔ تو جوہر کے لئے میں اپنا شریک کیوں کیا؟ بیشیطان کہہ کر کہہ کر وہ خدا ہی  
ہے تو وہ شیطاں کا بھی شیطاں پڑا پہلی دوست و کیوں نہیں دیکھو کہ تم لوگ یہ کہتا ہو اسلئے  
کہ شیطاں مانع ہو۔ تو خدا شیطاں کو بھگا یا اور رہے یہ شیطاں کے کہا کہ میں گمراہ کر دینگا۔  
پھر اسکو سرخادو کر دیا کیوں نہ کیا؟ اور اسکو کیوں نہ ڈالا؟

**مذہب** انہی کے کہہ کر کہتے ہیں کہ نسبت سے سوای ہی! کسی چیز کی دوسری چیز  
کی طرف اصناف کئی قسم پر مبنی ہے۔ کبھی جوہر کی طرف سے میرا منہ  
اور کسی ناک و غیرہ بھی ملک کی ملک کی طرف سے میری چھتری میرا مکان وغیرہ کبھی کس طرح  
کبھی کس طرح یہاں پر کیونکہ آپ نے سمجھ لیا کہ روح کی اصناف اللہ کی طرف جوہر اور  
کی قسم سے ہے لیکن ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ اصناف ہی ملک کی ملک کی طرف ہے  
پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ میں جب آدم میں اپنی مخلوق روح ڈالوں گا ان اسوقت  
میں یہ سوال ہوگا کہ جب ماری روحیں خدا کی مخلوق ہیں۔ تو پھر اس اصناف سے  
کیا فائدہ سو اس اصناف سے فائدہ اس روح کی بزرگی کا بیان کرنا ہے جو باپ اپنی فرشتہ  
لڑکے کو اپنی طرف نسبت کر کے کہا کرتے ہیں میرا بیٹا ہے یہ تقریر خصوصاً اسوقت زیادہ  
و لچپ مانی ہے جب ہم بچہ کا مسطرہ کو ملحوظ رکھیں مگر جہاں سنی میں غیر امکان ہو۔  
وہاں نماز ہوتا ہے وغیرہ امکان ہم تو اصلی معنی کا بشرطیکہ اصناف روح کی اصناف  
الحوادث الی اسلئے کی قسم سے ہم اتر رہے ہیں کہ آدم کو خدا تعالیٰ نے ذرہ سی غلطی پر وہ سزا دی  
شاید وہاں سے کہ ذکر قرآن میں موجود ہے اگر آدم میں اللہ کی روح ہوئی جس سے  
آپکا مطلب یہ ہے کہ آدم خود خدا ہوتا۔ تو سزا خدا کو کون دیتا۔ خدا کی شان تو یہ ہے۔



لَا يُشْرِكُ مَا يَلْعَنُ دَعْمُ لَيْسَ لَكُنْ

ان پر خوب بھی

اگر وہ خدا نہ تھا تو مجھ سے کہنے میں شریک کیوں کیا؟

تو ایسی ہی باتیں بھی بھروسہ صوفیہ و صوفیہ گلوہوں گئے۔ مگر کہ سچ عبادت نہ  
کرایا گیا تھا کیونکہ عبادت سوائے خدا کے کسی کے حق میں جائز نہیں سنو!

إِنَّا لَنُكَلِّمُكَ قَوْمًا لَّا يَتَّقُونَ

مسلمانوں کا کلمہ جو آپ کہہ کر ان سے انجان محمدی کی طرح مسلمانوں کے چہروں  
پر ہلک رہا ہے۔ عبادت غیر کی جڑ کاٹ رہا ہے سنو! اور سمجھو!۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

پس کجہ سے مراد سلام خطاب ہے جو عموماً ماتحت الملوک سے کیا کرتے ہیں یہ کجہ  
بعینہ اونہی معنی کی پوجا ہے جو آپ نے لکھی ہے

تاکہ چچا استاد اور تھی (۵۰ دیش) ان سب کی پوجن کرنے کی ہدایت ہو بطریق

منوی مبارک نے بھی لکھا ہے کہ شری کی پوجا کرنی ہمارے (۱) ایشیائی مفسر (۵۰)

پس جس طرح یہاں پناچے پوجا کرتے مائتہ الفاعل کے لئے ہیں۔ اگر یہی شبہ (الفاظ)

پر مشورہ کی نسبت آئے تو وہاں عبادت کے اکتیو ہیں۔ اسی طرح آیت میں سمجھئے کیونکہ

ہر ایک مقام کا مطلب موقع و محل مناسب دیکھ کر ترجیح کر لیا جائے (عبر ۱۸ ص ۵۰)

باقی شیطانی باتوں کا جواب سنو۔ دوسرے دفعہ میں ملاحظہ ہو۔

(۹۵) سورہ النحل و سورہ البقرہ میں ہے ہم نے بیچ ہر ایک است کے پیغمبر جب

ادہ کرتے ہیں ہم اسکو یہ کہتے ہیں ہم اسکو ہم ہیں (۱۰۰ جاتی ۱۰۰ آیت ۱۰۰ ص ۵۰)

محفوظ اگر سب قومیں کیلئے پیغمبر بھی ہیں تو وہ سب لوگ جو کہ پیغمبر کی راہ پر چلتے ہیں

سے محفوظ ہیں۔ لیکن اگر سب قومیں کیلئے پیغمبر بھی ہیں تو وہ سب لوگ جو کہ پیغمبر کی راہ پر چلتے ہیں

لے خدا سے کوئی سوال نہیں کر سکتا۔ اور سب کو یہ چاہیے۔ لے لے ظاہر شریعی عبادت کر لیں اور

تجربہ سے سہا ہے جس سے ان کے سوا کوئی اور نہیں ان کو لایا ہے۔







ہے جو کچھ کہیا ہے۔ قسم ہے اللہ کی تحقیق جیسے ہم نے پیغمبر (آست ۵۶-۵۷) سے  
**محقق** اللہ بیٹیوں سے کیا کر لیا، بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہئیں۔ بیٹے کیوں  
 انہیں مقرر کئے جاتے؟ اور بیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ اس کا کیا باعث  
 ہے؟ بتلانیو! قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ کیونکہ اکثر دنیا میں ایسا دیکھنے  
 میں آتا ہے کہ جو جھوٹا ہوتا ہے وہی قسم کھاتا ہے۔ راست گو قسم کیوں کھا دیں؟  
**مذکور** فقرہ منبر و فیرو میں کہیں ہم ایک شعر لکھ آئے ہیں۔ اگر ہیں یہ خوف  
 نہ ہوتا کہ سوامی جی کے بار بار ایک ہی قسم کے سوالوں کی طرح ہمارا  
 سونے سے لکھنے کے قابل شعر بھی بد مزہ ہو جائیگا تو ہم یہاں بھی اس شعر کو دہراتے  
 ہذا ہم سابقہ نمبروں کا حوالہ دہری پر قناعت کرتے ہیں۔  
 سوامی جی نے مثل سابق یہاں بھی ترجمہ میں "ایجاد بندہ اگرچہ گندہ"  
 کام لیا ہے۔ اس فقرہ میں کہ "داسٹے اُسکے ہے جو چاہے" یہ جو تصرف کیا ہے۔  
 اصل لفظ آست کے یہ ہیں۔

وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ النَّاسَ

شاہ رفیع الدین صاحب من کو ترجمہ پر بندت جی نے بنیاد قایم کی ہوئی ہر یوں ترجمہ کرتے ہیں۔  
 واسطے اُن کے ہے جو کچھ کہ چاہیں  
 کیونکہ لکھنے میں ضمیر جمع کی ہے جو شریکوں کی طرف پھرتی ہے۔ بے سوامی جی  
 کی لیاقت۔ اور یہ ہے اُنکی دیانت پر ہے۔

بے کیونکہ کہ سب کار اُلٹا ہم اولے بات اُلٹی یا اُلٹ  
 راقۃ اللہ سو اس کا جواب دیکھو جو جی نہیں چاہتا ہے بلکہ ناظرین کی خاطر با محاورہ  
 صرف ترجمہ ہی کر دینا کافی ہے پس سُنو

یہ (کسی معنی کے) مشرک (فرشتوں کو) خدا بیٹیاں ٹھہراتے ہیں۔ سبحان اللہ  
 خدا کے لئے بیٹیاں، وہاں کے لئے من مانے بیٹے۔

پس ناظرین انصاف کریں کہ اس ترجمہ اہل مطلب پر سوامی جی ماراج ہم مسلمانوں



سے کیا سوال کرتے ہیں۔ سوای جی بچے کو کسان خدا کیلئے بیٹیاں جو بیٹے کہتے ہیں  
مگر بغیر نہیں کہ وہ انہی کے بھائی بند شریکین عربیے جگہ اس عقیدے پر بالزام دیا  
کیا ہے گرائسوں سے

پڑیں پھر محبت الہی پہ وہ بچے کو کیا سمجھے

قسم کی بات قرب فلاسفی لکھی کہ جو جہاد ہوتا ہے وہی قسم کھاتا ہے۔ کچھ لوگوں  
میں تو یہ سب گراہم ہے اپنی نسلی کیلئے پہلے قسم دلاتے ہیں اور گراہم کی حسب خطہ ملت  
انسانی پڑتی ہے۔ جس سے عالم کو اس کی گراہی پر اعتبار ہوتا ہے مگر سوای جی کی جی بھی لگ  
ہے ان سے یہ کہ جو بچے بھی قسم کھایا کرتے ہیں مگر یہ نہیں کہ قسم کا کھانا بھوٹ کی علامت یا  
دلیل ہو بلکہ بھوٹ ان کی ثابت ہو گا تو کسی اور دلیل یا قرینہ سے ہو گا۔ فافہم و تدبیر

سماجیہ اگر نہیں عدالت میں شہادت دینے کی ذہن آفر تو جج کے حلف دینے پر  
سات کہہ دینا کہ ہمارے سوای جی کی ہدایت ہے کہ راست گو قسم کیوں کھاویں۔ دھرم دھرم  
کہ ستیا تھ پرکاش کا پتک بھی کئی روز کیلئے تم سے جدا رہتا ہے کہ نہیں

سوای جی! عام محامدات میں قسم دہی منے دیتی ہے جو یہ بالتحقیق ثابت  
ہے۔ جو جو یہ ادبیات ۱۲ متر ۱۲ میں فکر سے جسکے متعلق آئے ہیں بھی یہ سب کا مسئلہ ۱۱  
پر لکھا ہے کہ یہ لفظ بالتحقیق یقین دلانے کیلئے آیا ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ یقین  
دلا، تو جھوٹوں کا کام ہے اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ جب بڑے آدمی یقین دلا یا کرتے ہیں تو  
کہتے آپ کیا جواب دینگے بہت عید جواب حیات ہو کہ ہمارے بھی کام آوے +

۱۱) یہ لوگ دیکھیں کہ ٹھہر کھی اٹھنے اور دلوں اٹھنے کے اور کانوں اٹھنے کے اور آنکھوں  
ان کی کے اور یہ لوگ وہی میں خیر اور پورا دیا جاوے گا ہر روم کو کہ کہ کیا ہے اور  
وہ نہ ظلم کئے جائینگے (آیت ۶۲-۱۰۶)

محفوظ (جب خدا ہی نے سرنگادی۔ تو وہی چارے بلا قصور ہی مارے گئے کیونکہ  
اون کو خدا نے بالآخر گویا یہ کتنا بڑا قصور ہے اور پھر کہتے ہیں کہ جس نے  
جتنا کیا ہے اتنا ہی اور سکودیا جائیگا۔ کم و بیش نہیں جب انہوں نے خود غفاری سے



کہہ دے کہ میں بلکہ خدا کے کرانے سے کہے تو ان کا کیا قصور ہے؟ ان کو مقررہ :  
 ملنا چاہئے اسکا مقررہ تو خدا کو ملنا چاہئے۔ اور اگر مقررہ اعمال پر مادیاجاتا ہے تو بخشش  
 کس بات کی کیجاتی ہے۔ اور اگر بخشش کیجاتی ہے تو انسان کہاں رہ سکتا ہے  
 ایسی اندھا دھند ساری خدا کی کبھی ہو سکتی بڑا البتہ بے عقل چھو کروں کی ہوا کرتی ہو  
**مذہب** نمبر ۷۷ و نمبر ۷۸ میں مفصل جواب ہو چکا ہے۔ علاوہ اس کے یہاں پر

اسی آیت سے پہلے اس کا جواب خود موجود ہے سنو!  
 ذَالِك بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبَبُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
 الْكَافِرِينَ - أُولَئِكَ الَّذِينَ طَمَعَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَهُمْ أَجَلٌ  
 ذُوْا لَيْفٍ لَهُمْ أَجَلٌ

کے سوا ہی جی! مضمون صاف ہے یا نہیں۔ تیار تہ پرکاش صفا انہما دیکھ کر جواب  
 دیں مفصل نمبر ۷ میں ملاحظہ کر کے تصدیق کریں کہ۔

۱۔ پاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (بھوکا صفحہ ۷۷)  
 ۲۔ سورہ نوحی اسر ایل :- اور کیا تمہو دوزخ کو واسطے کافروں کے قید خانہ اللہ ہر آدمی  
 کو بنا دیا ہو اسکو مل نامہ اس کا بیچ گردن اسکی کے۔ اور نکالیں گے ہم واسطے اس کے  
 دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھیں گے اسکو کھلی ہوئی اور بہت ہلاک کہے ہیں پھر قرون  
 سے پہلے نوح کے (آیت ۷۲-۷۴)

**محقق** اگر کافر دہی میں کہ جو قرآن پیغمبر اور قرآن کے کہے ہوئے خدا سے تو اس آیت  
 اور نماز وغیرہ کو نہیں مانتے۔ اور انہیں کیواسطے دوزخ سے توبہ بات بھٹ  
 طر فزاری کی ہے کیا قرآن ہی کے سننے والے سب اچھے اور بانی سب بڑے کبھی ہو سکتے  
 ہیں۔ یہ تو لڑکپن کی بات کہ ہر ایک کی گردن میں عطا رہے۔ ہم تو کسی ایک کی گردن  
 میں نہیں دیکھتے۔ اگر اس سے مراد اعمال کا بدلہ دینا ہے تو پھر ان لوگوں کے دلوں

لحاظ لو کہ انہوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دی ہے اور اس سے کہ خدا کا نردن کو توفیق خیر نہیں دیتا ہی  
 میں ملتا اس اور کافروں اور انکے مقررہ کرنے کی سوتی ہے اور یہی لوگ نوافل میں



آنکھوں وغیرہ پر لگانا اور گناہوں کا صاف کرنا کیا کھیل کی باتیں ہیں اقیامت کی  
 رات کو خدا کتاب نکالے گا۔ تو اب وہ کتاب کہاں ہے؟ کیا وہ گناہوں کے روزنامے  
 کی مانند خدا کے پاس ہے؟ یہاں پر غور کرنا چاہئے کہ اگر پہلا جہنم ہی نہیں ہے  
 تو دوزخ کے اعمال کہاں سے آئے؟ اور اعمال نامہ کہاں سے بن سکیگا؟ اور اگر  
 بغیر اعمال کے کہاں لکھنا تھا؟ ان پر غلم کیا۔ نیک و بد اعمال کے بغیر ان کو رنج و راحت  
 کیوں دیا؟ اگر کوئی کہے کہ خدا کی مرضی تو یہی ہے کہ ان سے ظلم کیا۔ بے انصافی یہی کہتے  
 ہیں کہ بلا لحاظ نیک و بد اعمال کے دیکھ کر کلمہ کام و بیش دینا اور کیا اس وقت خدا ہی  
 کتاب پر لکھنا یا کوئی شیخ یا نبی لکھتا ہے؟ اگر خدا ہی نے موت کی پڑی ہوئی روحوں  
 کو بلا قصور ظالم کر دیا تو وہ ظالم ہو گیا اور ظالم ہے وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔  
**مذہب** کہ اللہ کے لیے شکر ہے جو بے نیازیاں بندہ کو آپ کسی کے خدا نہیں۔  
 کیا کریں ایک جگہ نہیں بیویں جگہ ایک ہی سوال کو پیش کیا جاتا ہے۔  
 :ں سوامی جی مہاراج! وہی کافر ہیں جو قرآن سے منکر ہیں جیسے وہی  
 ناسک (مٹھا) ہیں جو دوسرے منکر ہیں (ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۴۴) یا وہی گمراہ ہیں جو  
 دیکھ کا خلاف کرتے ہیں ایضاً صفحہ ۴۵۔ یہ فصل نمبر ۲ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔  
 عربی کا محاورہ تو بھلا دور کی بات تھی افسوس کہ پندرہویں صدی کے محاورہ کو  
 بھی ناواقف ہیں۔

سماجیوا اگر اردو سے نفرت ہیں تو سنو! تیرے احسان سے سیری گردن دیتی ہو  
 جیسے یہاں گردن سے خود تکلم مراد ہے۔ اس طرح آیت قرآن میں سنو  
 (گردن) سے مراد خود صاحب گردن ہے۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ خدا فرماتا  
 ہے۔ ہم نے ہر ایک جرم کے گناہ امی کی گردن پر لاد دی ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی کسی کا  
 گناہ من یا گناہ ہو سکے جیسا عیسائیوں کا خیال ہے سنو!  
 قرآن امی آپ تفسیر کرتا ہے جس آیت کو سوامی جی نے نقل کیا ہے اس کو  
 حاکم پر لکھی ہے۔



لَمَّا أَهْتَدَىٰ قَائِلًا يَهْدِي لِنَفْسِهِ وَقَدْ صَلَّى لَنَا لَيْسَ عَلَيْنَا  
وَلَا تَزِدْ لَنَا مِرَّةً وَتَرُدْ آخِرِي

کہے سو امی جی! آگے چھپے موقع محل مناسب کیونکر بغیر معنی کرنے کو نہ نکالام  
ہے! بھوکھا سفر ۱۷ دیکھ کر جواب دیں۔

نہیں ختم (تاریخ) کا جواب پہلے کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ انیسویں آیت میں صاف لفظ موجود  
ہے اِنَّا كُنَّا نَبُذُّكَ كَذِبًا يَوْمَ تَرْفَعُ الْكُتُبُ عَلَيْكَ حَسِبْنَاهُ سَوَاءً مِمَّا يَلْفُظُ  
ہیں خدا پر ہیکل یا کوئی سرشت دار نہ دیکھا ہے۔

بہت دہری ہمیشہ تکلم کے غلام مشاوری سے کیا کرتے ہیں (دیباچہ سستیاری صفحہ ۱)  
بلا تفسر گناہ کا کہنا کہ ظلم ہے قرآن کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم خدا کی شان  
نہیں۔ البتہ ویک تعلیم کا مشار ہے کہ ایسا نہ ہو کہ سب بندے نیک چلن ہو جائیں ورنہ  
پر مشورہ کر پھر دقت کا سامنا ہوگا (دیکھو الہامی کتاب صفحہ ۱)

۱۷۳۱ اور دی بھنے شود کو اوٹنی دلیل۔ اور ہیکل جسکو ہیکل کے جس دن بلا دیئے ہم سب  
کو ساتھ پیشواؤں اور نیک کے پس جو کوئی دیکھنا علمنا وہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ پر کر کے  
(آیت ۵۷-۶۲-۶۳)

**حق** (۱) وہ جی وہ! جتنے خیرات انگریز نشان ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیٹی بھی خدا کے  
پیشواؤں میں دلیل کا کام دیتی ہے۔ اگر خدا نے شیطان کو ہیکل کا حکم دیا تو خدا اسی  
شیطان کا سردار۔ اور سب کو گناہ کرانیا لایا۔ ایسے کو خدا کہنا صرف کم سجدہ آدمیوں کی  
باتیں ہیں۔ اور اگر قیامت کے دن انصاف کیلئے پیغمبر اور اس کے معتقدوں کو خدا  
بلا دیگا۔ تو جب تک قیامت نہ ہوگی۔ تب تک کیا دورہ پھر در پیگے تو یہ کہ ان کو دورہ پھر  
کر کے تکلیف نہ پہنچائی جاوے۔ بلکہ فوراً ان کا انصاف کیا جائے اور یہی منصف کا اعلیٰ

نہ جو کوئی ہدایت پر آتا ہے وہ صرف اپنے لئے ہی آتا ہے اور جو گناہ ہوتا ہے وہ اپنا ہی کہہ سکتا ہے  
کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکتا۔

نہ تو اپنی خوش خودی پڑھ لے تو ہی سب کے لئے کافی ہے۔



فرمیں ہے۔ یہ تو یہاں بانی کا انصاف نہ گیا۔ مثلاً کوئی عاقل کہے کہ جب تک پچاس برس کے چھ  
اور ساٹھ کا راکھنے نہ ہو گئے تب تک اونکو سزا دیا جائے اور خودی جائیگی یہ کس قسم کا انصاف کہ ایک  
شخص تو پچاس برس تک دو بار سپرد ہو اور دوسرے کا آج ہی فیصلہ ہو چکا ایسا انصاف کا  
طریق نہیں ہو سکتا۔ انصاف کیلئے تو یہ اور سو سمجھتی دیکھو جو میں لکھا ہے کہ ہر عمر میں توقف  
نہیں ہوتا اور پوچھنے اپنے اعمال کے مطابق سزا یا جزا ہو چکا تو رہتوں میں اور فیروں کو گواہی  
میں رکھو سے خدا کی ہدایتی میں فرق آجائیکا بھلا ایسی کتاب خدا کی بانی ہوئی اور ایسی کتاب کا  
ہر اہل کریم والا خدا کبھی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں !

**مدققت** او ہوا او ہوا سوای جی اوٹنی کو کیا کم نشانی سمجھتے ہیں کیسے ! قرآن  
بتلاتا ہے۔  
کوالی الاہل کیف خلقت

معقل بحث اوٹنی کی تیراہ میں ملاحظہ ہو سوای جی کو انہوں اتنی تیراہ میں نہیں  
کہ صید امر کا کئی معنوں کیلئے آتا ہے کسی کام کرنے کیلئے جو تنظیم کے تحت ہو کبھی تیراہ  
اور نا پندی کے لئے جیسے افسر علی ماتحت کو کہیں۔ ہمارے سامنے سے چلے جائے اس طرح  
اور بھی کئی ایک معنی میں امر کا صید آتا ہے پندت جی نے ان دونوں معنی میں تیراہ نہیں کی۔  
اور یہ نہیں سمجھا کہ یہاں پر امر کن معنی سے ہے شیطان کو خدا کا حکم نہ ان معنی سے ہے  
جن سے افسر علی در صورت غفلت کہا کرتا ہے کہ اوجا و جو متہارا جی گری جھک مارو  
میرے سامنے سے ہٹ جاؤ و اس کلام کے یہ معنی سمجھتے کہ تیراہ کے لئے کا حکم  
دیتا ہے سوای جی جیسے فہم آدمیوں کا کام نہیں سکتے قرآن خود بتلاتا ہے۔  
اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِيتَاؤِ ذِي الْقُرْبٰى ذٰلِكَ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْمَشْكُوْرَةِ وَالْبَغْيِ  
خاص شیطان کے حق میں یہ حکم موجود ہے۔

لے مشرک اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنا یا گیا ہے۔

لے کہہ شک نہیں کہ خدا انصاف اور احسان اور قربت داروں کو دین کا حکم کر رہا ہے اور یہی جانی اور  
ناجاہت حرکات اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔



لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمَنْ مَعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ  
 اسی آیت سے آگے جسکو حدیث میں نقل کیا ہے اسان تک رہے سنو  
 وَعَنْهُمْ وَمَا يَدُلُّهُمْ الشَّيْطَانُ إِلَّا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ  
 سو اسی ہی کا پیمانہ بالکل سچ ہے۔

آگے چھپے موتی و نعل مناسب کو نہ دیکھ کر سو کر نوالہ پاک باطنی اور عالمی کو واقعی مان نہیں  
 ہوتا! (بہارِ نبوی ص ۵۲)

قیامت کا مضمون نمبر ۵۴ فیروزہ میں مفصل مرقوم ہے اس پر خوب کہی کہ انصاف کیلئے  
 لمحہ بھر توقف نہیں ہوتا: سو اسی ہی اس جن میں اگر کسی بسم ڈاکو کی عمر تین چار سو  
 برس کی ہو جاوے یا اتنی نہ ہو سو سال کی عمر کے تو اب بھی موجود ہیں تو ان کے برے  
 عملوں کی عزاسوا دوسری جہنم میں ملے گی۔ پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ لمحہ بھر توقف نہیں ہوتا  
 یہ عجیب بات ہے کہ آنکھ کسی کی تو اتنی چوڑی اور سزا سو سال بعد وہ بھی ایسے حال اور عیش  
 میں کہ جرم کو خبر بھی نہیں کہ یہ سزا کس جرم کی پاداش ہے۔ حالانکہ خود ہی کہتے ہیں کہ  
 سزا دیوے، عاید کہ لوگ بذریعہ خط سے بادا آنے کے دکھ نہ پائیں (ستیا رتھ ص ۲۲)  
 لیکن جب جرم کو علم ہی نہیں تو آئندہ کو ایسے جرم سے کیونکر بچ سکتا ہے مفصل رسالہ  
 بحث تنازعہ ص ۵۴ فقیر میں دیکھو

چند برسوں کی شہادت بھی مجرموں کو قائل کرنے کیلئے ہوگی نہ کہ خدا کو علم قبلانے کیلئے  
 کیونکہ خدا تو عالم الغیب والشہادت ہے سنو  
 عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَقَالِ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسْرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَّمَ  
 بِهِ وَمَنْ هُوَ مُتَخَفٍ يَلِيلٍ وَسَائِرُ بَابِ الْغَيْبِ

اے شیطان تجھے اور تیری چال پر چلنے والوں کو بہنم میں ڈالوں گا۔

اے شیطان بیشک تو لوگوں کو دھوکا دے گا۔ بیشک شیطان کے وعدے سراسر دھوکا و فریب کا ہیں۔

اے خدا غیب اور حاضر کو جانتا ہے بری زندگی والا بیت بقید مرتبہ۔ برابر ہے کوئی تم میں سے اوجھ

بولے یا چلے، اور جرات کو چھپا ہوا اور بدن میں چل رہا ہو۔ اے معلوم ہیں +



پس جہاں سخی میں غیر مسلمان ہو، وہاں مستعدہ دنیا جہاں ہوگا لا ریمو کاسٹو  
۱۰۴ سورہ کہف ۱۰۴۔ واسطے ان کے ہیں۔ باغ ہمیشہ ہوگا۔ چلتی ہیں شے  
ان کے ہر ہر گہلا ہوتا ہے جہاں گہلا ہے ان کے گہلاں سونے کے سے اور پر خاک  
پہلے کپڑے سبز لہری کے سے اساتے کپڑے کے ہوئے اس کے اوپر تختوں کے  
اچھا ہے ثواب اور اچھی ہے بہشت فائدہ اٹھانے میں (آیت ۱۰۴)

**محقق** (۱۰۴) اور اچھی واہ کیا قرآن کی بہشت ہے جس میں باغ (تو) کپڑے گدے سے  
اچھے آرام کے واسطے میں کوئی عقلمندان پر غور کرے تو معلوم ہوگا  
کہ یہاں سے وہاں یعنی مسلمانوں کے بہشت میں زیادتی کچھ بھی نہیں ہے سوائے  
بے انسانی کے اور وہ دیر کا اعمال تو ان کے مجدد ہیں اور غرہ ان کا لاغیر و اگر  
میشا ہی روز کھا یا جاوے تو غرہ روز میں دیر کی مانند معلوم ہونے لگتا ہے جب سے  
ہمیشہ شکوہ جو گئے تو ان کیلئے شکوہ ہی شکل دکھ ہو جائیگا۔ اس لئے بہا قلب تک  
نکتی (نجات) شکوہ ہوگ کر دوبارہ تہ پاتا ہی سچا مسئلہ ہے۔

**مذہب** (۱۰۴) شکیبی مسلمانوں کی بہشت ہے۔ اور یہی انشاء اللہ تعالیٰ ان کو ملیگا اور  
اسی سے کافر جو دم کو جاوے شکوہ منقل خبرہ اور فیروزہ میں ملاحظہ ہو۔  
ان یہ خوب کہی کہ ہمیشہ شکوہ ہو گئے تو ان کے لئے شکوہ ہی شکل دکھ ہو جائیگا۔  
سماجیو نام عوام نہ کیا کرو بلکہ کسی کسی بے آرامی اور بے چینی میں بھی قصداً پرکرو و نہ  
مرو کی کذب شکوہ لازم آتی۔ جو نہیں ہی سید طرح منظر نہیں۔  
(۱۰۴) اور یہ بہتوں کہ خاک کیا ہم نے ان کو جب ظلم کیا اور انہوں نے اور کیا جھوٹے  
واسطے خاک ان کے کے وعدہ گاہ (آیت ۱۰۴)

**محقق** (۱۰۴) کیا کیا تمام ہستی کے ہونے والے گنہگار ہو سکتے ہیں اور پیچھے وعدہ کرنا  
سے علوم ہوتا کہ خدا عبادان نہیں ہے۔ کیونکہ جب ان کا ظلم کیا۔ تو  
وعدہ کیا کیا چلتے نہیں جانتا تھا۔ ان باتوں سے ہر جہاں ثابت ہوا۔

**مذہب** (۱۰۴) دشمن شناس بہادیر افغانیجاست "سوامی جی" آپ کی تشریف آوری



سے پہلے تھم نہ دیت بہت تھے یا نہیں۔ یا فازی محمود غزنوی کی فوج اور سالار ملک  
وشت تھے یا نہیں؛ پھر ایسا سوال کرنا کہ تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؛  
کیسا دعویٰ ہے۔ علاوہ اس کے جو لوگ ان بستیوں میں نیک ہو گئے تھے۔ ان کو پاپا  
جاتا تھا۔ سورہ ہود میں انہی کے محل قیضے آپ نے پڑھے ہوتے۔ تو آپ کو معلوم ہوتا  
کہ جو لوگ بیویوں کے تابع ہوتے تھے ان کو بیویوں کے ساتھ بچایا جاتا تھا۔ مگر چونکہ ان کی  
نسب اد بھی اسی قدر ہوتی تھی۔ یعنی کہ ساجیوں کی سنا تن دہرم ہندوؤں کے  
مقابلہ میں۔ بالخصوص ان آپ کی زندگی میں تھی اس لئے علم کامل بستی کی طاقت بتلائی  
گئی۔ یہ تو ایک معمولی شکایت ہے کہ آپ نے اس آیت کے حنی نہیں سمجھے اصل لفظ یہ ہیں۔  
سَوَاءٌ جَعَلْنَا لَكُم مَّوَدًّا أَوْ

بے پہلے لوگوں کو جنہوں نے سرکشی اختیار کی ہم نے تباہ کیا۔ اور ان مکہ کے مشرکوں  
کی تباہی کا بھی ایک وقت معین ہے۔ پچھلے جلا کو سو امی جی نے پہلے لوگوں سے  
متعلق سمجھا۔ اور اگر پہلے لوگوں سے بھی ہو تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ چھپے وعدہ کیا گیا؛  
کیا یہ کلام صحیح نہیں۔ کہ ہم نے ان کو تباہ کیا۔ اور ان کی تباہی کا ایک وقت مقرر  
تھا۔ اس سے تو خدا کی ہدائی معلوم ہوتی ہے نہ کہ اور نہ مگر اس کا کیا غلط ہو کہ  
معین بڑے دہری مذہب کی تباہی کی ہر عقل کو ناک کی گئی ہے۔ (اور یہاں چوتھا صفحہ)

(۱۰۴) اور وہ جو رطکاپس تھے ماں باپ اس کے لہان والے پس ڈرے ہم یہ کہہ کر غبار  
کے ان کو سہ کشی اور کفر میں یہاں تک کہ جب پچھا جگہ ڈوینے سورج کے پس  
اس کو ڈرتا تھا بیچ چٹنے کے چکر کے۔ کہا انہوں نے اے دو اقرنین تحقیق یہ اجماع اور  
ماجرہ فساد کرنے والے ہیں زمین پر رآئت ۷۷-۷۸-۷۹

**محقق** اے بھلا یہ خدا کی کشتی نادانی ہے۔ اُسے یہ شک ہو کہ کہیں رطکوں کے ماں  
باپ مجھ سے باغی نہ کر رہے جائیں یہ مرکز خدا کی بات نہیں ہو سکتی اور اعلیٰ  
کی بات دیکھئے کہ اس کتاب کا مصنف سورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت  
ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے اور یہ کتب کو پھر نکل آتا ہے۔ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے



وہ کسی مذہبی مجاہد یا سنی میں کس طرح ڈوب سکتا ہے؛ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قرآن کے سنت کو بڑا فائدہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا اگر آتا تو ایسی غلات از علم باتیں کیوں لکھ دیتا۔ اس کتاب کے متقد بھی بے علم ہیں مگر صاحب علم ہوتے۔ تو ایسی جھوٹی باتوں سے پڑ کتاب کہ کیوں مانتے؛ اور دیکھتے خدا کا انصاف خود ہی تو زمین کا بنانے والا بادشاہ اور عادل ہے اور خود ہی یا جج اور جج کو زمین پر فساد کرنے دیتا ہے یہ اس کی خدائی کے شایاں نہیں سبھی کتاب کو دھنشی لوگ بھی مان سکتے ہیں۔ عالم نہیں مانتے۔

**مذکورہ** کسی پٹنت جی نے ایک آریہ مہاشی سے کہا جہاں سہ میا ایک کر سہا جی بولا صاحب آپ نے دعوت کی تھی۔ تو تم تک زائد نہیں ڈالنا تعظیبت می بلے اس کو یہاں کیا تعلق۔ سماجی نے کہا بات سے بات نکل آتی ہے۔ یہی سہل جاسے پٹنت جی سوامی مہرشی جی اور کیا نہیں کیا کا ہے بات سے بات نکال تو ان کے بانیس اتھ کا مکمل ہے۔ مگر افسوس ہے۔ چرا کار سے کندھا قتل کہ باز آئی پٹ جہانی

سوامی جی نے یہ کلام خدا کا سمجھا حالانکہ حضرت خضر کا کلام منقول ہے پس آپ کا کلام پر دسب غلط لگتا ہے۔ پس چار انصاف دیکھئے کہ ہم آپ کے کلام پر صا د کرتے ہیں۔ کہ یہ ہرگز نہ ان بات نہیں ہو سکتی +

سما جیو! ہمارے انصاف کی داد دو اور تم ہی ایسے ہی انصاف کے خرگیزو۔

سوامی جی! اس فقرہ میں بڑا ناراج (ناراض) معلوم دیتے ہیں ہمارا ج! غیر تو ہے۔ اتنا تو سمجھئے کہ جس مذہب کو کروڑوں آدمی مانتے ہیں۔ اس کو مجھوتا کہنے والا کون ہے؟ (ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۵۵) دیکھ کر جو اب عنایت ہوئے لیجئے صاحب ہم آپ کو راہی (راہنی) کر لیتے ہیں۔ خفا ہو نیکی کوئی بات نہیں +

جب لفظ کا یہاں پر ترجمہ پایا گیا گیا ہے وہ قرآن میں وحجہ کا لفظ ہے عربی گرامر کی چوٹی چوٹی کتابوں میں اس لفظ کو افعال قلب سے لکھا ہے جس کے



یعنی یہ میں کہ اس (مکندر یا ذوالقرنین) کیونکہ اس مقام پر اسی کا قلعہ مذکور ہے۔  
 عیب وہ سمندر کے کنارہ پر چنچا تو اپنے جی میں سورج کو سمندر کے پانی میں ڈوبنا سمجھا  
 یعنی اس کے خیال میں یوں سمایا کہ سورج اس پانی میں ڈوبتا ہے چنانچہ سمندر کے کنارہ  
 پر کھڑے ہونے والے آئینہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اس کلام کی تصدیق اس کی  
 طرف سے کوئی نہیں ہوئی کہ اس واقعی سورج سمندر میں ڈوبتا ہے۔

سماجیو! آگے چلے کو بن دیکھے کلام کے معنی کو نیا لے کون جوتے ہیں بہت نکاش  
 کو دیکھ کر جواب دینا پابھج ماجھ کے نسا کو نہ روکنے کا جواب نہرا میں آپکا ہے مقرر  
 یہ کہ افعال اختیار یہ میں خدا جبر نہیں کرتا۔ ہمارے اس جواب پر آپ اپنی جبری  
 صفحہ ۶۰ پر دستخط کر چکے ہیں۔ وہ بتلاؤ غازی محمود غزنوی کو آریہ ورت سے ایشور  
 کیوں نہ روکا؟

سورہ مریم (۱۰۶) اور یاد کریں کتاب کے مریم کو جب جا پڑی تو گوں اپنے سر مکان  
 مشرقی میں پس پکڑا دون سے ادھر پر وہ پس بھیجا ہم نے طرف اس کا رخ اپنی کو  
 پس صورت پکڑی واسطے اس کے آدمی تندرست کی کہنوں کی تحقیق میں نیا پکڑتی  
 ہوں ساتھ رحمن کے تجھ سے اگر ہے تو پر سیر گا کہنوں لگا سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا  
 ہوا ہوں پر وردگار تیرے کا تاکہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ کہا کیونکہ ہو گا واسطے میرے  
 لڑکا اور نہیں ناتھ لگا یا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں نہیں بیکار۔ پس عاقل ہو گئی  
 ساتھ اس کے پس جا پڑی ساتھ اس کے مکان و در میں یعنی جنگل میں رامت

(۱۵-۱۴-۱۳-۱۲)

**محقق** عقل غور کریں کہ اگر بفرشتے خدا کی روح میں تو وہ ہدایت الگ  
 وجود نہیں ہو سکتے اور یہ ظاہر کہ اس مریم کنواری کے ہاں لڑکا ہونا جو کہ  
 کسی سے ہمیشہ ہونا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن خدا کے حکم سے ذلت نے اس کو عاقل  
 کیا خلاف اداضافت پر یہاں اور بھی نکلتی کہ خلاف بہت کسی باتیں نکلی ہیں  
 کرنا مناسب نہیں سمجھا +



**مدقوت** اگر شیعوں یا کسی اور چیز کو روح اللہ پر تائید میں مفضل ذکر کر رہے ہو یا جی  
 ایہ کلام کو صدیق پر مکی نسبت یہ کہہ کر کہ کسی سے بدلہ کرنا نہیں چاہتی تھی  
 ایسا مجھ سے بڑا ساو ہوؤں گا جس سے یہ کہیں نکلا کا ترجمہ ہے، کوئی بات  
 غلامت انصاف نہیں بلکہ انکال قدرت کا لہو ہے کہ جس نے گنی و ابو و غیرہ کو جو ان  
 ایمان پیدا کیا وہ بے باپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ان میں اپنے ذاتی فتنہ کو آپ  
 دیا گئے وہ وہ بھی دیکھ جیتے شاید نسبت والا تو نہیں۔

تیسرا میو کہاں ہوا

۱۰۰۱ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ جیہا سم نے شیطانوں کو اور کافروں کے پکارتے ہیں  
 ان کو میکا نے کر آیت ۱۰۰۱

**محقق** کہ ہر خدا ہی شیطانوں کو پکارتے کے لئے جیتا ہے تو بیک جانے والوں  
 کا کہہ تصور نہیں ہو سکتا اور خدا ان کو سزا ہو سکتی ہے اور شیطانوں کو  
 کیونکہ یہ خدا کے حکم سے سب کچھ جتا ہے۔ اس کا فرد خدا کو ہونا چاہئے اگر سچا عادل  
 ہے تو اس کا فرد یعنی دونوں آپ ہی ہو گئے اور اگر عدل کو ترک کر کے بے انصافی  
 کیا ہے تو وہ ظفر ہوا اور ظفر ہا ہی کو گنہگار کہتے ہیں۔

**مدقوت** ۱۰۰۱ تبز و غیرہ میں مفضل جواب ہو چکا ہے۔

**سورہ طہ** (۱۰۹) اور تحقیق میں البتہ بخشے والا ہوں واسطے اس شخص کے کہ توبہ  
 کی اور ایمان لایا اور عمل کئے اپنے پر راہ پائی (آیت ۱۰۹)

**محقق** کہ توبہ سے گناہ بخشے جانے کی بات جو قرآن میں ملتی ہے وہ بگنہگار  
 بنایا ہوئی ہے کہ توبہ گنہگاروں کو اس سے گناہ کو نیکاح صلا ملتا ہے اسلئے

یہ کتاب اور اس کا مصنف گنہگاروں کو گناہ کرنے میں حوصلہ دیتے ہیں پس یہ  
 کتاب کلام اللہ اور اس میں بیان کہ خدا سچا خدا نہیں ہو سکتا۔

**مدقوت** کہ توبہ پر مغفون نسبت میں مفضل مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو سوامی جی کی طرح  
 ایک ہی بات کو بار بار کہہ کر داناؤں کی نظر میں خفیف ہونا ہم نہیں چاہتے۔



سورہ انبیاء (۱۱۰) اور کئی ہم نسخہ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ پہاڑ کی آفت (۱۱۰)  
**محقق** اگر مصنف قرآن زمین کی گردش وغیرہ کو جتنا تو یہ بات کہی نہ گئی کہ پہاڑوں  
 کے رکنے سے زمین نہیں ہلتی۔ شک نہ ہو کہ اگر پہاڑ نہ رکتا تو پہاڑی پہاڑ  
 کتنے ہی زلزلہ کے وقت کیوں ہل جاتی ہے؟

**محقق** البتہ لغزہ سمجھوں گی تو جب کے قابل ہے گو ہم پیٹے بھی نہ گئے ہیں۔  
 بلکہ ہمیشہ کہتے تھے اس مرقعہ پر تو یہ کہنا بالکل مناسب ہے۔  
 تو آیت سناؤ حقیقت نہ خطا و غلط

سو آئی ہی آیت کا مطلب ہے کہ زمین بوجہ کثرت پانی کے ہتی ہتی جیسے بے لولا  
 گئے پہاڑ پر ہی پانی بہہ پڑتی ہتی ہے پس نہ لے پہاڑوں کو مثل لوہے کی تختوں  
 کے گاڑ دیا تو ہلنے سے ٹھہر گئی مان مٹی پر دلیل قرآن سے سننی چاہو تو سنو!  
 اَلَمْ تَجْعَلِ الْاَرْضَ مِصْبَاحًا وَاَجْعَلِ الْاُتْرَاقَ

پس اگر انگریزی علوم طبعی کے اصول کو مان کر احسن کے ماننے کیلئے ہمیں مذہب  
 کی صف سے کوئی امر مانع نہیں ہے تو علمی طریق سے ہے کہ دلیل قطعی نہیں رکھتے، بھی  
 ہم گھٹا کریں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آیت موصوفہ ان کی تائید کرتی ہے کیونکہ بیڑی کی حرکت  
 بغیر اس کے جس طرح ڈانواں ڈول جاتی ہے اگر پہاڑ نہ ہوتے تو اسی طرح زمین کی  
 حرکت ڈانواں ڈول جاتی پہاڑوں کے جانے سے ایک مد تک یہی غرض ہے کہ  
 زمین کی حرکت باقاعدہ ہو پس جس حرکت کا ثبوت موجودہ علم سے ہوتا ہے اس کا رد اور انکار  
 قرآن نہیں کیا ہے اور جبکہ رد اور انکار کیا ہے وہ اس علم طبعی سے ثابت نہیں ہوتا۔

ہماری نہ کورہ تقریب سے زلزلوں کا جواب بھی آگیا کیونکہ جس حرکت کا انتظام  
 پہاڑوں سے قرآن نے بتلایا ہے وہ ایک غیر معمولی ڈانواں ڈول حرکت ہے جیسے پانی پر  
 لٹکی سی چیز کو غموما ہوا کرتی ہے اور زلزلے اس قسم سے نہیں بلکہ یہ تو کسی خاص وقت  
 میں کسی آتشیں معدن کی حرارت کو کسی خاص موقع کو حرکت ہوتی ہے ان دونوں میں بہت فرق  
 ہے۔ مگر ہمارے ہاں کو علم کہاں (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵)



۱۱۱۳ انا سوالت ہی اُس صفت کو کہ محافطت کی اُس نے شرنگاہ اپنی کلہیں چڑھ کر دیا  
ہے ہی اُس کے روح اپنی کو (اوست ۱۰۰)

**محقق** ایسی شخص باتیں خدا کی کتاب میں خدا کی تو کیا کسی شایعہ آدمی کی بھی نہیں  
ہو سکتیں جبکہ انسان ایسی باتوں کا نگہنا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا اگر ساری باتیں  
اچھا ہو سکتا ہے، ایسی باتوں سے قرآن پر نام ہو گیا ہے۔ اگر اس میں ابھی باتیں نہیں  
تو اس کی بہت تعریف ہوتی تھی کہ عورتوں کی برائی ہے۔

**مدق** سو امی جی! خیر تو بے کسی شخص کی باتیں ایک تو بھلی ہوتی۔ کیا  
لیٹر کا ذکر کیا؟ کہنے کو سہی۔ اے اب بھگے کہ صحت کا ذکر آ گیا۔ کنوں  
نہ جو مجھ سے ایسے بریاں پیدا ہوا ہی کرتے ہیں۔ سو امی جی صحت میں +  
پنالت ہی کہیں صحت چھٹک دیکھ تو شخص نہیں کہتے؛ نہیں ایسا کنوں کہنے لگے  
جب خود ہی ان باتوں کا ذکر کیا کرتے ہیں اور لوگوں کو یا کہیان رو عظمیٰ کرتے ہیں +

**سما جیو! سنو!**

خفیہ کے نوادہ ہونے کے لیے پچیس دن سے لیکر سو طویل دن تک جو عیشتی کا وقت  
ہے اُس سے پیشتر کے چار دن تک گزرنے پائیں۔ باقی جو بارہ دن رہے۔ ان  
میں سے گیارہ میں اور تیرہ میں سات کو چھوڑ کر باقی دس راتوں میں کل چھٹک  
میں اچھا ہے۔ خفیہ کے نوادہ ہونے کے دن سے لیکر سو طویل رات کے  
بعد عیشتی نہیں کرنی چاہئے اور جب تک کہ دوبارہ وقت عیشتی کا صبر کہیان  
کیا گیا ہے۔ نہ آوے۔ تب تک نیز محل طیر جانے کے ایک برس تک صحت +  
کے + استار تقریر کا شل ص ۶۹

**اور سنو!**

ہے عیشتی بیاہ دیسے ملائی نیوگ جس طرح بیاہ میں نیک اشخاص کی مسلح اور  
دھن دھاک ہانسی ہوتی ہے ایسے نیوگ میں بھی ہونی چاہئے یعنی جب عورت مرد کا نیوگ  
رنگ کی قرینہ نہر میں (کچھ) ہوتا ہو تب اپنے خاندان میں مرد و عورتوں کا ساتھ ہو کر رہیں



کہ ہم دو نو شوگ اولاد پیدا کرنے کی غرض سے کرتے ہیں جب تک کہ وہ عاقل و بالغ ہو جائیگا  
تب ہمارے قلعے ختم ہو گا اگر اس کے قلعے کریں تو گنہگار اندازات یا ناجا کی سرکے مستوجب  
ہوں سینے میں ایک بار گرجا دان (مذبح) نہیں معلوم اس لفظ کا ترجمہ شکرت لفظ میں  
کیوں کیا گیا) کا کام کہیے (توبہ توبہ ایسا فحش پنڈت جی کہاں ہیں) اہل کے  
قیام کے ایک برس بعد تک ہمارے بیگے (ستیارتھ صفحہ ۱۵۰)

مناجیہ! جہاں واجب انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے تو خدا کیوں سمجھنے لگا  
یقین نہ ہو۔ تو دو نو عبادتیں (قرآن اور ستیارتھ) کسی شریعت پر جمہود وغیرہ کو نکالنا زائل۔  
۱۱۱ سورہ حج۔ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں واسطے اُس کو جو  
کئی نیچے آسمانوں اور زمین کے ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ پہاڑ۔ درخت اور جانور  
پسائے جائیں گے اور ان کے لنگھن سونے سے اور موتی اور لباس اُن کا ہے جو اُس کے  
ریشمی ہے اور پاک رکھ گھر میرے کو واسطے گرد پھرنے والوں کے اور کھڑے رہنے والوں کے  
پھر چاہئے کہ دفعہ کریں میل اپنی اور پوری کریں نذر میں اپنی اور گرد پھریں گھر قدیم کے  
تو کہ یاد کریں نام اللہ کا (آیت ۱-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵) (ماظنین) ترجمہ کا مطلب سمجھیں نہ آ  
تو سوائی جی کی روح کو ڈالنے چاہیں جنہوں نے فتنہ بولا کیا ہے۔

**محقق** جو غیر ذی روح اشیاء میں وہ خدا کو جان ہی نہیں سکتیں تو پھر وہ  
اس کی عبادت کیونکر کر سکتی ہیں؟ اس لڑیہ کتاب کلام ربانی نہیں ہو سکتی  
البتہ کسی گمراہ کی بنائی ہوئی معلوم دیتی ہے وہ بڑی اچھی بہشت ہے کہ جہاں سونے  
موتی کے دیورات اور ریشمی لباس پہننے کو ملتے ہیں۔ یہ بہشت تو جہاں کے راجاؤں  
کے گھر سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ اور جب خدا کا گھر ہے تو وہ اُس گھر میں تھا بھی ہو گا  
پھر بت پرستی کیوں نہ ہوئی؟ اور وہ سکونت پرستوں کی تردید کیوں کرتے ہو جب  
خدا نذر لیتا ہے اور اپنے گھر کا طوائف کر لیا حکم دیتا اور جانوروں کو مردا کر کھلا سکتا ہے تو  
یہ خدا سندر والے میر و دور کا کی مانند ہوا اور سخت بت پرستی کا باعث ہی پرستوں سے  
سجدہ بڑا بت پرست اور مسلمان بڑے بت پرست اور پُرانی اور جینی چھوڑت پرست ہیں



**مذکور** سوای ہی کی زبان بھی حجاب کی حوا سے کم نہیں۔ مگر کیا چاہی ہو وہ منہ پر  
 اندھ کی تاریکی میں چھٹکے کے غلات منہ سے نکلتے ہیں اور یہاں پر حجاب کا ش  
 سوای ہی کی یہ صفت بڑی بڑی ہے کہ مختلف جگہوں سے مختلف منہ میں کی  
 ایک جگہ جمع کر دیتا ہے جس سے اُن کی اُلی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ قرآن شریف  
 کی بات اپنے چھیلوں کو بھلا کر کہیں کہ اس میں منہ میں ایسے گڑبڑ ہیں کہ  
 کچھ سمجھ نہیں آتا مگر انہیں جانتے کہ ان میں ناجائز کو نظر نہ آئیے و نہ کا قصور ثابت  
 نہیں ہوتا۔

سوای ہی اس لئے سجدہ کے میں فرمانبرداری فروتنی کے میں دیکھو صراحت  
 اس ہر چیز کی اطاعت اور فروتنی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے پس آیت  
 کے معنی صاف ہیں کہ زمین و آسمان کی سب چیزیں خدا کی فرمانبرداری میں رجوع کام  
 کام اُٹھتی ہیں وہ اُن کو عہد و طرز ہے پوری کر رہی ہیں قرآن سے شہادت  
 ان معنی کی ملتی ہو تو سقوا لکن لا قایون اسرار ایک چیز خدا کی فرمانبرداری ہے باطل  
 کا ہے۔

نہار دھوا آتا نہ گوئی بس۔ ۴۔ زمین تاورد آتا نہ گوئی بلکہ

بہشت کا جواب پہلے کی دفعہ آچکا ہے۔ یہاں پراتنا ہی کافی ہے کہ سوای ہی!  
 راجاؤں کے گھر بار سونے چاندی کے ٹنک و غیرہ بھی تو تناسخ کے قاعدہ سے نیک  
 اعمال ہی کا نتیجہ ہیں اور یہی تیار تیار کا ش منہ سے نکلتے ہیں آپ ہی بتلائیے کہ مسلمانوں  
 کی بہشت میں اگر سب کو ایسے ہی پیش و پشت ہوں تو کیا آپ کی بہشت سے کچھ کم  
 ہیں۔ ہاں ایک بات نامد ہے وہ کہ اس دنیا کی ایک تو زندگی بے پایاں دم کوئی بھی  
 ہر حکم (ناتک و کھیا سب) ایا کیا اور کیا اپنے اپنے مال میں سب

دکھی ہیں مگر بہشت والو ان سب کے خوف گزار چکے یقین نہ ہو تو سنو!

لَا یَحْسَبُ فِیْہَا ذَنْبٌ وَ مَا لَہُمْ فِیْہَا بِحُزْنٍ

نہ دیکھیں کہ کسی قسم کی محنت ہوگا اور نہ بہشت سے کبھی نکال دیا جائیگا۔



سوامی جی! خدا کا مگر کس لفظ کا ترجمہ ہے: ہیت العقیقہ بیک ہے جس کا  
ترجمہ مگر قدیم یعنی پرانا مدت کا بنا ہوا آپ نے خود ہی نقل کیا ہے۔ سادہ و سادہ ہو کر  
ایسی چالاک تو مناسب نہیں کہیں آپ، وہی سادہ ہو تو نہیں جربالائی ہیت پیا  
کرتے ہیں۔

تذریعہ بھی آپ کا اپنی نظر شفقت سے کام لیا ہے مطلب آیت کا صاف ہے  
کہ جو کسی نے مذہب یا دوسرے خیالات کرنے کی مانی ہو۔ وہ پوری کیست۔ مگر آپ اور  
ایسا و بے شدہ ہے کام ایسا تو اس کا کیا صلح؟  
بہت پرستی کا جواب نمبر ۲ میں آچکا ہے۔

سوامی جی! ایسا ہے کہ وہاں سے آپ کہ اتنا سچ کیوں کر کہ ہم گنہگاروں کو  
ادب سے تشبیہ دیتے ہیں۔ آخر وہی تو آپ کے بھائی ہیں ویکست میں۔ بلکہ  
وہی مہنگوان آپ کے دو چند مانتے ہیں۔ آپ یہی آپ کے باپ دادا تو آخر وہی ہیں شاید  
ہی صحت کو اپنے تمام عمر اپنے باپ کا نام بھی نہ بتایا جس سے ناحق مخالفوں کو  
جگمگانی پیدا ہوئی۔ دیکھو سوا مگر سوامی جی!

سورہ مومنون (۲۳) تحقیق دن قیامت کے اٹھائے جاؤ گے (آیت ۱۶)  
محقق کیا ہے کہ مردے قبروں میں۔ بیگے یا کسی اور جگہ؟ اگر ادب میں  
کھڑے۔ بیگے تو شرک و کفر کے بدبودار جسموں میں رہ کر نیک آدمی بھی  
تکلیف اٹھائے، یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم ہے اور بدبودار عفونت زیادہ پھیلا کر  
سیرابی پیدا کر نیکی موجب ہوئی ہے خدا اور مسلمان اپنی ہو گئے۔

مدقق! سوامی جی آپ کے تو معقول سوال اس مشرک کا تھا جس نے کہا تھا۔  
اس نے غیبی النظام دہی رسم (قرآن)

جس کا جواب اس کے وقت ملا تھا کہ غیبی نظام الذی انشاہا اولیٰ مرتبہ و کھیل خلق علیہم

لے کہ ان مردوں اور مفلکی ہوتی ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔

لے تو اے خود کلمہ ہی، مگر زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلے بتایا تھا وہ اپنی سب مخلوق کو خوب جانتا ہے۔



جہوں کا شرنا تو جب ہنگوڑاں ہو جو بھی ہوں یوں کہنے کہ ہر روز ہر روز ہر روز  
 نیکو کر خدا بنا دیکھا ہو کہ اب لوہی کی آست میں موجود ہے پس کرو کہ یعنی ان کی روحیں  
 جہوں سے الگ ہو کر اپنی جگہ عالم ارواح میں رہتی ہیں۔ نیک بختوں کیلئے وہی جگہ  
 ہے جہاں پر کئی (نجات) یافتوں کا رہنا آپ بھی مانتے ہیں البتہ ہر کا دس کیلئے اسی  
 کے قابل پہنچے ہیں اور کچھ دقت نہیں۔

۱۱۴۲) سورہ نور۔ اُس دن گواہی دینگے اُس پر ان کی رہائش اور اُن کے  
 اور پاؤں اُن کے ساتھ اُس چیز کے کہتے کرتے۔ اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا  
 مثال نور اُن کے کہ مانند طاق کے ہر کینچ اُن کے چراغ ہوا اور وہ چراغ نیچے تبدیل شیشہ  
 کے ہے وہ تبدیل شیشہ کا گریا وہ تار ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے۔ وہ چراغ  
 درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے  
 نزدیک ہے تیل اوسکا کہ روشن ہو جادے۔ اگرچہ نہ گئے ایکواگ روشن اُس پر روشنی  
 کی راہ دکھاتا ہے اللہ طرف اپنے کے جسکو چاہتا ہے (آیت ۲۴-۲۵)

**محقق** اُن کے پاؤں وغیرہ بیان ہونے سے گواہی ہرگز نہیں دے سکتے۔ یہ بات  
 قانون قدرت کے خلاف ہونے سے جوڑی ہے کیا خدا آگ ہے یا بجلی  
 جیسا کہ چراغ وغیرہ سے اُسے تشبیہ دی گئی ہے یہ مثال خدا پر صادق نہیں آسکتی اں  
 کسی شکل والی چیز پر صادق آسکتی ہے۔

**مدقوت** قانون قدرت تو آپ کو بہت سوچتا ہے مگر یہ تو بتلائیے کہ کئی اب سال بعد  
 آپ کے فنا مثل قیامت نفخہ اولیٰ کا ماننا کس قانون کا نتیجہ ہے اگر کوئی  
 ایسی بنا پر آپ کے پر سے انکاری ہو کہ قانون قدرت کے خلاف ہے تو کیا جواب؟  
 ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ ہر ایک کام کیلئے ایک ایک وقت ہوتا ہے وہ اُس میں ظہور پذیر  
 ہو جاتا ہے۔ گو وہ کئی لاکھ بلکہ کئی کروڑ سال بعد بھی کیوں نہ ہو۔ اُس کے وقفہ کے ایام  
 میں نہ ہونے سے خلاف قانون قدرت کہہ دیتا یہ بھی خلاف قانون ہے۔ جبکہ قیامت  
 کے آثار اور قانون ہی الگ ہیں جو آج تک کسی قانون کی ذیل میں آئے ہی نہیں۔



نرا وہ خلقت قانون قدرت کہنا سوائی جی جیسے وہ والوں ہی کا کام ہے۔  
آیت کے دوسرے حصہ کا مطلب بالکل وہی ہے جو رنگ وید منڈل ۲ سورت ۴۰  
کا ہے سنو! پریشور پرمان دیتا ہے:-

میں برز مہال حضرت رکھنے والا سورج کی مانند تمام عالم کو نور بخشنے والا ہوں۔ دیکھو  
پس آیت کا مضمون بالکل صاف ہے کہ تمام آسمان و زمین کی روشنی کا موجب  
اور موجب خدا ہی ہے۔ پھر اپنی روشنی یعنی محبت کی مثال خدائے تبتائی ہے کہ اہل دہ  
کے دل میں خدا کی محبت ایسی چمکتی ہے اور سب پیروں پر غالب آتی ہے جیسو مندیل  
کی روشنی صہیں اعلیٰ درجہ کا صاف شفاف تیل پڑا ہو تمام مظلمات اور اندھیروں پر  
غالب آتی ہے۔ ان معنی کی شہادت قرآن سے چاہتے ہو تو سنو!

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

اور اگر اپنے کلام ہی سے تصدیق چاہتے ہو تو سنو! یہ بات رکھنی چاہیے کہ  
آئینہ کو چھو کر خواہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ کا کام نہ کر جائیں۔ لیکن ان سے نبی اکرم بھی  
ممکن نہیں ہوتا۔ کئی (جات) کا ذلیل صرف ایک آئینہ پڑا ہی (محبت و اخلاص) بھی ہے  
(اوپر پیش منتخب ہی صفحہ ۵۵)

سوائی جی ایچ ہے: آگے پیچھے کو بن دیکھو کام کئے معنی کرنا ہے ناپاک! امن والو  
جاہلوں کو دلائل علم نہیں ہوتا: (رجو کا صفحہ ۵۵)

(۱۱۵) اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے۔ پس بعض انہیں مردہ ہے کہ چلتا اوپر  
پیٹ اپنے کے اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی۔ کہ فرمانبرداری  
کرد رسول کی تاکہ تم رحم کئے جاؤ آیت ۲۵-۵۱-۵۲-۵۵)

**محقق** یہ کونسی غلامی ہے کہ جن جانوروں کے جسم میں سب عناصر پک جاتے  
ہیں انکی بابت کہنا کہ صرف پانی سے پیدا ہو کر ہیں یہ محض لاعلمی کی بات  
ہے۔ جب خدا کیساتھ پیغمبر کی فرمانبرداری کرنی ضروری ہے تو کیا وہ خدا کا شریک بنوایا  
نہیں؟ اگر ایسا ہے تو خدا کو کیوں قرآن میں لاشریک لکھا اور کہا جاتا ہے:

اے ایمانداروں! خدا کے ساتھ سب چیزوں سے شریک نہ بنو جی ہے۔



مذہب تو بان ایسی سمجھ پر سواری ہی ہزار سے قرآن کو آپ کسی ارشاد سے پرہیز کرتے  
آپ جیسے سادہ و پاک بالین والے سے ایسے اعتراف منکرین کو دل دل بہانا  
جو یہ نکالیت تو ہم کہتے ہی نہیں کہ آپ اس قدر مختلف جگہ کی آیتیں بجا کر نکال کر کیوں  
تکلم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی سمجھ بوجھ آپ کو یہی سکھاتی ہے۔  
سواری ہی ایسی سے مراد اس بلکہ یہی ہے۔ سنو اور دوسری آیت میں قرآن  
خود بتاتا ہے اور

الكم على كم من ماء شهين

تجربہ آنت کے معنی صاف ہیں کہ کل جاندار چیر وں کی پیدائش کا سلسلہ خدا نے  
منی سے رکھا ہے۔ بتلائیے چرچ ہے یا غلط اگر اعتبار ہو تو نیوگ پھر کیونے کا ستری  
محبت، نیوگ کیوں کرتی ہے۔ مگر جو اصل کیوں ہوتا ہے۔

و ستمبر کے ابتداء کا جواب نمبر ۱۱ و نمبر ۵۲ و نمبر ۵۵ و غیرہ میں ہو چکا ہے۔ یہ تو  
آپ کی معمولی بات ہے۔

۱۷۷ سورۃ فرقان۔ اور جس دن کہ چٹ جادو کا آسمان سا تھہرے گی کہے اور ہماری  
جاویدگی فرشتے پس ست کہماں کافروں کا اور جگہ اکراہن سے سب مقدس کے  
جگہ ابراہیم اور بل ڈالے اللہ جڑائیوں اونکی کو پھیلائیوں سے اور جو کوئی توبہ  
کرے اور عمل کرے اچھے پس تحقیق وہ جہنم کرتا ہے طرہ اللہ (آیت ۷۷-۷۸-۷۹)

**حقوق** کہ بات کہی درست نہیں ہو سکتی کہ آسمان بادلوں کے ساتھ چھٹ جائے  
اگر آسمان (اکاش) کوئی محکمہ ہے تو چھٹ سکتا ہے مسلمانوں کا قرآن  
اس میں غلط اندازہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے دیندار عالم لوگ  
اس کو نہیں مانتے یہ خوب انصاف ہے کہ گناہ و ثواب کا تبادلہ ہو جائیگا کیا یہ بتل  
اور اے وہ جس کہ اُن کا تبادلہ ہو سکے۔ اگر تو بہ کرنے سے گناہ چھوڑیں اور خدا سے تو  
کوئی بھی گناہ کرنے سے کیوں ڈریگا اس لئے یہ سب باتیں خلاف از علم ہیں +

۱۰ اے اللہ! کہہ دیجئے کہ میں نے تم کو ذلیل بنائی (مسیحی) سے پیدا نہیں کیا۔



**مدقق** اس آیت کو بھی آپسی دؤوان سے پوچھ لیتے تو یہ پرشن سوال آپ کو  
 اندر سوچتا مطلب آتے گا یہ ہے کہ قیامت سے پہلے یعنی پرنے کے وقت  
 کل دنیا فنا ہو جائیگی تو اس وقت زمین و آسمان اور بادل سب فنا ہو جائیگے حکماء فلسفہ  
 آسمان کو اتنا ہی اذہم ہانتے تھے انکا مذہب مذ کرنے کو خدا نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے  
 آسمان مع بادلوں کے بہت بائگے یہ نہیں کہ بادل اون کو چارونگے بلکہ بادل بھی  
 انکے ساتھ ہی چٹنگے مان معنی کی دلیل قرآن سے سننی چاہو تو سنو!  
 یَوْمَ تُبَدِّلُ الْأَرْضَ خَيْبَرًا الْأَرْضِ وَالسَّمَاءُ دُخَانًا وَاللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

آسمان کے ختم ہونے کی بحث منبر و منبر و منبر ۱۷ میں ملاحظہ ہو۔  
 مسلمانوں کے فساد سے سوامی جی بڑو ڈرتے ہیں تاہم بار بار ان کو فساد ہی سوچتا  
 ہے ہماری شرافت دیکھئے کہ ہم نے منبر دینی میں آپ کے فساد کا مقابلہ کر کے اس کا نام تک نہیں  
 لیتے جب طبع ووائیں بعض گرم اور جن سرد ہیں پھر ان میں بھی مختلف مراتب ہیں  
 بعض گرمی میں ایسی ہیں کٹان سے بعد سرد چیز کے استعمال سے ان کی گرمی زائل  
 ہو سکتی ہے۔ بعض ایسی گرم بھی ہیں کہ ان سے بعد کتنی ہی سرد ووائیں کیوں نہیں  
 ان کی گرمی زائل نہیں ہو سکتی جیسے منبر ٹھیک لپیٹ کر گناہوں کی مثال ہے کہ  
 اپنی درجہ کے گناہ اعلیٰ درجہ کی نیکیوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک ایسے بڑے  
 جرم بھی ہیں کہ کسی نیکی سے زائل نہیں ہوتے جب تک ان سے توبہ ہو جسے شرک مکر

ان معنی کی دلیل قرآن سے سننی چاہو۔ تو سنو!  
 إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْكَرُ هَبْنِ السَّيِّئَاتِ ذَالِكِ ذِكْرًا لِّلَّذِينَ آتَوْا  
 تپس آیت کے معنی صاف ہیں کہ توبہ (جرا اعلیٰ درجہ کا خدا سے اخلاص ہے) سے گناہ  
 معاف ہو گیا علاوہ گا جو حسب مراتب اخلاص ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجا گناہ کے تاب  
 گناہگار نیکیوں کا عرصہ پاتا ہے (مفصل منبر ۱۷ میں ملاحظہ ہو)

۱۷ جس روز آسمان و زمین میں قدری تغیر و تبدل کیا جاوے گا اور لوگ کے فضا کی از بہت غائب کی ضرورت پڑے گی  
 تو یہ نیکیوں کی برائیوں کو دور کر دیتی ہیں نصیحت پائندوں کی نصیحت ہے +







درت { اس نمبر کا جواب دینا تو جی نہیں پاتا تھا کیونکہ اس کا جواب یہودی ہے  
 سوامی جی بھی ایسے سوالوں کے جواب دینے سے منع میں کیونکہ فرماتے ہیں :-  
 "ایسے سوالوں کے سامنے مقلدوں کو جس طرح ہر مہیا ہے (سیا رتھ) ۴۵

مگر کیا کریں ہمارے سماجی دوست بزبان حال تقاضا کر رہے ہیں جنکی خاطر جی ہمیں  
 سوامی جی سے بڑھ کر نہیں تو کم بھی نہیں ساس لئے مجبوری اور نگوشت اول لدھی انیار  
 کے متعلق نمبر ۷۷ والہائی کتاب کی طرف توجہ لاتے ہیں :-

سوامی جی! ادھوں کا نہ مرناسی آست قرآنی سے ثابت ہوتا ہے ہر جو آپ کو  
 یہ سوتھی بیٹیک اگر خدا اور کو تباہ اور قتل کرنا چاہیگا تو کر دیگا۔

خدا کے کھلانے پلانے کے بھی وہی خبریں من معنے سے آپ نے لکھا ہے :-

تو نہ تو کسی مدد کے بغیر بچے دھرم کا گیان (علم) اور انشٹان لپا نہی اور پودنی  
 تکمیل نہیں ہو سکتی اس لئے ہر ایک انسان کو اللہ سے اس طرح مدد مانگنی چاہیو (ہر کائنات)

سوامی جی! ابھی تو آپ کہیں یہ سن پاتے کہ مسلمان یہ بھی کہتے ہیں :-

كُنْجَانِ الَّذِي يَبْدِيهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ

تو خدا معلوم آپ پر کیا گذرتی اور کیا کیا القاب مسلمانوں کو دیتے۔

ناظرین! یہی وہ سہرے جبکہ ذکر خدا نے اپنے کلام میں کیا ہے۔ اس کا اثر یہی

ہوتا ہے کہ آدمی سیدھی بات بھی ٹیڑھی سمجھتا ہے اگر زیادہ تشریح اس کی چاہو تو نمبر ۴۶

ملاحظہ ہو۔ مختصر یہ ہے کہ دنیا کے سب کاموں کی کنجی اسی واحد ناکار سرشکتیمان قادر

مطلق لا الہ الاہو کے ہاتھ میں ہے بیشک وہی رزق دیتا ہے وہی بند کرتا ہے

سوامی جی اگر زندہ ہوتے ۱۹۵۷ء میں قحط سے بہت ورش (ہندوستان) کی جو

گت ہوئی ہے سم اون کو دکھاتے اور پوچھتے کہ

قُلْ مَنْ يَبْدِيهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُرِوْا لِي جَارُ عَلَيَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اے پاک ہر وہ ذات پاک جسکے قبضہ قدرت میں سب چیزوں کی حکومت کرتا ہے کافر و بتلاؤ کس چیز کا  
 اختیار کس کو ہاتھ ہر اور کون ہر جو پناہ دیتا ہر اور اس سے بھاگ کر پناہ نہیں ملتی اگر تم کو علم ہے تو جواب دو (ترجمہ)



اگر سوامی ہی میں عرب کے شرکوں کی طرح  
مَسْکُونُونَ (مستکونون)  
کہتے تو ہم جی ان کی خدمت میں عرض کرتے  
قَالَ لَشَيْءٍ دُونَ

اگر اس پر بھی قناعت نہ ہو تو وہ یہاں نیچے اپنی پیشیندہی کو تعلیم کرتا ہے :-  
اسے ہنگوان کاظم بالغات مخلوقات کو منہ لگا کر ہوا تھا اور اس کا بیٹا بھی  
پتھر پر نہایت کر راہروہ کاٹا ہوا نوک ۱۰۔ دھگ ۹۔ ستر ۱۱

ناظرین! سوامی جی کے اس سوال سے آپ تعجب نہیں اُنکو ایسی ہی سوجھا  
کرتی ہے۔ اعتبار نہ ہو تو نسبت ملاحظہ کریں :-

عقلمندوں کی بخشش کا سفون نمبر ۱۰ میں دیکھو تاریخ کا۔ وہی کتاب میں کہی کہ  
جگہ لاؤ گے علاوہ اسکے الہامی کتاب اور بحث نملخ دیکھو +

۱۱۔ انہیں تو مگر آدمی مانند ہار دیس لے کہ کچھ نشانی اگر ہے تو یہ سچوں سے کہہ دیا  
انہی جے واسطے اسکے پانی پینا ہے ایک بار آیت ۱۵۰

**محقق** مہلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے کہ پتھر سے انہی نکلے دیو لوگ وحشی  
اتنے منہروں نے اس بات کو مان لیا اور انہی کا نشان دینا صرف وحشی پن  
کا کام ہے نہ کہ خدا کا اگر یہ کتاب کلام آبی ہوتی تو ایسی لغو باتیں اس میں نہ ہوتیں +

**مد قوت** کہ اللہ سے ایسے من پرے بے نیازیاں +  
لواہ سے ہندو سوامی جی کو وحشی پن سے بڑی وحشت ہے۔ اس میں ضحیت است  
سوامی جی! آپ تو اسی کتاب کے صفحہ ۶۶۶ میں لکھ آ کر ہیں :-

"مسلمانوں کے مذہب کی بابت جو لکھا ہے وہ عرب قرآن کی مدد کر لکھا گیا جو کہی اور  
سنا کے عقائد کی رو سے نہیں"

لے مشرک ہی کہیں گے کہ اللہ ہی کا اختیار ہے پھر کہاں کو بچے جاتے ہو کہ اسکی طرف نسبت کر سیکو  
بگرا جانتے ہو کہ عربی الفاظ قرآن شریف کی عبارت ہے اور نیچے ترجمہ ہے (منہ)



یہاں کس لفظ سے اذنی کا پتھر سے نکلنا سمجھے ہیں؟ سماجیو! بتلاؤ  
تو مبلغ پاؤں صدیہ پیرا لغام پاؤں۔

لیجئے وحشی پنے کا جواب جو اسکے کچھ اور بھی ہے۔

تہی رہم نہ ہیکل ہیکل میں ہیکل کوئی کرنا مل کر رہے ہیں؟ اور پانچ تین تین

مفضل نسب میں دیکھو۔

۱۱۵۱ سورہ مثل ہلے ہوی بات یہ ہے کہ تحقیق میں ہوں اللہ غالب۔ اور اللہ کے  
عصا اپنا پس جھوٹ کر لکھا اور سکھاتا ہے گویا کہ وہ سامپ ہے اور ہوی مت دُر  
تحقیق نہیں ڈرتے نزدیک میرے پیغمبر اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش ہیکل  
کا یہ کرت سرکشی کرو اور میرے داد چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر آؤ۔

(۱۱۵۱-۱۱۵۲)

**محقوق** اور دیکھئے اپنے ہی منہ سے آپ اللہ بڑا بروست بنتا ہے۔ اپنے منہ سے  
اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کہ نہیں ہو سکتا تو خدا کا کیونکر ہو سکتا  
ہے شعبہ بازی کی جھلک دکھلا کر جھکی آدمیوں کو قابو کر کے آپ جھکیوں کا خدا بن بیٹھا  
ہے۔ ایسی بات خدا کی کتاب میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر عرش معلیٰ یعنی ساتویں آسمان  
کا مالک ہو تو وہ محدود مکان جانے سے خدا نہیں ہو سکتا۔ اگر سرکشی کرنا بڑا ہے تو خدا  
اور محمد صابغے اپنی حمد و ج سے کتاب کیوں بھردی ہو محمد صابغے نے جس سے انسانوں کا  
خون کیا کیا اس سے سرکشی ہوئی یا نہیں؟ یہ قرآن مجید تفسیر باتوں سے جہاں سے  
ہے ہلے کوئی ادا ان کی بدنام ہو جائے؟ کسی طرح سے تو کتب جہاں سے ہلے کا  
**مدقوق** کیا امر کرو کہ وہ منہش جو اپنا گھر شیشوں کا بنا کر دوسروں پر پتھر برساتا

سماجیو! سنو! یہ پیش خیزوں کو سکھاتا ہے۔

خیر! اس محافل کا نعت صاحب جاہ وصال نہایت زور آورنا ہے جو تمام کائنات

کے راجا تار مطلق اور ہر کائنات کے مالک ہیں۔ یہ ہر کائنات کے آگے تمام کائنات

بہاؤں سے ادا ہے۔ یہ ہر کائنات کے مالک ہیں۔ یہ ہر کائنات کے مالک ہیں۔ یہ ہر کائنات کے مالک ہیں۔



ملحق پر مشورہ ہر جگہ سناں جانے کے لئے دعو کرتا ہوں اور پناہ دیتا ہوں۔

(نمبر ۱۰۰) (صفحہ ۵۱)

سکا جیوا دیکھا لہنے ہی نہیں ہے آپ پر مشورہ زبردست کا اوجا بتاتا ہے۔ اپنے منہ سے اپنی توفیق کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں تو پر مشورہ کا کیونکر ہو سکتا ہے؛ (چیزیں کہو جی کون دہر رہا ہے) سوامی جی کو خبر نہیں کہ خداوند تعالیٰ جبکہ بندوں کی ہدایت کے لئے کتاب بھیجا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اپنی صفات کا ذکر بھی کرے تاکہ بندوں کو اسکی صفتیں معلوم ہو سکیں پس اسمانی کتابوں میں جہاں جہاں صفات خداوندی کا ذکر آتا ہے اُس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ یہی ان صفات کے مستند ہوں نہ یہ کہ خدا کوئی شخص بیکتاب ہے سب سے ہمارے سوامی جی مارا ج سمجھے ہیں +

شعبہ کا جواب نمبر ۱۰۱ اور عرش کا جواب نمبر ۱۰۲ میں ملاحظہ ہو۔  
خوبی کیلئے نمبر ۱۰۳ دیکھو +

(۱۲۷) اور دیکھو کہ تو پہاڑوں کو گمان کرتا ہے تو ان کو جسے جوئے اور وہ چلے جاتے ہیں مانند گردنے والے بادلوں کے ساگر کی لہروں کی جس نے حکم کیا ہر چیز کو تحقیق وہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو (آیت ۵۵)

**حقوق** بادلوں کی مانند پہاڑوں کا چلنا مصنف قرآن کے ملک میں ہوتا ہوگا اور جگہ نہیں اور خدا کی خبر دہی تو باغی شیطان کو نہ پکڑنے اور سزا دینے کی ہی ظاہر ہوتی ہے جس نے ایک باغی کو اب تک نہ پکڑا اور نہ سزا دی اس سے زیادہ بے خبری کیا ہوگی؟

**مدق** { اللہ سے ایسے حسن پر یہ بے نیازیاں  
بندہ نوازا! آپ کسی کے خدا نہیں

سوامی جی اگر موجودہ عالم جی سے واقف ہو کر زمین کی حرکت کو مانے جاتے۔ تو اس آنت کو غیرت سمجھ کر مسلمانوں کو اُس کے منولنے پر زور دیتا مگر یہ قسمت کہاں پہنچے ہے یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کپال + بے کمالی میں بھی افسوس میں کامل نہ ہوا



سما جوا اسواء آت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے پہلے پہلے (فنا) کی حالت پہاڑ  
یوں حرکت کرتے ہوئے پھر ننگے جیسے بادل بلکہ ان سے بھی تیز اور انسان جو اسی زیر  
پہ ہونگے بوجہ حرکت کل زمین کے (جیسا کہ آجکل اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں) اس  
وقت بھی پہاڑوں کو اپنی جگہ بے ہونے سمجھینگے یہاں تک کہ کل دنیا کی چیزیں سب حرکت  
سے فنا ہو جائیں گی۔ ان معنی کی دلیل اگر قرآن سے ملتی چاہے تو سنو:

يَقْدِرُونَ عَلَى الْجِبَالِ أَنْ تَقْلُ بِثِيْفٍ مَّا نَبِيْكَ فَتَذَرُهَا قَاعًا مَّغْفًىًا لَّا تَرَى فِيْهَا مَعِيٍّ وَلَا مَكْرًا  
سوائی جی کا منقولہ ترجمہ ایک تو کیسے کہ بوجہ نقلی ہونے کے مطلب خیر بھی نہیں کوئی امر

صحیح ہے دوم سوائی جی نے اسکو سمجھا بھی نہیں +

سنو! ہم تم کو ایک واضح ترجمہ دیتے ہیں:-

اور تو سمجھتا ہے پہاڑوں کو جاتے ہے وہ جم رہے ہیں اور وہ چلنے جیسی بری :-

اترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب (دہلوی)

مگر آگے پیچھے اور محل مناسب نہ دیکھ کر معنی کرنا لے جا لوں کو علم کہاں" (پہرہ ص ۹۲)

شیطان باتوں کا جواب نمبر ۱۱ میں ملاحظہ ہو +

(۱۱۱) سورہ قصص بہ پس مکارا اس کو موسیٰ نے پس تمام زندگی اس کی کہا اسے

رب میرے تحقیق میں ظلم کیا جان اپنی کو پس بخش مجہ کو پس بخش دیا اسکو تحقیق وہ بخشنے

والا مہربان ہے اور پروردگار تیرا پیدا کرتا ہے بعد کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔

(آیت ۱۱-۱۲-۱۳)

محقق مسلمانوں اور عیسائیوں کے پیغمبر اور خدا کی رحمتی کا حال دیکھئے موسیٰ پر خیر

ایک انسان کا خون کری اور خدا معاف کر دے کیا یہ دونوں ظالم ہیں یا نہیں

کیا خدا اپنی مرضی ہی سے جیسا چاہتا ہے ویسا پیدا کرتا ہے؟ کیا اس نے اپنی مرضی ہی

سے ایک کرا و شاد اور دوسرے کو غریب ایک کو عالم اور دوسرے کو جاہل پیدا کیا ہے؟

خیر ہے اسکو مسکن قیامت پہاڑوں کی بابت پوچھتے ہیں کہ خدا ان کو ایسا کرنا چاہتا ہے یا نہیں

اپنی مرضی پر بلکہ نہ دیکھو گے +



اگر ایسا ہے تو نہ قرآن مجید اور نہ ظالم ہونے کے باعث بولنا چاہتا تھا اور نہ کہتا ہے ۔  
**مذکورہ** آگے چلے کو نہ دیکھنے والے انداز سے منور اسلئے تفسیروں ہے کہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام نبی ہونے سے پہلے جب سرسبز زمین کی مانگی میں تھے  
 ایک روز وہ پہر کے وقت شہر میں آئے تو دیکھا کہ وہ آدمی (ایک فرعون کی قوم کا اور  
 ایک حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کا) آپس میں مار رہے ہیں ۔ فرعون نے جو کہا اسرائیلی  
 پر ظلم کر رہا تھا ۔ عیسائیوں کے زمانہ میں جو چھپے کیا کرتے تھے ۔ اسرائیلی نے موسیٰ سے  
 فرمایا کہ اور اپنی مدد کو بلا یا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں ظلم دیکھ کر ایک تکا رسید کیا  
 تو اتفاقاً اسی گتے سے اور کا کام تمام ہو گیا حضرت موسیٰ کا دل سکرجان سے مارنے کا قصد  
 نہ تھا بلکہ موسیٰ دھپا دھول جبکا وہ ہر طرح سے مستوجب تھا مگر قضا سے اس کا اسی گتے  
 سے فیصلہ تمام ہو گیا ۔ اس پر حضرت موسیٰ کو سخت رنج ہوا تو خدا نے ان کو معاف کر دیا  
 مگر حضرت موسیٰ کا یہ کرلی گناہ نہ تھا ۔ کیونکہ مار دینا تو قصہ تھا اور نہ ہی کسی مہلک ہتیار  
 مارا تھا ۔ سچم اونہوں نے اپنی علوشان کے مناسب سے بھی گناہ سمجھا جس کی نسبت معافی  
 کی اطلاع خدا نے ان کر دی کیے اس پر کیا سوال ہے یوں نہ کہوں نہیں کہتے کہ توبہ سے  
 یہیں پہنچ ہے جو ہم بھی نہیں دیکھا حالانکہ کوئی نہیں ۔

سنا چو ! اگر اپنے سوا کے قول کی تائید میں ہو کہ ہمیشہ کا لکھ بھی ذکر ہو جاتا  
 ہے (نمبر ۱۱۲) تو کوئی اور کہ خدا سے الگ نہ ہو سکے اہل کسی چیز کی کمی نہیں ۔  
 بیشک خدا اپنی مشیت سے (مشیت اور رضا کا فرق نمبر ۱۱۱ میں ملاحظہ ہو)  
 جسے چاہے امیر کرے اور جبکہ چاہے غریب کرے ظلم توبہ کر کے بیکار ہو جاتی ہو ۔ اور نہ اسے  
 جب حق کوئی نہیں تو پھر جس حالت میں اپنی حکمت کے اظہار سے سکھ اسی میں اسکا دل  
 اور ہی اس کا رحم ہے سوا ہی جی جو کہ ہمیشہ پیر ختم (تاسخ) کا ذکر چیر دیتے ہیں جس کو ہم  
 بوجہ اسکے کہ اسی کتاب میں کہی ایک بار اسکی بفضل بحث مل سکتی ہے ٹلاتے پہتے ہیں مگر  
 یہاں پر تو ہماری رال بھی ٹپکتی جلتی ہے کہ ہم بھی سوا ہی جی اور ان کے پیروں سے ایک  
 سوال پوچھیں ۔



سماجیو! منبر ۱۷ میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ دنیا کو خدا نے ایک خاص وقت سے پیدا کیا ہے جس سے پہلے نہ مٹی (مفضل بحث منبر ۱۷ میں دیکھو) تو تیل اور آہٹ اور میں خدا نے سب لوگوں کو امیر اور حاکم ہی بنایا تھا یا نہیں اور سب کو آدمی بنایا تھا یا بعض کو حیوان بھی۔ اور اگر تھا ہے انہوں کی زیادہ پانہ ہی کریں تو یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ سب کو موعود بنایا تھا یا عورتیں بھی (کیونکہ عورت مرد کی توفیق بھی اعمال کا نتیجہ ہے) اور اس پرچ کر جواب دینا (کیونکہ رالہا کی کتاب میں دیکھو)

(۱۷۷) سورة الفلبوسٹ! اور حکم کیا ہم نے ان کو ساتھ ماں باپ کے جلائی سکھ اور جھگڑا کریں تجھ سے دونوں شرکاء لاوے تو ساتھ میرے اس چیز کو کہ نہیں واسطے تیرے ساتھ اے کے علم پس مت کہا ماں ان دونوں کا طرف میری ہے اور البتہ تحقیق جیسا ہم نے نوح کو طرف قوم اسکی کے ہیں رانج اس کے ہزار ہیں مگر پچاس ہیں کم (آیت ۱۷۷)

**محقق** ماں باپ کی خدمت کرتا تو اچھا ہے۔ اگر خدا کے ساتھ شرک کرنے کے لئے وہ کہیں تو ان کا کہنا نہ مانا یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر ماں باپ درویش کوئی وفیر کر نکال حکم دیں تو کیا مان لینا چاہیے؟ اس لئے یہ بات نصف (یعنی اور نصف) بڑی ہے۔ اگر نوح وفیر وغیرہ کو خدا ہی دینا میں محتاج تو اور دعوں کو کون پہچا ہے اگر سب کو دی بھیجا ہے تو سب ہی بغیر کیوں نہیں! اور اگر پہلے آدمیوں کی عمر ہزار برس کی ہوتی مٹی تراب کیوں نہیں ہوتی؟ اس لئے بات صحیح نہیں۔

**محقق** سو امی جی کلچر مان سولے سے لکھنے کے قابل ہے۔ کہ

سماجیو! منبر ۱۷ میں قرآن دیکھ کر سو امی جی کی دیانت اور لیاقت کی داد دو۔ ہم کہہ نہیں کہتے کیونکہ ہمارا کچھ حرج نہیں۔ مرنے اتنا پوچھتے ہیں کہ طرف میری سے کیا معنی ہیں۔ قرآن مشہور دیکھ کر بتلانا کہ آگے بھیجے نہ دیکھنے والا کون ہوتے ہیں۔ منہ







کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے پس وہ بیچ بلغ کے بناؤ کروائے جائینگے اور اگر  
بھیج دیں ہم ایک بار پس دیکھیں اسکو کھیتی زرد ہوئی۔ اس طرح مہر رکھتا ہے اللہ  
آپ دلوں انکے کے کہ نہیں جانتے (آیت ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵)

**محقق** اگر اللہ دوبار پیدائش کرتا ہے اور تیسری بار نہیں کرتا تو پیدائش کے  
پہلے اور دوسری پیدائش کے بعد کیا مٹیادہتا ہوگا؟ اور ایک دوبار پیدائش  
کرنے کے بعد اسکی قدرت یعنی طاقت بھی اور زائل ہو جاتی ہوگی اور اگر روزِ عمل ہوگا  
لوگ تا امید ہونگے تو اچھی بات ہے مگر اس کا مطلب کہیں یہ تو نہیں ہے کہ مسلمانوں  
کے سوا سب گنہگار سمجھ کر ناب کھو جائینگے؟ کیونکہ قرآن میں کسی مقاموں پر گنہگاروں  
سے مراد غیر مذہب والوں سے لگتی ہے۔ اگر باغ میں رکھتا اور سنگار کرنا بھی مسلمانوں کی  
بہشت ہے تو اس دنیا کی مانند ہی ہے اور کیا وہاں باغبان اور زرگر بھی ہونگے یا  
خدا ہی باغبان اور زرگر وغیرہ کا کام کرتا ہے اگر کسی کو کم زیور ملتا ہوگا تو چوری بھی ہوتی  
ہوگی اور وہ بہشت میں سے نکال کر چوری کرخیالوں کو دوزخ میں بھی ڈالتا ہوگا مگر  
ایسا ہوگا تو یہ بات کہ ہمیشہ بہشت میں رہینگے جھوٹ ہو جائیگی۔ اگر کانوں کی کھیتی پر بھی  
خدا کی نظر ہے تو علمِ زراعت کھیتی کرنے کے تجربہ بغیر کیسے آگیا۔ اور اگر زمین کیسا  
جادو کہ خدا نے اپنے علم سے سب باتیں جان لی ہیں تو ایسا ڈرو کہانے سے وہ اپنے غرور  
ظاہر کرتا ہے۔ اگر اللہ نے رھوں کھدو پتر مہر لگا کر گناہ کر لیا ہے۔ تو اس گناہ کا جوابہ  
دی ہوگا۔ روح نہیں ہو سکتی جس طرح کہ نوح و شمس کا ذرہ وار سپہ سالار ہوتا ہے۔ ویسا  
ہی سب گناہ خدا کو حاصل ہونگے۔

**محقق** اس مجولے پن کے قربان ایچ ہے۔ لولا الحماۃ لم بطلت الدینا۔  
اس نمبر کی کل باتوں کا جواب باقی نمبروں میں آچکا ہے سو امی جی کو قہ پانی  
بلونے کی عادت ہے خدا کی بیکاری یا باکاری کی بحث نمبر ۱۴ میں دیکھو۔ بے شک مجرم  
وہی ہیں جو خدا کے ساتھ شریک کریں مسلمان یا کافر۔ یا جو اس کے حکموں کی جو اس نے

لے اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا برباد ہو چکی (عزلی مقولہ)



اپنے بچے فیوں کے ذریعہ بندوں کے لئے بھیجے ہیں کہ یہ کریں اسکا ذکر بھی کئی دفعا چکا ہے۔ سوائی جی! کہیں دیدوں کا منکر محدود نہیں ہستیارت پر کاش صوفیہ ۱۲۴ کیسے کہ جواب میں بیٹت کا جواب نمبر ۹ و نمبر ۱۰ و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ ہے سب کی فضائل و بیڑائی سے ہم کا منکر یہ بھی سن رکھئے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقٌّ مَعًا عَلَى الْكَافِرِينَ

نہ کوئی کسی کا نہ لہر چڑائیگا نہ کسی کو بُرا اہل اکہیگا۔ بلکہ سب کے سب  
أَخَوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ

سوائی جی! پریشور نے شرعی دینا اکہ بہانوں (اجزاء) کو جمع کر کے موجودہ صورت میں اپن (پیدا) کیا تو اتنا بڑا کام بے تجربہ کیسے کیا ہوگا، آپ کے اس سوال کا جواب قرآن نے ان لفظوں میں دیا ہے۔

مُتَقَابِلِينَ وَاللَّهُ حَقٌّ قَدِيرٌ

اُسے ایسی سمجھ پر تھپہ جاتا ہی نہیں جانتا۔

یہ پیشور کے آہ نہیں۔ لیکن اپنی طاقت کے ساتھ سے سب کو بنا کا امداد رکھتا ہی ہاؤں نہیں لیکن وہ بڑے ہونے کا سب سے زیادہ صاحبِ رحمت ہے۔ آگہ نہیں لیکن بکھر چکا ہے۔ دیکھتا ہے۔ کان نہیں۔ چہرہ سب کی باتیں سناتا ہے۔ دستاویزہ صوفیہ ۱۲۴

مہر لگانا جواب نمبر ۹ و نمبر ۱۰ میں آچکا ہے

(۱۲۴) سورہ لقمان :- یہ آئیں ہیں کتابِ حکمت والی کی۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو اور ڈالنے زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاویں کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ کشتیاں چلتی ہیں بیچ دریا کے ساتھ نعمتوں اللہ کے تاکہ وہ بکلاہی تکوین میں اپنی سے (آیت ۱-۹-۱۲۴-۱۲۵)

لے گا فزوں پر جنت کی نعمتیں حرام ہیں علیہا میں کی طرح ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہونگے۔  
لے گا فزہ کی شان کے مناسب اس کی قدر نہیں کرتے۔



**محقق** آہ منسوب وادہ حکمت والی کتاب نوٹ کیے کہ جس میں بالکل علم سے فہم  
 لاؤں گی یہاں سے دوسرے میں ستون لگا لے اور زمین کو قلم رکھنے  
 کی واسطے پہاڑ رکھو گا ذکر ہے۔ تھوڑے علم والا بھی ایسی شے ہرگز نہیں کر سکتا اور  
 ایسی باتیں مان سکتا ہے اور حکمت کی بات دیکھے کہ جہاں دن ہے وہاں رات نہیں  
 جہاں رات ہے وہاں دن نہیں اور اس کو ایک دوسرے میں داخل کرنا کبھی ہرگز ممکن  
 نہ ہوگا کی بات ہے اسلئے یہ قرآن الم کی کتاب نہیں ہو سکتی کیا یہ خدا ان اہل علم کی بات نہیں ہے  
 کشتی کو آدمی بھرا اور اندرون سے چلتے ہیں یا خدا کی ہیرا پانی سے۔ اگر لوہے یا چتر  
 کی کشتی بنا کر سمندر میں بھلائی جاوے تو خدا کا نشان ڈوب تو نہ جائیگا۔ یہ کتاب نہ کسی  
 عالم اور نہ خدا کی بھلائی ہو سکتی ہے +

**مراقب** ماراج! دہن ماراج! پچ ہے۔  
 کشتی کی نقل داخل ہو جاتی ہے اور یہاں سے کشتی نکلتی ہے۔  
 آسمان کی چوٹی پر ڈیرہ کا ذکر نمبر ۸۰ و نمبر ۱۲۰ میں اور زمین کی حرکت کا ذکر  
 نمبر ۱۱ میں ہے۔

نماظر میں! سوای جی کی دیانتداری کو دیکھے ایسی چال کی کہ قرآن میں تو بے سبب  
 کہہ چنا ہے ہم نے سوای جی کے منقولہ ترجمہ پر غلط فہم رہا ہے اور سوای جی اس پر عجوبہ کا  
 ستون لگاتے ہیں پھر اس پر تے پر سادہ اور یوگی؟ اور سنیاسی اور سوای جی ہمارا  
 اور کیا نہیں کیا! پچ ہے۔

کئے لاکھوں تمام اس پہاڑ میں آئے پھر + خدا تاخیر نہ کرے کہیں جوتے تو کیا کرتے  
 دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرنے کے وہی ہیں ایک تو یہ کہ رات کو رات  
 نہیں رہتی اور رات آجاتی ہے۔ اس طرح رات کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو دن کی  
 روشنی ہو جاتی ہے دوسرے سنیاسی کہ کہیں دن چھٹا اور کسی رات چھوٹی +  
 ان کشتی کا سوال خوب کیا سمجھو اور منور کا پرمان سکھو!  
 نہیں بلکہ میں علم اور دہرہ کی ترقی اور رات کی ترقی ہے وہ میرا پوچھنا تھا کہ ہاں ہے



میں اس طرح سے کہ گویا وہ اس کے لئے ایک عرش و طاقت کا مرکز ہے۔ (پہلے پڑھ لیں)۔  
 بتلاؤ! اس وقت تمام دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اللہ ہر دم کا تشریف لے گیا ہے۔ ایسا کہ قیول  
 سوائی ہی ابدیوں کی توحید کو بت پرستوں نے طعنا میٹ کر دیا اور کرہ ہر جن  
 اب تو پتہ نہ ہے کہ کون کون سے لوگ ہیں؟ پھر یہ کہ انہوں نے جو (چیزیں)  
 آدھری اور گھڑیوں کے مالک ہیں چلا کر تو داد پائی اور انہیں قیمت سے لیکر  
 کھلا دیں جن سے وہ قوت پا دیں اور یہ مسخوری کہیں میں قوت دیتا ہوں کیا  
 کسی دوزان (عالم) کے ہاتھ سے؛ لہٰذا بل چیرنا  
 سماجیو! انصاف سے کہنا ایسا سوال کرنا کسی آئینہ خدا کے قائل کا کام ہے  
 یا ہتک دہریہ کا؟ سچ کہتے ہو کسی کی رعایت نہ کرنا۔ وہ تھا راجہ تھا اصول سنو  
 ہو جائیگا +

اور ۱۵ سورہ سجدہ ۱۵ تیسرے کتابے کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا  
 ہے طرف اس کے سچ ایک دن کے کہ بقی مقدار اس کی ہزار برس یا ان برسوں سے کہ  
 گتے ہو تم۔ یہ ہے جاننے والا غائب کا اور حاضر کا غالب مہربان یہ ہر تندرست کیا  
 ہو سکو اور یہ بھی نہیں اس کے روح اپنی کہ قبض کر لے گا تم کو فرشتہ موت کا وہ جو مقرر کیا  
 گیا ہے ساتھ تبارک اور اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم ہر ایک روح کو ہدایت اس کی  
 لیکن ثابت ہوتی بات سیری طرف یہ کہ البتہ ہر دنگ میں دو رخ کو جنوں کے اور آدمیوں کے  
 اکٹھے (آیت ۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱)

**محقوق**۔ مآب کو ٹیک ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کا خدا مثل انسان کے محدود امکان  
 ہے کیونکہ اگر محیط کل ہوتا تو ایک جگہ سے انتظام کرنا اور اترنا چڑھنا۔ یہ  
 باتیں نہ ہوتیں۔ اگر خدا فرشتے کو بھیجتا ہے تو خود بھی محدود امکان ہو۔ کیا آپ آسمان  
 پر ٹکا بیٹھا ہے اور فرشتوں کو دوڑاتا رہتا ہے اگر فرشتے رشوت لیکر کوئی معاملہ بگاڑ دیں  
 یا کسی مژدہ کو چھوڑ جائیں تو خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے؟ معلوم تو اس کو ہو جو کہ ہمہ دان  
 اور محیط کل ہو۔ سو وہ تو سب ہی نہیں۔ اگر ہوتا تو فرشتے کے بھیجنے اور کئی لوگوں کے



مختلف طور پر آزمائشیں لینے کا کیا کام تھا، پھر ایک ہزار برس کا عرصہ گنگا اور آنے جانے کا انتظام کرتا یہ باتیں تبلیغی میں کہ وہ قادر مطلق نہیں ہے اگر موت کا فرشتہ ہے تو اس فرشتے کا ماریوالا کوٹنا ہلکا کو ہے؛ اگر وہ ہمیشہ سے ہے تو حیات ابدی میں خدا کے برابر شریک ہو گیا۔ ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں دو دن بھر نے کیلئے دو کوٹوں ہلاتے ہیں کر سکتا اور اگر اون کو بلا گناہ کو اپنی مرضی سے دو دن بھر کے اوکو تکلیف دیکر متاثر دیکھتا ہے تو خدا گنہگار عالم اور ہر دم ہو گا۔ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں نہ وہ عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے اور جو رحم اور انصاف نہیں رکھتا وہ ہر گز خدا ہو نہیں سکتا۔

**مدققت** تدبیر خداوندی کے حسی نمبر میں گز چکے ہیں کسی چیز کا نہ اکی طرف

چو ہوا اس کے قبول ہونے سے مراد ہے سلو!

إِنِّي لَيَعْلَمُ الْكَلِمُ الْقَلِيبُ

فرشتوں کو آپ نہیں جانتے نہ دیکھ سکتے ہیں جس دن و کیم ہو پھر آپ کی خیر نہیں

يَوْمَ يَرْزُقُ الْمَلَكُ الْكَشَوَى يَوْمَ يَرْزُقُ الْمَلَكُ الْكَشَوَى

وہ اہل نفس نہیں کہ کسی سے رشوت میں آپ خاطر جمع رکھیں اور انکی تعریف یہ ہو۔

لَا يَصْنَعُونَ اللَّهُ مَا أَمَرَهُمْ

اگر فرشتہ رشوت لیکر کسی مجرم پر بے وجہ رحم کر بھی جائیں تو خدا کے عالم الذیب سے وہ نورا وہ مجرم اور فرشتہ نہیں چھوٹ سکتے۔ ان یہ خوب کہی کہ خدا کو کیا معلوم ہو سکتا کہ معلوم تو اسے ہو جو ہمہ دان ہو۔

ناظرین! سوای جی کا سا دھنچا دیکھئے کہ "دورخ گوتم بر دگو تو" سے بھی نہیں ڈرتا ہم نے انہیں کے منقولہ ترجمہ پر خطا پہنچ کر دکھا دیا ہے کہ خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور مقامات تو جانے دو ذرا نظر اسکا کہ اسی نمبر کا منقولہ ترجمہ زیر خطا ملاحظہ کریں صلیح خدا نے ظاہری سامان بارش روئیدگی وغیرہ کے اباب بنا رکھے ہیں۔ اسی طرح باطنی

لے خدا کی طرف ایک باتیں چڑھتی ہیں (یعنی وہ قبول کرتا ہے) لے کافر جس دن فرشتوں کو دیکھینگے اور ان کی چیز ہوگی (یعنی عذاب میں چھینکے) لے فرشتے خدا کی بے فرمانی کسی لمحہ نہیں کرتے۔



انکو بندوں کی بات دینا کہ مخلوق میں ذرا بے فکر نہ ہو۔ سوالی کی تفسیر  
 اہل حق میں آئے ہوئے نظام عالم پر ہی فرض نہیں کرتے ہزار سال کے دن کے معنی  
 سوالی ہی ذمہ ہوتے تو ان سے کہتا ہوں کہ اس لئے جہیز ہم دے دیتے۔ مگر کیا کریں سماجی  
 مصلحتوں کی خاطر ہے۔ سنو

مفتی

ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے کوئی خاص حق یا زمانہ مراد نہیں۔ کیونکہ  
 قیامت کے دن کی تو کوئی تہیہ بھی نہیں البتہ الفاظ قرآن میں موجود ہے دن  
 ایکوں میں چھال ہے لفظ وارد میں قیامت کا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ ان مقلات میں  
 خداوند تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے یہاں آیت کے معنی صاف ہیں کہ خداوند تعالیٰ عالم  
 دنیا میں جو تدابیر اور احکام نافذ کرتا ہے ان کی تعمیل اور تکمیل ایک دن میں آتی ہوتی  
 ہے یعنی کسی زبردست سے زبردست بادشاہ کو ملکوں اور تدبیروں کی ہزار سال میں  
 ہزار سال میں قیامت ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام میں پچاس ہزار سال فرماتے ہیں  
 (دیکھو نمبر ۱۳۶) قرآن کی دوسری آیت قرآن معنی کی شہادت دیتی ہے سنو  
 اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مَّا قَدْ وُتَّ

تہا کہ یہ روز کا ایک دن تھا اسے ساری ہزار سال کے برابر ہے یعنی  
 اس کے ایک دن کے کام آتے ہیں کہ تم سب مخلوق ملکر ہزار سال بلکہ پچاس ہزار سال  
 تک بھی کرنا چاہو تو نہ ہو سکیں۔ پس اس آیت کے معنی اور آیت کن کے معنی ایک ہی  
 ہیں (دیکھو نمبر ۱۳۷)

مگر اگرچہ محل وقوع مناسب نہ دیکھو وہاں ہمارے علم میں وہاں کا حال  
 اعتبار دہو تو منوی کا پیرا ان سنو

خدا کے نام پر قدیم زمانے کا نام خدا کا دن ہے دن کے حالت کی اصطلاح  
 خدا کی حالت ہے (دیکھو نمبر ۱۳۸)

پس خدا کی دنوں کو بھی اسی طرح قیاس کریں  
 سوالی کی امداد اس لئے تو قدیم ہو کہ خدا کے ساتھ نہ ہوں اور نہ خدا کی



مخلوق جو کرکھت اس کا مکہ زندہ رہیں۔ وہ کیونکر خدا کا شہ یک ہو جاوے۔  
(کہو جی کون دہرم ہے)۔

خدا کسی کو بلا جرم و دلخ میں نہیں ڈالے گا۔ **سُورَةُ اِنْشَاءِ** **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ**  
۱۲۷۰ سورہ احزاب و مکہ پر گزرتے فائدہ دینگے ٹکڑے ہاگنا۔ اگر جاکو گے تم موت  
سے یا قتل سے۔ اے بیویوں کی جو کوئی آدمی تم میں سے ساتھ بھائی ظاہر کے دو چند  
کیا جاوے لگا واسطے اُن کے عذاب اور ہے یہ اور پالنے کے آسان (آیت ۶۷)۔  
**محقق** یہ خود صاحب نے اس واسطے لکھایا کہ جاکو کہ جاکو میں کوئی نہ بھاگ  
اپنی نیت ہو اور مرنے سے بھی نہ ڈریں عیش و عشرت کے سامان بڑے ہیں  
کی اشاعت ہو اور اگر بی بی بھائی سے شادی کر لیا پیغمبر صاحب حیا ہو کر آویں؛  
پیہوں پر عذاب ہو اور پیغمبر صاحب پر عذاب نہ ہو۔ یہ کس گھر کا انصاف ہے +

**مذمت** مصداق کا جواب منبر دینہ میں ملاحظہ ہو۔ جہاں جہاد کی تحقیق ہو چکی ہے  
جہاد سے نہ بھاگنے کی تعلیم منوٹی کے الفاظ میں سنئے :-

”کشتی میں جو میدان چھوڑ دیں تو کشتی نہیں ڈوبے گا (۹۸)۔“  
سوامی جی! آپ کو گرو نے یہی تعلیم دی تھی کہ جس بات کو نہ سمجھو اس پر اعتراض  
کو نہ کیا!

نیک پالی اور جہاد وہ شخص جو خدا اور انسانیت سے سوال کرے (ستیا رتن ۳)۔  
پیغمبر کی بیویوں کو اس لئے بھجایا گیا ہے کہ انہیں گھمنڈ نہ ہو کہ ہم جہاد میں۔ کریں  
جس کوئی مواخذہ نہیں۔ یہاں ہوا شہزادوں کو ہڈا کر تا ہے اس میں پیغمبر کا کوئی ذکر نہیں  
ہاں اور کسی ایک مقامات میں پیغمبر صاحب کو بھی گناہ ہونے پر ایسا ہی دیکھا گیا ہے سنو!  
تَمَكِّنْ لِّكَوْنِكَ لِيُحِبُّكَ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَائِرِيْنَ  
کہئے آگے جیسے کہ وہ کہنے والے کون ہوتے ہیں؛

لے کر قتل کیا کہ اس میں جی ظلم تو کر رہے ہیں کہتا +  
تو اگر کسی شہزاد کو ہڈا کر دے تو اس میں سب بھائی ہو جائیں گے اور آخرت میں نقصان اوٹھائیں گے +







بتا کر دینے والے ہٹا کر لے گا تو اس کا تہا پہ پہلے کی جود کر بھی لکھیں ڈالنے سے بغیر صاحب  
 نہ ہو سکے تو اوروں سے کہو کر چھ ہونگے بالی چالا کی بھی بڑی بات کر نوال کی بڑی  
 ہونے سے نہ کہ نہیں سکتی کیا اگر غیر عورت بھی بی سے خوش ہو کر بیاہ کرنا چاہتے تو بھی  
 حلال ہوگی؟ اور تو بڑے گناہ کی بات کہ نہ ہی جس عورت کو چاہو منہ پر ڈکڑا کر دیکھو صاحب  
 کی عورتیں بغیر صاحب کے قصور وار ہونے پر بھی اور لگو کہ کسی نہ چھوڑ سکیں۔ اگر بغیر کے گھر  
 میں دوسرا کوئی ذنا کار ہی کی نیت سے داخل نہ ہو تو ویسے ہی بغیر صاحب کے بھی کسی کے  
 گھر میں داخل نہ ہونا چاہیے کیا بی جس کسی کے گھر میں چاہے عورت داخل ہو سکے اور  
 پھر معزز بھی بنا ہے؟ پہلا کون عقل کا اندام ہو گا کہ جو اس قرآن کو خدا کا بایا ہو لاء  
 محمد صاحب کو بغیر اور قرآن کے بتلا کر جو سے خدا کو سچا خدا مان سکے یہ تو عجب کی بات  
 ہے کہ ایسے غیر دلائل خلاف ہر مذہب کو اہل عرب کے قبول کر لیا۔

**مذہب** عورتوں کو گھروں میں قید رکھنے کا کوئی حکم شریعت اسلام میں نہیں ملے صرف  
 یہ ہے کہ غیر عورتوں سے جن کو نکاح درست ہے۔ اپنے آپ کو بچاویں کہ وہ  
 دیکھ کر فریفتہ نہ ہوں یا کم سے کم انہیں بڑا خیال پیدا نہ ہو تاکہ زنا کاری حتی المقدور بند ہے  
 گو یہ مطلب کسی تائید کا محتاج نہیں تاہم اپنے سماجی دوستوں کی خاطر سوای جی کے قول  
 سے اس کی تائید دکھاتے ہیں تاکہ سماجوں کو پنڈت جی کی کمالیت کا اعتراف ہو کہ جس  
 بات کو خود ہی بڑی سیالو سے بیان کرتے ہیں اگر وہی حکم اسلام میں دیکھیں تو میا خستہ  
 اعتراض سوچا جاتا ہے پس سنو! پنڈت جی کا پران ہے:-

ہر روز کھول کے در سے میں سب عورتیں باہر مردانہ عرصہ میں مرد ہوں روزانہ در سے میں  
 پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹ شال میں پانچ برس کی لڑکی بھی نکالتا ہوں (ستیا رتھ ص ۱۱۱)

**اور کہئے!**

عورت مردوں کا منہوں میں میل چول ہونے سے زنا کاری۔ لڑائی۔ بکھیرا

اور جاپاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں! (ستیا رتھ ص ۱۱۱)

کوئی پنڈت جی سے پوچھے اتنا پرہیزگنوں کو کہ پانچ پانچ برس کی لڑکی اور لڑکا



بھی آپس میں زلمیں میں غم میں آگاہ ہوں ہی کیا ہو گا، تو شاید اس کا جواب دیتا  
 پنڈت جی بھی کہیں گے کہ مراد مراد کی مثال شیدائیں پوڈنگ ہوتی ہے جو الگ  
 الگ تو کچر نہیں۔ مگر ہوش ہونا کرنی میں کچر ہے۔  
 باب کوئی باتیں میں ہم انکو جوڑ دیتے ہیں + جپ آنجیں پادری میں بخت آہی جاتی ہو  
 اور شیفٹے ہونی کی اسنو ہی کیا پران دیتے ہیں؟

ساری اندریوں کو بنا سے میں میں رکھتا ہوں گورڈو قاعدہ جو قاعدہ تھا جسکا اندریوں  
 کی کشش یا بھی تعلق سے ہوتی ہو چنا پڑ سونجی نے فرمایا ہے اعتبار اس قدر ہوت  
 میں کہ کاں۔ تاس اور ڈکی دھیرہ کو ساتھ ہی ہوشیار سی سے ہونا چاہئے۔  
 کار کیا کہتے ہیں (الکاش منوی ص ۱۰۰)

سٹی جی نے اس بات پر غور نہیں کیا۔

وہ کجگوں شریعہ الجاھدیتہ الاوتی

سوامی جی اگر آج زندہ ہوتے تو ہم انہیں ان عورتوں کا حال دکھاتے جو زور اور  
 لباس سے آراستہ پیراستہ ہو کر بازار و منہیں بھرتی ہیں اور جو اس وقت جو ان سے لیکر  
 پوڈ سے تک بازاری دوکانداروں پر بوجھ پڑان منوجی حالت گزری جو ان کی زبانی  
 داستان سناتے۔ سماجی اگر چاہیں تو ہم ان نیم مقتولوں کی طرف سے اب تک نقل کفر  
 کفر ناشد محقر سے لفظوں میں ادا و مضمون کر دیتے ہیں تاظرین من سات رکہیں۔  
 سنو اگر کوئی اس وقت آہ و بکا کرتا ہوا کہتا ہے  
 "اے یہ زلف سیاہ ڈس مگر ناگن بکے"

کوئی چلا تا ہوا کہتا ہے۔

دیکھو اس چشم کی شوخی + جب کسی پار سے ڈتی ہے

نہ ایک دوا کا نام ہے بلکہ وہی ہوتی ہے ایک ایک برتن میں گھونک رہا کہ کڑا تے ہیں تو ایک چشم اور  
 احوال ساتھ ہی وہ اکثر غفلت سے ملتا ہے دیکر کہ ہیں۔ ہمارے تعینات ہونے کے مخالف بھی غفلت میں  
 تھے یونہی کی طرف سے باہر نکلا کر دیکھتے ہیں کہ کھڑکی حالت میں نکلا کرتی تھیں۔



کرنی لپٹے مرد کی کہانی یوں مشہور ہو کر گئی تھی۔

ملا بھڑکے گشت و گفتار تھا کھاڑی + خود موئے اندر دھیا رہا ہاتھ نہ اٹھ

کسی کوئی سوچتی ہے۔

ہم ہر شے کو سمجھتے ہیں کہ تیرے ہونے + انہیں زلفوں کو سب اسیر ہوئے

اگر ان سے کہیں بیایو اپنی نگاہیں نیچی رکھو تو اس کا وہ عقول جواب دیتے

میں سنو! وہ کہتے ہیں اسے

کون رکھتا ہے ایسا بگڑ گیا ہے تو دیکھو اب وہ ہر دیکھیں تو

اور اگر ان کو زیادہ ہی حق کرتی ہیں تو وہ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اور نہ پٹ ہو کر کہہ

لگ جاتے ہیں۔

بل بے غورنی زاہد اگر میرے دیکھے کو + منع کرتا ہوں تو یہ اور تماشا دیکھو

غرض جتنے منہ اتنی باتیں جتنی تو یہ ہے کہ ایسی باتوں کے اظہار میں بازاری آدمی

کسی قدر معذور بھی ہیں کیونکہ۔

دیدار سے غالی و پرہیز سے کہنی + بازار و شیش آتش تاثیر سے کہنی

سُبحان اللہ انہی غرابوں کے مٹانے کو بانی فطرت نے جو انسان کی فطرت

سے پورا واقف ہے انسانی فطرت کا لحاظ رکھ کر ارشاد فرمایا ہے:-

وَلَا يُلْقِيْنَ رِيْقًا مِّنْ اِلٰهٍ اَوْ اِنْسٍ اَوْ رِيْقًا مِّنْ اٰیٰتٍ اٰتٰىكَ لَعَلَّكَ تَتَّقِیْ

خدا اور رسول کے حکم ماننے کے۔ یعنی میں کہ جو حکم خدا یا رسول الہام رسول پر پہنچے اور

رسول کے حکم سے یا کسی عمل کی تفصیل کر کے یا وہی عمل کر کے دکھاوے جیسے غار خیر

تو اس کا ماننا نہیں ہو اور اگر کوئی حکم دینا دے یا تو اس کے متعلق کہے تو اس کے ماننے کا نہیں اثر

حاصل ہو سکتا ہے اور مشورہ نہ ہو کہ حضور نے خود فرمایا ہے: مَا نَقَمُ اَعْلَمُ بِاَمْرِ دُنْيَا كَمَا نَحْنُ

لَا نَرٰی اِنْ اِنَّا نَرٰی دُنْيَا مِمَّا نَرٰی اِنْ اِنَّا نَرٰی دُنْيَا مِمَّا نَرٰی اِنْ اِنَّا نَرٰی دُنْيَا مِمَّا نَرٰی

اور بازار میں جتنے گشت تمام کپڑوں سے اوپر ایک بڑی چادر بٹا کریں +

کے دینا کے کام تو خوب جانتے ہو +







چوڑے پر آمادہ ہوا چوڑے پر نہانے خود بر سر سفر زور دیکر آیا تھا اور مشہور بھی تھا کہ یہ حضرت  
 لے ہالک بیٹا ہے اس نے اپنے آپ سے بہت سمجھایا کہ تو زینب کو چھوڑ نہیں۔ اس میں اس  
 خدا سے ڈر کسی شریف عورت کو مولیٰ کی خطائی پر ملائی دیکر رسوا کرنا اچھا نہیں۔ کفر صبر  
 چھوڑنے ہی پر بلند ہوا تو اپنے زینب کو اس زخم کا علاج بھرا اسکے بوجھ کا کسے حرم حرم  
 بنایا باواسے کہ نہ نکاح اس وقت کسی سلمان عورت کی عورت اس سے زیادہ نہیں تھی کہ وہ غیر  
 کی بیوی ہو۔ مگر ملک کی رسم تھی کہ لے ہالک کی بیوی میں مثل مسلمانی کے بیٹوں کے سمجھی  
 جاتی تھی۔ لیکن شریعت اسلام میں یہ حکم اس طرح نہیں تھا۔ اسلام میں بیوی بیٹے  
 بیوی حرام تھی لے پاک کی نہیں۔ بلکہ لے پاک وارث بھی نہیں ہے۔ کیونکہ لفظ کا  
 تعلق اُس میں نہیں۔ اسلئے بغیر یہاں دو تین طرح کی کشمکش میں آئے زینب کی  
 خاطر داری اور دجولی کا تقاضا۔ ملک کی رسم کا خیال۔ اُس ناچار زینب کو جہاں کہو  
 میں نہ اکافوف میں لے آئے آپ نے جہاں ملک کی اور رسموں کو تیاگ کر چھوڑ دیا  
 مستقل ریفارموں کی طرح اسکی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور زینب کو بعد چھوڑ کر زینب کو حرم  
 محرم بنا لیا۔ سنا قرآن خود اس قدر کو مختصر کر کے بیان کرتا ہے :-

اِذْ تَقُولُ لِلَّذِي اَنْفَسَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْتَ عَلَيْهِ اَمْسَيْتَ عَلَيْكَ زَجَاجَةٌ وَاَنْتَ  
 اللّٰهُ تَخْفِضُ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَى الْاَنْفُسُ فَذَكَّرْنَا  
 قَوْمًا مِنْهُمْ اِذْ قَالُوا لِيْكَ مَا لِيْكَ اَلَمْ يَكُنْ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ  
 رَاٰ اَقْضَوْا مِنْهُمْ دَعُوْا اِذَا كَانَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَقْضُوْا

یعنی جب تو نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کو جس پر اللہ نے اور تو نے جلی سان  
 کئے تھے بہت کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے جی میں لایس  
 کے نکاح کرنے کے متعلق خرابی کو اچھا سمجھتا جو خدا کو ظاہر کرنا تھا۔ اور تو لوگوں  
 سے ڈرنا تھا حالانکہ اللہ سے ڈرنے کا حق زیادہ ہے۔ پس جب ذیہ ریسرے  
 لے پاک نے اُسے چھوڑ دیا تو ہم (خدا) نے تیرے ساتھ اور نکاح کر دیا یعنی اجازت  
 دی تاکہ مسلمانوں کو لے پاکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جب انہیں چھوڑ دیں



نہ ہوا اللہ کے کام کے ہو کر ہوتے ہیں۔

تھا اسکے ہمارے ہے کریم اپنے مہالوں سے چک۔ پھر یہ۔

قیسا یو! اور ویانڈو! ابابیل کا کوئی دس یا دس کا کوئی منہ لکھتے ہو کہ  
سکو ہو! جبکہ مطلب یہ ہو کہ لے بالک بچے کی بوی سے نکاح کرنا ہی ہے کہہا اترم  
نکو منہ لکھنا نام ہیں۔

قیسا یو! نہیں تو غاص طور سے شرم چاہے کر تم رو میں کہ ہم باب کی  
وا کو بھی نہیں دیکھتے سنو!

نہاں سفیدیت نہیں۔ وہاں تھراں میں ہیں۔

نہاں قاتل نہیں وہاں موافقہ ہا و جرم کیا۔ یا تو کوئی آلت قرآن کی رہا ہی  
معت سے ہم یہ بھی کہتے ہیں! ابابیل کی جلاؤ! اس اختراہہ لاری اور پتان بازی  
کو طہس لرو

ویا منڈو! اپنے استاد دیسائیوں کی لرم ہما کے چھ نہ پلو کوئی رو سنری لرو  
مطرون کا بگاڑ۔ نہ وہید کی اطاعت کا نام۔ یسے سے شرم کرو۔

اگر کسی دوسرے ہر مشاشر سے تہاؤ تہاؤ پہلے یہ کہہ لو کہ وہ اس بیان میں حاضر ہو  
وہ وہ کو سب چائیوں کی کان اور سب علوم کا خزانہ کہہ کر یہ کہنا کمال ہو۔

سوامی جی! یہ بھی بچتے ہیں کہ یہ کس کا جیہا تھا پنڈت دی اگر جیتے ہوتے  
تو سٹائی کے غیر ایسا مشکل سوال ہم کہیں نہ بتا سکتے۔ اب دیا تہ دیوں کی خاطر ہیں  
جہد کرتی ہے لو سنو!

عادتہ کا میرا تہا جہا پنچ جب۔ قرآن میں ملے پانکوں کی بہت کم آہ کہ

انفجرت لاکر جہا

نورین بن محمد کی بجائے زید بن عارضہ اس کو کہا گوتے تھے۔

جسک جیسا اوروں سے یہاں ہے ویسا ہی نبی سے ہے آپ نے کوئی آلت اس  
مضوں کی لگی ہوئی۔ جسکا یہ مطلب ہوتا کہ نبی سے یہاں نہیں تو ہم جواب دیتے



پندت ہی ایسی چالاک سے بدکر ہی کوئی بڑی بات ہو سکتی ہے کہ آپ بیٹے اور  
سے چالاک میں فرق نہیں کر سکتے اور دھوکا دینا کر کہتے ہیں کہ عیب بیٹے کی ہوتی ہے مگر  
میں ڈالنے سے بغیر صاحب بزرگ کے تو اور اس سے کیا کر رہے ہو گئے رہ گئی اور  
سہا ہو چو کر ایسا معاملہ اور فریب دہن! کس سے ہے یہ

پندت لقمہ شاپی دوڑا کر پٹخ + یہاں کن ایسا والا آپ بند سیر پچ  
سما جیو! سوا ہی بی کی خوش فہمی کی داد اور کہتے ہیں کہ غیر عورت بھی بی بی سے  
خوش ہو کر بیاہ کرنا چاہیے تو نال ہوگی پندت جی کہ ہمیشہ غور و فکر میں انہیں اتنا  
بھی معلوم نہیں کہ غیر عورت ہی سے بیاہ نہ آتا ہے۔ بیاہ سے پہلے وہ اپنی عورت کے  
ہو چکی ہیں بیاہ کرنا سبکی ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیاہ کر کے الگ ہو سکتی ہیں۔ صلح  
نام سلسلہ ہوگی یا اپنے غیر صاحب کو فاسق و فاجر و بدعنوان سے قرآن میں منع آیا ہے۔  
تیس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس بڑی کہ سفر وغیرہ میں ساتھ لیا نا چاہو تو بچہ چھوڑ  
کا خیال ہو۔ تو یہ بھی کر سکتے ہو اور ہیں

نہیں معلوم پندت جی نے یہاں پندت ازواج سے کیوں بحث نہیں کی۔  
ایسا نرم ٹکڑا کیوں چھوڑ دیا۔ بعد غور یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پندت جی کو جی میں فہم نہ تھی  
آئی ہوگی کہ تعدد ازواج تو وہ میں بھی منع نہیں۔ پھر میں کس حوصلہ پر منع کا دعویٰ  
کردوں۔ غامض کر ایسے لوگوں کیلئے جو دیکھا میرا ستر لے بغیر میری جان نہیں چھوڑینگے۔  
تسا جی متروا کوئی ستر تعدد ازواج کے منع کا ہو تو دیکھا اور  
رگ و ریشہ ستر نہ ہو بلکہ صوفیہ کا کافی نہیں بھن ہو الہی جی کی کیجئے تاں ہے غور سے  
دیکھو تعدد ازواج کی خلاف ورزی تحقیق دیکھیں ہو تو تفسیر شریفی علیہ السلام تالیف ماسٹر علامہ جو  
یا ہمارا رسالہ تعدد ازواج نہ ہو گئے اللہ تبارک و تعالیٰ دیکھو۔

۱۸۶۱) اور میں لائق واسطے تھا کہ یہ کہ ایذا اور رسول خدا کے کو اور نہ یہ کہ نکاح کر  
لیا ہوں اسکی کو بچھو اس کے کہ یہ تحقیق یہ ہے نزدیک اللہ کے بڑا گناہ تحقیق ہو کر لیا  
دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اس کے کو لعنت کی ہے اور ان کو اللہ نے اور دلوگ کہ ایذا دیتے



میں مسلمانوں کو اور مسلمان مردوں کو بغیر اسکے کہ بڑا کیا ہوا جنوں نے دہلیس تحقیقی کہیا  
 اور جنوں نے بستان اور گناہ ظاہر لعنت مارے جہاں پائے جائیں پکڑو جائیں  
 اور قتل کئے جائیں خوب قتل کر کے لے سب ہمارے دیکھو اور دیکھو دنا عذاب اور لعنت  
 کیا دن کو لعنت بڑی (آیت ۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸)

**محقق** آواہ! کیا خدا اپنی خدائی کو دہرم کے ساتھ کہلا رہا ہے؟ رسول کو ایذا رسانی  
 سے منع کرنا تو بیشک ہے لیکن دوسرے کو ایذا دینے سے رسول کو بھی  
 روکنا مناسب تھا تو کیوں نہیں روکا؟ کیا کسی کو ایذا دینے سے اللہ بھی روکھی ہو جاتا ہے؟  
 اگر ایسا ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ اور رسول کا ایذا دینے کی ممانعت کرنا  
 سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ اور رسول جس کو چاہیں ایذا دیں؟ اور لوگ بھی سوائے  
 ان کے جن کو چاہیں ایذا دیں۔ جیسا مسلمان مرد و زن کو ایذا دینا برا ہو ویسا ہی غیر مذہب  
 والوں کو بھی ایذا دینا بہت برا ہے جو اسے نہ مانے تو ان کو تعجب سمجھو۔ اور یہی عذر  
 پھلانے خدا اور نبی تم سے تو ہر جم و جماعت میں بہت عقود و عوج لگے جو یہ لکھا ہے کہ غیر لوگ  
 جہاں ہیں ہاتھ پکڑو اور ویسا ہی اگر مسلمانوں میں مذہب کے برتاؤ کریں تو ان کو یہ  
 بات بری لگتی یا نہیں؟ وہ اویسے مودی پھیریں کہ خدا کے دوسروں کو دگنا دگنا  
 مہنے کی دعا مانگتے ہیں۔ ان سے انکی طرف داری خود فرضی اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا  
 ہے۔ اسی وجہ سے اب تک بھی مسلمان لوگوں میں سے بہت سے بیوقوف لوگ ایسا ہی عمل  
 کرنے سے نہیں ڈرتے۔ یہ بھیک ہے کہ تعلیم کے بغیر انسان حیوان کے برابر رہتا ہے۔  
 (استیعاب ملال)

**مذکور** ماراج و حسن ماراج! ایک شخص کو کسی مولوی صاحب نے نماز کی تاکید  
 کی تو بولا خدا فرماتا ہے :-

لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ

یعنی نماز نہ پڑھو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ سخت اس سے آگے نہ لٹو سگارتے ہی تو ہے  
 جس کے منی میں کہنتیں نماز مت پڑھو۔ وہ شخص بولا سا قرآن پر تیرے باپ نے



عمل کیا ہو جس میں کروں میں تو اسی ایک فقرہ پر عمل کر سکتا ہوں یہ عمل پختہ ہی  
مارا ج کا ہے چشم بد دور +

سوامی جی! جس طرح ہم مسلمان قرآن کے حکموں کے ماتحت رہا ہیں اس طرح  
یہ غیر صاحب بھی ان حکموں کے مکلف تھے تاہم لینے کی ضرورت نہیں +  
کسی کی ایذا سے اللہ بیشک دکھی ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ

یہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (مجاز) ہوتا ہے (بہرِ ملاحظہ)۔  
پس اللہ کے دکھی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ایسے کاموں سے ناراض ہوتا ہے بیشک غیر  
مذہب والوں کو بھی ایذا دینا ویسا ہی برا ہے جیسا مسلمانوں کو اگر غیروں کو جنگ جہاد پر  
تو اس کیلئے بھی موقع محل مناسب ہیں جسکی تفصیل نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو +  
بہنیں معلوم سوامی جی کی رال اعتراضوں پر ایسی کیوں ٹیکتی جاتی تھی کہ قرآن  
کی موجودہ آیت کو بھی نہیں دیکھ سکتے :-

”مائے کیسا ڈالی ہے وہ منہش جو نہب کی تار کی میں پسند کر قتل کو زائل کر دو اور چاہتا ہوں  
تعم سماجی پیائیوں سے داد خواہی کیلئے وہ آیت پوری کی پوری نقل کرتے ہیں  
جس پر پختہ جی نے اعتراض کیا ہے کہ: کیسے ہو ذی مغیرہ میں کہ خدا سے دوسروں کو  
دگنا دکنہ دینے کی دعا مانگتے ہیں؟ پس سنو!

وَقَالُوا رَبَّنَا اِنَّا اٰطَعْنَا سَادَکُمْ وَاٰتٰکُمْ کُلَّ شَیْءٍ کَبْرًا فَاَصْلَحْنَا السَّبِيْلَ رَبَّنَا اِنھُمْ ضَعُفٰیْن  
مِنْ الْعَذَابِ وَالْعَنُّهُمْ کُلًّا کَبِیْرًا

اس آیت میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو جو جثامت اعمال جہنم میں ڈال جائیں گے۔  
تو اس وقت یوں کہیں گے: اے ہمارے مولا! ہم نے بڑی باتوں میں اپنے زبوں اور بڑوں  
کی اطاعت کی تو اوہوں نے جکو گمراہ کیا۔ اے ہمارے گمراہ کیا۔ اے ہمارے خدا تو اوں کو  
ہم سے دگنا عذاب دے اور بڑی بھاری لعنت اور پھینکا کر :-

سماویہ! بتائیے مغیرہ کی دعا ہے یا شرمیوں، کذبوں، اور کافروں کی۔ قرآن کا حکم  
مذکور نور سے پڑھو۔ انہوں سوامی جی اعتراض کرتے ہوئے مجھ کو صفحہ ۵۲ کو پیش ہوئے



باتیں ہیں یہاں ذرا پکے ہیں :-

۱۲ گمے بچے مرثیہ اعلیٰ مناسب :- خاکہ سن کر لکھا نہیں :-

کیوں جی! اپنے ہی کچھ پر عمل نہ کرنا کہو جی کون دہرم ہے!

تاجرو! اگر قرآن شریف کی آیت کا وہ مطلب جو سوامی جی کہتے

ہیں تو ہم متھارے گرد کل (دینی مدرسہ) اور کالج کیلئے مبلغ پانچ سو روپے

روپیہ نقد دینے مرد میدان بنو ایسے ایک مقامات کا ثبوت ہی دکھاؤ :-

مانا کہ تمہیں روپیہ کی طرح نہیں اپنے گرد کی عزت تو چاہتی ہو سورنہ دینا کیا

بھگسکی اور سوامی جی پر لوک (دوسری جنوں) میں تھکوا کیا کہنے لگے :-

۱۲۵۱) سورہ قاطرہ اور انا اللہ شخص ہے کہ میرا ہے ہواؤں کو پس اُٹھاتی ہیں بادل

کو پس مانا کہ لاتے ہیں ہم اور سکھ طرف شہر مڑوے کے پس دندہ کیا ہم نے رات

اُس کے زمین کو پیچھے رہے اُس کی کے اسی طرف قبروں میں سے نکالتا ہو جس نے

اتار ہم کو پیچھے مگر ہمیشہ رہنے کے مہربانی اپنی سے نہیں نکلی بکری اُس کے محنت اور

نہیں بکری اُس کے مانگی (آیت ۹-۱۰)

محقق :- ادا کیا انہی مصلحتی خدا کی ہے خدا ہوا کو بھٹاتا ہے وہ بادل کو اُٹھاتی

ہے اور خدا اس سے مردوں کو دندہ کرتا ہے :- یہ باتیں خدا کی ہرگز نہیں

ہو سکتیں کیونکہ خدا کا کام بے کم و کاست کیساں رہتا ہے جو گھر جگہ بناوٹ کے

بنیروز ہو سکتا اور جو بناوٹ کا ہے وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا :- جو جسم کہتا ہے وہ

محنت کیسے دیکھی رہتا ہے اور جسم دلائیلا جو کے بنیروز ہرگز نہیں بچتا کہ جب ایک اور

سے مباشرت کر لیا دی کا بالٹ ہے تو ہم کوئی اور تول سے مباشرت کرتا ہے

اُسکی کیا ہی ہر حالت ہوئی ہوگی! اس لئے مسلمانوں کا ہر وقت میں رہنا ہمیشہ آرام



نہیں ہو سکتا۔

**مد قوت** کہتے ایمانوں، دانشگوں، و سہریوں اور محدثوں سے جب کبھی گفتگو ہوئی اور  
انسانی کائنات خدا کی افعال سے پیش کیا تو یہی جواب دیا: "و انما انوکمی  
قد سئل: مولانا اسماعیل شہید دہلوی سے ایک صاحب مخالفت تھے کہ ہے انہوں نے  
جہد کر لیا تھا کہ جہاد اسماعیل کہہ کر اسکا خلاف کر دیا مولانا شہید کو بھی خبر پڑی منسربایا  
اسے کہ اسماعیل والدہ سے نکاح کرنا حرام بتاتا ہے اسکا خلاف کرنا سو ہی حال سدا ہی  
می کا ہے قرآن کی سیدنی سادہی کیا عمارت کو بھی انہوں کی کہیں بنا پاتا ہے میں  
سچ سے ہے۔"

جو نکلے جہاز ان کا بیج کر سجنور سے • تو تم ڈال دو گاؤ اندر بصور کے  
پنڈت جی! سنیے! پریشو پران دیتا ہے۔

اس پرش پریشوہا کے من یعنی چارہ نور فکر کرنے والی مامرتیہ (قدت) سے  
چاندیہ التواء اور فکشتی پر قدرت سے سورن نامہ ہوا اور شرقتی اکاش  
سورت قدرت سے اکاش آسمان پیدا ہوا اور دایوبنی ہو صورت قدرت سے  
ہوا۔ چان (انفاس) تمام حواس پیدا ہوئے اور کہ یعنی اعلیٰ و پر بلال قدرت  
سے آگ یہ ہوئی۔ اور پیدا ہوئے اور ستر طلا

اس پر کوئی بے ایمان نہی اڑا دے کہ وہ پریشو کی انوکمی فلاشی کہ اکاش پیدا ہوا  
حالانکہ اکاش کوئی مجہیز نہیں بلکہ ایک غیر مرکب ازو چیز جو اس کی پیدائش کتنے تحقیق  
بر مصنف و یہ علم طبیعات کو ہی نہیں جانتا تھا مگر وہ ضرور دیکھتا اور سوامی جی کو خبر نہ دیا  
تو ایسے اعتراض کے جواب میں غالباً پنڈت جی صاف گم دینے:۔

جو کوئی خدا اور خدا سے سوال کرے اسکا جواب نہیں دینا پاتا ہے بلکہ اس کے سامنے ہیں  
بے کربان نہوش رہنا چاہئے (ستیا رتنہ نمونہ)۔

اپس ہم بھی اسی جواب پر دستخط کرتے ہیں اور میں کہیں کہ اعلیٰ و پر بلال  
ہاں خود غشی: ایسے ہی موقع کیلئے ہے۔



اُن آغا کہتے ہیں کہ سوائی جی کا کہ قول کہ منہ اس سے مردوں کو زندہ کرتا ہے  
غلط ہے آدمی مردہ مراد نہیں بلکہ شہر مرکوز یعنی خشک زمین مراد ہے اس لہذا کہ جس لفظ  
پر یہ قرآن شہرین میں بنکد پختہ ہے جس کے معنی خشک زمین کے ہیں ۔  
پشت کی بابت سوال و جواب کئی دفعہ ہو چکے ہیں جبکہ ہم اسی دنیا میں دیکھتے ہیں  
کہ کتنے آدمی ایک ہی قسم کی فدا کھاتے ہیں جن میں سے بعض کچھ دوسرا مہرے ہیں  
اور بعض اسی فدا سے بے نیاز ہو کر مر رہی جاتے ہیں تو میں جگہ پر یہ قانون ہی نہ ہو گا کہ  
کوئی فدا کسی جسم کو ضرر ہو سکے وہاں بہت سے امراض اس کے جسم والا بیمار ہو سکے بے نیسہ ہرگز  
نہیں رہ سکتا و بالکل اسی کے مشابہ ہے جو گریوں میں شعلہ یا کھسیر والا کئی حالت سُنکر  
دور گرم کپڑے پہنتے ہیں سوال کہے کہ گرمیوں میں بغیر کچے کے کوئی کیونکر گدا سکتا ہو  
اور گرم کپڑے کس طرح من سکتا ہے ؟

جو کئی عورتوں سے جلد کی طاعت نہ رکھتا ہو گا۔ اور سکوئی عورتیں نہ ٹیلیگی۔ بلکہ اگر  
کسی کو ایک عورت سے بھی (مثل آپ کے تکلیف پہنچا دے) تو ایک بھی نہ ٹیلیگی۔ غرض جو چیز  
موجب تکلیف ہو سکتی ہے وہاں نہ ہوگی اور بس۔

سما جیوا سننے ہو سوائی جی کیا فرماتے ہیں ایک عورت سے بھی مباشرت  
کرنا بیماری کا باعث ہے مگر ہماری رائے غلط نہ ہو۔ تو سوائی جی پوچھتے ہیں  
کہ تم لوگ اپنی استریوں کو چھو لہجہ نہ پندرت ہی کی طرح ٹکڑا بانڈ لو۔ انصاف کہ  
پہننے چھوٹے اصول کو یاد کر کے بتلانا کہ سچ کی تعلیم ہی ہے ۔

(۱۲۷) سورہ فہم ہے قرآن حکم کی تحقیق تو البتہ نیچے ہوؤں سے ہے اور راہ  
سید ہی کے اٹھنا ہے خدا غالب مہربان نے آیت ۱-۲-۳-۴

محققین اب دیکھئے اگر یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا، اگر  
بشی خدا کا بھیجا ہوا ہوتا تو لے پالک بیٹے کی جود پر فریفتہ کیوں ہوتا، کیوں  
یہ بات کہ قرآن کے ماننے والے راہ راست پر ہیں کیونکہ سید ہی راہ وہی ہوتی ہے  
کہ میں میں سچ ماننا سچ بولنا سچ کرنا، تمہیں چھوڑ کر انصاف دہرم کی پیروی کرنا



دفعہ ہوں۔ اور ان سے غلات محل کو ترک کیا جاوے۔ سو نہ قرآن میں نہ مسلمانوں میں اور نہ ان کے خدا میں ایسے نیک عادات ہیں، اگر پیغمبر محمدؐ صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے؟ اس لیے جس طرح سیوہ فردش اپنی بیوی کو کھانا نہیں بتلاتے۔ ویسے ہی یہ بات سمجھنی چاہئے۔

### مد قوت

قسم کا مضمون نشتہ میں آچکا ہے۔ عجیب بات کہی کہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہوتا تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اگر بندہ کو سمجھانے کے لئے بندوں کے یوزر میں کلام کرے اور قسم کھائے تو کسی ایسی چیز کی کہاں کر جو اس کی بنائی ہوئی نہ ہو؟ (تھینکس) خوب بھی لے پالک بیٹے کی بیوی کا جواب نمبر ۱۲ میں آچکا ہے۔ چندت جی نے سید ہی راہ کی خوب تعریف کی جو ب مذاہب پر صادق آسکتی ہے۔ سوامی جی! کون مذہب دنیا میں ہے جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کا اصول نہ رکھتا ہو۔ یہ تو دیوانوں کی بڑکے برابر ہے۔ کہ قرآن میں نہ ان کے خدا میں ایسی نیک عادات ہیں۔ ان یہ خوب کہی کہ اگر پیغمبر محمدؐ صاحب سب پر غالب ہوتے تو سب زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے؟ اس سوال کا جواب تو ہم پیچھے دینگے۔ پہلے ساجیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ کس عبارت قرآنی پر یہ سوال کیا گیا ہے اور ہم نبھولے منقولہ ترجمہ میں غالب کا لفظ ہے جس پر مجھے خط بھی دیا ہے جس پر استاد غالب کا ایک شعر بھی ہمیں یاد آیا جو بعد قدرے ترجمہ کے واقعی سوامی کے حسب حال ہے غور سے سنو!

غالب بڑا زمان جرنیٹ بڑا کہے + ایسا بھی کوئی جو کہ یہ اچھا کہیں ہے  
سما جوا انسان سے تبار اپنے چہ تھے اصول کو جو سونے سے لکھنے کے قابل ہو  
یاد کر کے تبار کہ غالب کی صفت ہے خدا کی پیغمبر کی۔ پھر مسئلہ بیت جلد طے ہو جائیگا  
پیغمبر صاحب کیسے عالم تھے کہ ان کے الہام کا ترجمہ وہ بھی اردو پھر اردو سے تازی  
کیا ہوا جی آپ لوگوں کے سوا ہی ہر شے بالقاب کی سمجھ میں نہیں آیا۔ دھرم سے کہو  
وہ نہ اچھا اصول ہو کہ سچ کو قبول کرنے اور جھوٹ کو ٹھیک سمجھنے سے رہتا ہے اور سننا واقعی کرنا



کیا مطلب ہے سفوا قرآن نے اس واقعہ کی ہٹنے سے خبر دی ہوئی ہے۔

لَا يَأْتِيَنَّكَ يَتْلَى الْآيَاتُ الْكُبْرَى وَالْأَخْصَرُ تَنْصِبُ نِزَامَ

سما جیو اب بھی میرے سامنے کے علم کے ذکر ہو رہا نہیں۔ ایک چیلنج کیا ہے  
یہ کیفیت ہے کہ آپ جیسے محسن کو بھی باوجود عیاںوں کی کارہیسی کے تمام علم  
کے واقعات میں زینب کے تعلق کا ایک واقعہ ملا جس کا جواب نمبر ۱۰۰ ہو چکا ہے۔  
سبح ہے

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ

۱۲۱) اور یہ نکالنا بھی ضرور کے پس ناگہاں وہ قبروں میں سے طرف بہرہ نکال  
لپٹنے کے دیکھے اور گو اہی حیرت انگیز باتوں ان کے سبب اس کے کہتے کہ اتنے سوائے  
اس کے نہیں کہ علم اس کا جہد پاس پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہنا واسطے اس کے کہ جو میں جہاں  
ہے رات ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

**محقق** آئیے اس واقعہ پر غور کریں کہ اس کی گواہی دے سکتے ہیں خدا کے  
اسول نے اس وقت کون تھا کہ جسکو ملکہ یا اس کے لئے سنا اور کون بن گیا  
اگر کوئی میرزا تھا تو یہ بات جھوٹی ہے اور اگر تھے تو وہ بات کہ سولے خدا کر رہا تھا اور خدا  
سب کچھ بنا دیا جھوٹی ہوگی۔

**محقق** دیکھو یہ کلام بڑا ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہیں مگر ہاؤں کی شہادت کا  
جو بندہ میرزا و غیرہ میں خدا کا حکم کس لئے سنا اس کی تحقیق نمبر ۲۰ میں ہو چکی ہے۔  
۱۲۱) سورہ صافات چہر ایا باری اس پر ان کے پیالہ شہاد اب لطیف کا۔  
سید مرزا درینہ ان واسطے ہے ان کے نزدیک ان کے سہمی ہونگی نیچے نظر رکھو ایسا  
نہایت آنکھوں میں دیکھ کر ان کے اندر سے میرزا پائے ہوئے کیا پس ہم نہیں سچ  
اور تحقیق روح البتہ میرزاں سے باجہوت ہم نے نبات دی اور سکود رنگوں اس کے کو  
اور بزرگ ایک ہے جسے انوں سے تھی چہر ملاک کیا ہم نے اور ان کو رات ہم

۱۰۰ بات اور کلمات ترمیم فرمایا جس میں اس کے تعلق کی اور ترمیم فرمائی گئی ہے



۱۹۵-۱۹۴-۱۹۳-۱۹۲-۱۹۱-۱۹۰-۱۸۹-۱۸۸-۱۸۷-۱۸۶-۱۸۵-۱۸۴-۱۸۳-۱۸۲-۱۸۱-۱۸۰-۱۷۹-۱۷۸-۱۷۷-۱۷۶-۱۷۵-۱۷۴-۱۷۳-۱۷۲-۱۷۱-۱۷۰-۱۶۹-۱۶۸-۱۶۷-۱۶۶-۱۶۵-۱۶۴-۱۶۳-۱۶۲-۱۶۱-۱۶۰-۱۵۹-۱۵۸-۱۵۷-۱۵۶-۱۵۵-۱۵۴-۱۵۳-۱۵۲-۱۵۱-۱۵۰-۱۴۹-۱۴۸-۱۴۷-۱۴۶-۱۴۵-۱۴۴-۱۴۳-۱۴۲-۱۴۱-۱۴۰-۱۳۹-۱۳۸-۱۳۷-۱۳۶-۱۳۵-۱۳۴-۱۳۳-۱۳۲-۱۳۱-۱۳۰-۱۲۹-۱۲۸-۱۲۷-۱۲۶-۱۲۵-۱۲۴-۱۲۳-۱۲۲-۱۲۱-۱۲۰-۱۱۹-۱۱۸-۱۱۷-۱۱۶-۱۱۵-۱۱۴-۱۱۳-۱۱۲-۱۱۱-۱۱۰-۱۰۹-۱۰۸-۱۰۷-۱۰۶-۱۰۵-۱۰۴-۱۰۳-۱۰۲-۱۰۱-۱۰۰-۹۹-۹۸-۹۷-۹۶-۹۵-۹۴-۹۳-۹۲-۹۱-۹۰-۸۹-۸۸-۸۷-۸۶-۸۵-۸۴-۸۳-۸۲-۸۱-۸۰-۷۹-۷۸-۷۷-۷۶-۷۵-۷۴-۷۳-۷۲-۷۱-۷۰-۶۹-۶۸-۶۷-۶۶-۶۵-۶۴-۶۳-۶۲-۶۱-۶۰-۵۹-۵۸-۵۷-۵۶-۵۵-۵۴-۵۳-۵۲-۵۱-۵۰-۴۹-۴۸-۴۷-۴۶-۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۴۱-۴۰-۳۹-۳۸-۳۷-۳۶-۳۵-۳۴-۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۲۶-۲۵-۲۴-۲۳-۲۲-۲۱-۲۰-۱۹-۱۸-۱۷-۱۶-۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱-۰

پہنت جی کے مدح کو شراب پہنچاؤں اور ہر کی آنتیں بیوقوف جمع کر کے گڑ بچاتے ہیں۔

**محقق** کیوں جی بیاں تو مسلمانوں کو شراب کو بڑا بتلاؤ ہیں۔ لیکن ان کے بہشت

میں تو شراب کی نہاں تھی میں، اتنا اچھا ہے کہ یہاں تو کسی بل سے

شراب نوشی چھڑائی۔ لیکن بیاں کے بدلے وہاں ان کے بہشت میں بڑی غلامی ہے

عورتوں کے بار جو وہاں کیسے دل ہی ہم نہیں ہٹا ہوگا اور بڑی بڑی عمارتیں ہیں جہنم کی جگہ

کے آدمی جسم والے ہونگے تو نہ مرد مرینگے اور اگر جسم والے نہ ہونگے تو پیش و پشت ہی

نہ کر سکیں گے۔ پھر ان کو بہشت میں لیجانا بیفائدہ ہے۔ اگر لوہا کو مغیرہ بننے ہو تو جو بائبل میں

لکھا ہے کہ اس سے اوکی لڑکیوں نے باہشت کر کے دلائے پیدائش کے اس بات

کو بھی مانتے ہو یا نہیں؟ اگر مانتے ہو تو ایسے کو مغیرہ ماننا قبول ہے اور اگر ایسے

کے ساتھیوں کو خدا نجات دیتا ہے تو وہ خدا بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بڑھیا کی کہانی

کہنے والا اور عفت سے دوسروں کو ہلاک کرنا الا خدا کہی نہیں ہو سکتا مایا خدا انسانوں

ہی کے گھر رہ سکتا ہے اور جگہ نہیں؟

**محقق** سوالی جی کا بیان کیا مت اچھا ہے

ہر کلام کے آگے بچے بونج محل مناسب دیکھ کر کہتے ہیں اور بکاؤں

ایسا ہی یہ بھی سونے سے بکنے کے قابل ہے۔

نہت دہرم مذہب کی تاریکی میں ہنسکر منک کو داخل کر رہی ہیں اور منک کے خلاف

منشا کلام کے معنی کرتے ہیں؟ (دو یا چ بتا رہے ہوں)

پس اگر اصول ذکر ہوا بالآخر میں تو سنیے اس آیت کے ساتھ ہی قرآن شریف

نے اس شباب کی کیفیت خود ہی بتلا دی ہے۔

لا یغلبھا عدل ولا خیار

غری میں ہر چیز کی چیز کو خیر کہتے ہیں منک کا لفظ اس کے خلاف ہے اور منک گمراہ

لے بہشت کی مشرب ہیں تو سرور دینت تقرب میں اس کو خیر کہتے ہیں اور منک



کہہ دے کہ جنت میں ہیں جب جنت کی غرض میں نہ نظر ہوا اور نہ سرور و تقیر ہو گا کیا، اس کے  
ساتھ ہی بتلایا۔

بَيِّنَاتٌ لِّذَٰلِكَ لِّلشَّٰكِرِينَ

میں کا ترجمہ پلٹتی ہی نے نقل کیا ہے۔ سفید مرہ دینے والی پینے والے کی جنت  
کی شرب کو دنیا کا سیٹھا اور لذیذ و صحت بخشنا چاہئے کہ نمبر ۱۳ میں سوالی ہی کا مترادف یہ ظہور  
تساویہ کہہ کر کیا اسرائیل و انیسویں اس قرآن دانی پر اس سے بڑھ کر  
انیسویں ہے پلٹتی ہی کے ان سو کہ چیلوں پر جو اپنے سواری مالہ کی بنیادی فتح کر چکی ہو  
خود ان کے کام کو نقل کر کے کسی پر کسی مار دیا کرتے ہیں۔ جنت کی بحث کسی خدمت پر چلی  
نمبر ۱۳ وغیرہ دیکھو سائیل کے متعلق نمبر ۱۴ ملاحظہ ہو۔ حضرت اوطا علیہ السلام بیٹا سنی تھے  
مگر سائیل میں چکر لڑا کی نسبت کہا ہے کہ انہیں اسکا جواب عیائوں سے پرچوم سے نہیں۔  
(۱۳۳) سورہ صافات میں ہمیشہ سے کی کھڑے ہو گئے واسطے ان گرد و اڑے  
ان کے تگہ کئے ہوئے ہو گئے ان کے متروک و بیکار ان کے بیوسے بہت اور پیے  
کی چیزیں اور نزدیک ان کے ہو گئی بند کئے مایاں نظر کو اور طرف سے ہنر پس عجبہ  
کیا فرشتوں نے جئے یہاں ابیس نے نیکر کیا اور تھا کافروں سے کہا اے ابیس کس چیز  
نے منع کیا عجبہ کہ کہ عجبہ کہ سے تو واسطے اس چیز کے کہ بنایا میں نے ساتھ دو زناحقوں  
اپنے کے تگہ کیا تو نے یا تھا تو تہہ تہہ والی سے کہا کہ میں بہتر ہوں اس میں پیدا کیا  
تو نے عجبہ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے۔ کہا پس گل ان آسمانوں  
سے پس تحقیق تو راڈہ گیا ہے اور تحقیق او پہنچے لعنت پر سیری دن جہا تک کہا  
اسے کہ در و گامیری ہیں ڈھیل دیو مجھ کو اس دن تک کہ اوٹھائے جاوے تگہ تگہ  
کہا کہ پس تحقیق تو ڈھیل دیے گیوں میں سے ہے۔ دن اس وقت معلوم تک  
کہا کہ پس قسم ہے عزت تیری کی البتہ میں گمراہ کرونگا ان کو اکٹھے (۳۹)۔ ۵۰۔ ۵۱۔

(۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔)

مستحق اگر وہاں میرا کہ قرآن میں بتایا ہے نہیں مکان غیرو کے بیچ میں



تو سے نہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ہوا انفصال سے چسپاں نہیں  
 پیدا ہوتی میں وہ حرکت کرنے کے پہلے نہیں۔ انفصال کے بعد ضرور ذریعہ نیکی جیٹ بہشت میں  
 نہ نیکی تو اس میں رہو ورنہ ہمیشہ کیونکر رہ سکتے ہیں؛ کیونکہ نکھا ہے کہ گندے تکیے  
 میوہ اور پینے کی اشیا ویاں نیکی اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میں وقت مکانوں  
 کا مذہب چلا۔ اس وقت عرب کا ملک زیادہ دو لقمہ نہ تھا۔ اسی واسطے محمد صامی  
 نے تکیہ وغیرہ کی کہانی سنا کر غریبوں کو اپنے مذہب میں چسپاں کیا اور جہاں غریب  
 ہیں وہاں ہمیشہ آرام کہاں؟ ذہن غریبوں وہاں کہاں سے آئی ہیں؛ کیا بہشت  
 کی رہنے والی ہیں؛ اگر آئی ہیں تو با نیکی اور اگر وہیں کی رہنے والی ہیں تو قیامت  
 کے پہلے کیا کرتی ہوگی؛ کیا کلمی اپنی عمر گزار رہی ہیں؛ اب دیکھو خدا کا جلال کہ جس کا  
 حکم اور سب فرشتوں نے تو مانا اور آدم کو سجدہ کیا لیکن شیطان نے زمانا اسکا بیچ چا  
 اور کہا کہ میں نے اسکو وہ دونوں اقصوں کو بنایا ہے تو ہجرت کر۔ اس سے ثابت ہوتا  
 ہے کہ قرآن کا خدا و ماہد والا آدمی تھا۔ پس وہ محیط کل اور قادر خدا ہرگز نہیں ہو سکتا  
 اور شیطان نے سچ کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں۔ اُسپر خدا نے غصہ کیوں کیا؛ کیا  
 آسمان ہی میں خدا کا گھر ہے؛ زمین پر نہیں؛ اگر نہیں تو کعبہ کو پہلے خدا کا گھر کیوں کہا  
 پہلا خدا اپنی مملکت سے شیطان کو کیسے نکال سکتا ہے؛ کیا ہر ایک بلکہ خدا کی نہیں اس  
 سے راضی ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا بہشت کا ہی مالک ہے۔ خدا نے شیطان کو لعنت کی اور  
 قید کر لیا اور شیطان نے کہا اے پروردگار مجھ کو قیامت تک چھوڑ دے۔ خدا نے خوشامد  
 سے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا جب شیطان چھوٹا تو خدا سے کہتا ہے کہ اب میں خوب کامیاب ہوں  
 اور خدا مجھ کو نکالتا۔ تب خدا نے کہا کہ جاکو تو بیکار ہوگا۔ میں اور نکو دوزخ میں ڈال دوں گا اور  
 تجھ کو بھی۔ خیر غور کریں کہ شیطان کو بیکار کرنے والا خدا ہے یا وہ آپ گمراہ ہوا  
 اگر خدا نے بیکار کیا تو وہ شیطان کا شیطان نہیں۔ اگر شیطان خود گمراہ ہوا اور انسان بھی  
 خود گمراہ ہو سکتے ہیں شیطان کی ضرورت نہیں اور اس باغی شیطان کو کھلا چھوڑ دینے  
 سے خدا بھی ادھر مکرنا والا اور شیطان کا ساتھی ثابت ہوتا ہے اگر خدا خود چوری کرنیکی تحریک



کر دلا رہا ہے تو میری سزا تو ایسی ہے کہ میں اس سے بڑا بکر ظالم کون ہو سکتا ہے؟  
**تفسیر** اہلشت کی بہت نسبت میں ہر جی ہے شیطانی باتوں کا جواب نمبر ۱۱۱ نمبر ۱۱۲  
 وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

خدا کے افعال کے وہی معنی میں جو ہر دور کی عبادت مند عبادہ ۱۱۲ میں خدا کر رہا ہے  
 کہ معنی میں یعنی قدرت کا ذکر کیا گیا۔

تجربہ معنی میں غیر امکان ہوتا ہے اس کا معنی ہے (جس کا معنی)  
 نیت اللہ اللہ کے گھر کا جواب پہلے ہو چکا ہے کہ نیت اللہ اللہ یعنی معنات  
 محذوف ہے یعنی نیت عبادۃ اللہ خدا کی عبادت کا گھر۔

۱۱۳ سورہ زمر اللہ فرشتا ہے گناہ تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان اور  
 نہایت مہربان ہے اس کے دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں۔  
 دہشتہ آتہ آگے کے اور پھر دہشتہ آگے کے اور پھر دہشتہ آگے کے اور پھر دہشتہ آگے کے  
 ہوا و ہوا اللہ

**محقق** اگر سب گناہوں کو خدا بخشتا ہے تو سب کچھ تمام دنیا کو گناہ گار بناتا ہے اور ظالم  
 ہے کہ نہ ایک بہ معاش ہر عزم اور بخشش کی عبادت کے تو وہ زیادہ شرارت  
 کرتا اور اور بہت شریفوں کو تکلیف پہنچا دیتا۔ اگر خدا بھی گناہ بخشتا ہے تو گناہ  
 ہی گناہ و گناہیں سبیل عبادت کی کیا خدا آگے کی مانند نور والا ہے؟ اعمال نامے کہاں جمع  
 ہوتے ہیں؟ اور کون دیکھتا ہے؟ اگر یہ غیروں اور گناہوں کے عہد و عہد انصاف کرتا  
 ہے تو وہ بہت دان و نہ قدرت والا ہے؟ اگر وہ ظلم نہیں کرتا انصاف ہی کرتا  
 ہے تو اعمال کے مطابق کرتا ہوگا وہ اعمال آگے پچھلے اور موجود و غائب کے ہی ہو  
 سکتے ہیں تو یہ بخشنا۔ وہوں پر ہر میں شکا نامہ دامت نہ کرنا۔ شیطان کے ذریعہ پکارتا  
 دورہ پھر دیکھنا یہ سب باتیں اس کے انصاف سے پیدا ہیں۔

**مذہب** خدا کن کو بخشتا ہے نمبر ۱۱۲ وغیرہ میں دیکھو۔ اعمال نامے وہاں  
 کہتے ہیں جہاں روح کو لے جاتی (نجات) کے رہنے کی آپ بھی امتیاز



دیتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں اور حساب کے وقت بندوں کو دکھایا جائے گا اسی وقت  
کے رد دکھایا جائیگا نمبر ۱۰۰ ملاحظہ ہو مکمل باتوں کے جواب پہلے آچکے ہیں۔  
نمبر ۵۰-۱۱-۱۵-۳۲ وغیرہ ملاحظہ ہوں +

خدا کے نور کا جواب نمبر ۱۱۲ میں دیکھو پندرت جی کو تو پانی بونے کی عادت ہو  
مگر ہمیں کیا ضرورت کہ وقت ضائع کریں +

(۱۳۵) سورہ مومن: ۱۳۵ کتاب کا اللہ غائب بنائے والے کی طرف سے جو بختیوالا  
محکمہ کا اور قبول کرنے والا تو یہ کا ہے (آیت ۱-۲)

**محقق** یہ بات اس واسطے ہے کہ سادہ لوح آدمی اللہ کے نام سے اس کتاب کو قبول  
کر لے لیں کہ جس میں قدرتی ہی سچائی کے علاوہ باقی سب بدعت ہیں جو اور  
وہ سچائی ہی جو ٹھیکہ ملکر خراب ہو رہی جو اس لئے قرآن اور قرآن کا خدا اور اس  
کو ماننے والے گناہ بڑھائی والے اور گناہ کرنے والے ہیں۔ کیونکہ گناہ کا بغض ہماری  
ادھر ہو رہا ہو جو مسلمان لوگ گناہ اور فساد کرنے سے کم دڑتے ہیں۔ مستحق علاج  
**مذکور** کیا پالی ہے وہ منٹ جسکا اپنا لکھنیشوں کا ہوا دوسرے پتھر پر رسائے  
سنو ایشو پرمان دیتا ہے۔

میں برہم یعنی دید کو ظاہر کرنے والا ہوں۔ (مترجم گویہ مندرجہ متیار تہذیب)  
سماجیو ایک ہے، گوہر برہم کا نام اس لئے ہے کہ سادہ لوح مناش پر مشور کے  
نام سے جلد مان لینے گناہ بختی کا مسئلہ نمبر ۱۰۰ وغیرہ میں دیکھا ہے +  
(۱۳۵) سورہ عم سجدہ: ۵ پس مقرر کیا دن کو سات آسمان بیچے، دن کے اور رات کو  
بیچے ہر آسمان کے کام اس کا یہاں تک کہ جب بادیں گئے اس کے پاس گرا ہی دینگے۔  
اُس پر کان اُنکے اور آنکھیں اُنکی اور چہرے اُن کے سب اس کے کہتے کہتے اور کہنے  
واسطے چہروں اپنے کے کوئوں گواہی دی تھیں اور ہمارے کہنے کے وہ کہ بلا جملہ اللہ نے  
جس نے بلایا ہر چیز کو البتہ زندہ کر دیا ہے مردوں کو (آیت ۱-۱۴-۲۸)

**محقق** واہ جی واہ سلو نہ! تمہارا خدا جس کا تم کو اور مطلق مانو ہو۔ تمہارے آسمانوں کو



دو دن میں بناسکا اور جو قادر مطلق ہے وہ تو کون سے میں سب کو بن سکتا ہے  
 ہوتا کان۔ آگے اور پیٹے کے خدا نے بیان بنایا ہے وہ کو کسی کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ کو کسی  
 دلاویج کا تو اس نے پہلے بیان کیوں بنائے اگر کوئی کہے کہ وہ اس وقت طاقت  
 دلا کر لگا تو کہلنا اپنا قانون توڑیگا، ایک اس سے بڑا کہ بھی ہوئی بات یہ ہے کہ  
 جب وہ جانے گا کہ وہی تو کسی نہیں اپنے اپنے ہر سو سے ہو چکے گئیں کہ تو نے ہر  
 اور کو کسی کیوں دی جیسے کوئی کہ کوئی فقیر کے بیٹے کا منہ میں نے رکھا اگر یہاں ہے تو  
 فقیر کیونکر ہوئی، اگر فقیر ہے تو اس کے ہاں دنیا ہوتا ہی غیر ممکن ہو اس قسم کی یہ بھی  
 جھوٹ بات ہے مگر وہ وہ کو زندہ کرتا ہے تو پہلے وہی کہوں کیا آپ بھی مردہ  
 ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا تو مرنا بڑا اکٹوں سمجھتا ہے؟ اور قیامت کی  
 بات کہ سرورہ رو میں کس مسلمان کے گھر میں رہی اور ان کو زندہ کرنے وہ سرورہ  
 بے قصور کیوں کر رکھا ہے؟ تو ان انصاف کیوں نہیں کیا؟ ایسی ایسی باتوں سے خدا  
 کی مثال میں بے شک ہے۔

**سوال** : کیا وہی سماجیو! تمہارا سماجی بہرہی انہما می کتابوں کے عقائدوں سے  
 ایسا ناواقف ہو گیا کہ دینا ہی گائے کے گوشت کے جھاڑے۔  
 مسافروں کی پیدائش کا بیان غیرہ میں دیکھو۔ حضرات کی شہادت کا جواب خود آپ ہی نے  
 دیا کہ وہاں اور کثرت عطا ہوئی وہاں خلاف قانون باتوں کا جواب نہیں دیا غیرہ میں ہے۔  
 ان کے جواب کہ وہی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو مانتا ہی کیوں ہے یہاں سوال ہو  
 کہ وہی میں سمجھتا کہ اپنے سماجی دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اسکا جواب نہیں دیا کہ وہ  
 نہیں کہیں کہ ہمارے گرد کے کل حال ایسے ہی وہ یاد علم اسے خالی ہیں۔ لیکن مختصر سی  
 گزارش کر رہے ہیں کہ وہوں کو نہ ملے کہ ہمارا کہہ سکا کہ ان کو اعمال کا پورا پورا بدلہ ہے۔  
 سنو! قرآن شریف بتاتا ہے کہ ان کے نفس بہا شغلی رہا کہ ہر نفس کو پورا  
 پورا بدلہ ملے قیامت کا مضمون نہیں دیا غیرہ میں دیکھو البتہ یہ بھی اسی اور ان کے سوال  
 کہ خدا آپ ہی مردہ ہو سکتا ہے نہیں ملاحظہ ہو۔ باقی بارہ گریوٹ کے جواب کہی دفعہ ہو چکے ہیں۔







انہی مالک تیسویں ہونے سے ہی مزاج و رنگ بد میں پریشانی کا پرمان ہے  
نوا

ہاں میں پیشہ کر رہا ہوں کیا کا بنانا ساکن و مخرج کا مالک مقل کی مقل  
اسود گر بناتے اپنی حفاظت کے لئے دے گئے ہیں (رنگین) مشکلا، اسیت  
و رنگ و اسٹرو

نہیں اتنے زبردست کے معنی میں یہ کہ وہ مضامین کا مالک ہے کیونکہ عرب کا کتب  
مکمل کا معاملہ ہے کہ فلا نے کے اقد میں فلا نے کی گئی ہے یعنی وہ اس پر ایسا  
تصرف کرتا ہے جیسے مالک کو ہوتا ہے چرکرتنا رخ باطل ہے (دیکھو نمبر ۱۱۸) اسلئے جو کچھ  
خدا دیتا ہے محض اپنی بہرانی اور فضل سے دیتا ہے اور جو چیز جسکو نہیں دیتا اس کی  
حکمت کا تقاضا ہی ہے۔ کیونکہ وہ مقل کل ہے +

اں یہ غیب کہی کہ جو کچھ پاتا ہے پیدا کرتا ہے تو وہ سر و خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے ؟  
ہیک ای طرح کسی بے تجربہ مورکھ نے نہایت جی پر سوال کیا تھا اور کا فقہ تمام مسلمانوں پر بکاتے  
ہیں۔ ہم سوامی جی کے اس سوال کے جواب میں اس سوال و جواب کا نقل کرنا ہی کافی  
جانتے ہیں۔ سنو !

سوال :- ہم تو ایسا مانو ہیں کہ ایشور بنانا ہے سکر ذکر کہ اس کا اور وہ سر کوئی نہیں ہے  
جواب :- وہ کیا بنانا ہے اگر کہہ کر وہ سب کچھ پاتا ہے اور کہہ سکتا ہے تو تم تم  
سے پر گویا کہ کیا ہر شے اور اپنے آپ کو کہہ سکتا ہے بہت سے ایشور بنا سکتا ہے  
خدا بے ہم ہو سکتا ہے چوری سید قری و فیروز باپ کے کام کر سکتا ہے اور دیکھی ہیں  
ہو سکتا ہے جو کام اگر ایشور کی صفات فعل اور عادات کے خلاف ہیں۔ تو  
جسکا قول کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے کہی سمجھ نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں  
نہیں ہو سکتا (فائدہ مقل کے معنی میں) ان کے لئے یہی ہیک ہیں۔

(اور یہ ہیں) ایشور بنانا جو کام یعنی بنانا ہے۔ تو وہ فیروز کرنے اور ہم  
میں کے گونا گوں کے متعلق آئیں کہ واجب کہہ سکتا ہے جس کسی کی ذمہ داری ہے



نہیں بتا دینی اپنی طاقت غیر متناہی سے اپنے کل کام کو انجام دیتا ہے: (مشاورہ پرکاش صفحہ ۲۳۵)

پہنچت ہی نے تو اس بیان کو عمل ماننے ہی پر چھوڑ دیا کہ یہ کام اوس کی صفات کے خلاف ہیں۔ اس لئے نہیں کر سکتا۔ جس پر کوئی وید منتر کا حوالہ بھی نہیں دیا بلکہ محض من گھڑت بات بنائی ہے مگر ہم اوسکو وضاحت سے یہاں آت قرآنی دلائل کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب چیزوں کا فاعل سب میں موثر ہے۔ کسی چیز سے وہ متاثر اور منفعل نہیں ہوتا یعنی افعال اور تاثر کسی دوسرے کا اثر قبول کرنا اور اس کی ذات سے وہ صفات میں نہیں۔ یہ اصول ہر قرآن کی اس آیت سے ملتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تحقیقات کے متعلق ہے کہ اونیوں نے تار و پازر و تسوج وغیرہ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر یہ کہا تھا۔

لَا تَلِيَّ لَا أُحِيتُ إِلَّا قَلِيلٌ

اس آیت میں قرآن شریف نے ہمیں اس اصول تک پہنچایا ہے کہ جو چیز دوسرے سے اثر قبول کرے اور اس سے منفعل ہو جاوے وہ اونیہیت کے قابل نہیں۔ پس بقول اس مورکہ مسائل کے جواب میں سوامی جی نے خدا کی شان کے خلاف باتیں پیش کی ہیں یا آیت قرآنی پر سوال کئے ہیں سب کا جواب یہی ہے کہ یہ امور سب کے سب ایسے ہیں کہ ان سے ذات باری جل جلالہ کا منفعل اور متاثر ہونا لازم آتا ہے اسلیں یہ امور پیدا ہوتا اور مرنا وغیرہ سب محال ہیں۔

ناظرین! پندت جی کے اس لٹھ مار سوال سے ہمیں ایک حکایت یاد آئی ہے جس سے آپ لوگوں کو بھی دلچسپی ہوگی۔ ایک پندت جی شاید ہمارے سوامی جی کے چیلے تھے کسی راجہ کے پاس مدت سے ملازم تھے وطن ہائون میں جہانکا مدت تک اتفاق نہ ہوا۔ آخر انکی استری (بیوی) نے ایک تجویز ان کو دینے کی سوچ کر خدا لکھے کہ بڑے انوس کی بات ہے کہ ہمارا ج کی استری راند ہو گئی جس طرح جو سکے جلدی تھیں لکھ لاکر

لے میں رہنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ یعنی خدائی کے سے پسند نہیں کرتا۔



گھر کا نظام کیسے پختہ ہی تو ایسے بہت ہوتے ہوئے اور سر کے بال تو چتے ہوؤ ڈیر پر آئے  
 نہایت فہم و اہم میں سر پہ ڈالے ہوئے بیٹے ہیں جن پر افسانہ گرا ہو ہیں ماراج! کھیر  
 انہر تو ہے پختہ ہی نہایت ہر طرف سے ہو کر بولے اں صاحب! ہر گھر کی ہر وہی  
 بانٹا ہے نہیں کیا؟ آخر مبارک! کہے تو یہی بات کیا ہے؟ پختہ ہی نے کہا نہایت  
 فہم کی بات ہے۔ آج گھر سے سامعہ آدمی آیا ہے کہ صبرانی پختہ ہی کی ہر وہی رات  
 ہوگی دوستوں نے ایک فراموشی قہقہہ لگایا کہ مبارک! آپ کی زندگی میں وہ کیسی رات  
 ہوئی۔ اتنے پر پختہ ہی کو بھی ہوش آیا تو بولے۔

تم بھی کہتے ہو سچ اے بھائی

یہ گھر سے آیا ہے مستہرانی

یہی حال ہمارے سوا دیانہ ہی کا ہے پھر اتنے میں دوسرے خدا کو پیدا کر سکتا ہے  
 اور یہ نہیں جانتے کہ جس خدا کو خدا پیدا کر گیا وہ تو حادث ہو گا اور خدائی کے لئے تو  
 قدیم ہر نام ضروری ہے مخلوق کی ہی خالق کو جب پر پہنچ سکتی ہے! اصل پر چھ تو پختہ ہی  
 میں مفسد ہیں قرآن شریف تو پر صاف نہیں کہ انہیں ایسے باریک سائل سے اطلاع ہوتی۔  
 سماجیو! سنو! قرآن مشرکوں کا ذکر کرتے ہو کہ کہتا ہے کہ لا تَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ  
 يُخْلَقُونَ یعنی تمہارے معنوی معبود کیجی نہیں بنا سکتے بلکہ وہ خود بنے ہوئے ہیں جس  
 اس نتیجہ پر پہنچا نامعلوم ہے جس کا جسے ذکر کیا ہے کہ مخلوق کیجی خدا نہیں ہو سکتا کہ تو  
 ہر مخلوق حادث ہے اور خدا قدیم ہے +

پختہ ہی کی طرح لٹھا یا سوال کرنے کو ہیں بھی گنہ گار ہیں اگر یہ کام جکا ذکر نہایت  
 ہی نے سائل کے جواب میں کیا ہے جن کو ہم نقل کیا ہے پر مینور نہیں کر سکتا تو سب  
 فطرتِ خلق قدس کیا یہاں پر ہلک گئی؟ کسی بد مشرے جواب دیں +

اں ترغ۔ پہلی کا جواب ذکر کیا۔ شاید کھانے کو ہی چاہتا ہو گا۔ ورنہ موقع تو کوئی نہ  
 تھا جس کا جواب مختصر یہ ہو کہ آیت میں آدمیوں کو ذکر ہی نہیں دیکھو تو ترجمہ زیر خط +  
 سماجیو! انصاف سے کہنا کہ ہم اس کہنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں!



ع: سخن شناس نہ دلبر اخطا اینجاست

ہاں اس بات کا جواب آپ ہی دیں کہ وہ جس کے بہتر ہو بغیر کیوں نہیں دیتا۔  
 سما چو بہانہ نہائیہ تہا و کسی آتشکندہ کو قائل کا سوال ہے؛ یعنی یہی سوال  
 ایک دوسرے آرمین ڈیٹنگ کلب اور کتبہ میں خدا کی ہستی پر بحث کرتے ہوئے ایک دوسرے  
 نے کیا تھا کہ اگر خدا ہے تو کیا اس کی مہربانی ہے کہ عورت اس تکلیف سے بچتی ہو کہ اللہ ان  
 بغیر ایسے ملاچے کیوں تو اللہ تناسل نہیں ہوتا۔ میں کا جواب میں نے دیا تھا کہ پوری حکمت تو  
 اس کی وہی جانتا ہے۔ مگر میں یوں سمجھتا ہوں کہ اگر بغیر ملاچے بچہ پیدا ہوتا تو اس کی  
 پرورش کا کوئی ذمہ دار نہ ہوتا کیونکہ اس سے کسی کو خاص محبت ہی نہ ہوتی اس کے جواب  
 کو یہ وہاں سلع نے بہت پسند کیا تھا۔ ملا اس وقت بچہ معلوم تھا۔ یہ وہاں ہی جانتے ہو گئے  
 کہ سوال دراصل سوای بھی ہی کا ایجاد ہے۔ اور نہ یہ وہاں بھی شاید اس دوسرے ہی کی  
 تائید کرتے پنڈت ہی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ میں اس وقت اسلام پر اعتراض کر رہا تھا  
 ایسا تو نہ کروں کہ مجھ پر بھی وہی سوال وار ہو۔ پس بہتر ہے کہ سماجی ہی اس کا جواب دیں  
 ہم اسی پر دستخط کر دیتے۔

بانیجہ وغیرہ کے رکھنے کے متعلق جواب خود اسی آیت میں ساتھ ہی بتلادیا ہے مگر  
 پنڈت ہی کی بلا کو غرض مٹی کا دسکو نقل کرتے سنو!

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِ قَلْبِي

تنازع کے بطلان کے بعد اس سے غور جواب ہو تو ہماری بھی اس پر دستخط کرنا  
 بیشک پیغمبر اپنا مطلب نکالتے ہیں کیا معنی؛ یعنی خدا ان کے اخلاص اور صفائی قلب  
 کی وجہ سے ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے یہ کچھ ادنیٰ کا خاصہ نہیں جو کوئی اس کا ہر وہ سب  
 کی سنا ہے اور مناسب حکمت سوال پوچھ کر تا ہے سنو! خدا فرماتا ہے:-

عُجِّلِيْبُ دَعْوَةِ الدَّاعِ إِذَا دَعَاكَ

خدا کا عجلہ کل ہوتا آپ کے معنوں میں ہمیں مسلم نہیں دیکھو (نمبر ۵۸)

(۵۹) سورہ زخرف:- اور جب آیا عیسیٰ ساتھ دیلوں ظاہر کے (آیت ۵۹)







نہیں ہر پانی سے بن گیا ہوا اور نہ ہر چیز میں دودھ کی کہ نہ ہر لایا مرد و مکان نہ ہر  
 میں شراب کی مزہ دینے والی واسطے پینے والوں کو اور نہ ہر چیز میں شہدات کو گئے کی  
 اور واسطے ان کے میں بیچ اسکے طرح کہیر و آتشیں پروردگار ان کو سزا دے گا۔ ۵۰  
**محقق** اس نے یہ قرآن خدا اور مسلمانانہ پرچا ہے سب کو تکلیف دینا اور یہاں مطلب  
 نکالنے والے ظالم ہیں جیسا یہاں لکھا ہو ویسا ہی اگر دوسرا کوئی غیر  
 والا مسلمانوں پر کرے تو مسلمانوں کو ویسا ہی دیکھ لیا کہ اور دین کو توڑیں جیسا نہیں  
 اور خدا کی طرف داری دیکھ کر جنہوں نے محمد صاحب کو نکال دیا انکو خدا نے ہلاک کر ڈالا یہاں  
 جہیں پاک پانی دودھ شراب اور شہد کی نہر میں ہیں وہ دنیا سے کیا زیادہ ہو سکتا ہے  
 اور دودھ کی نہر میں کبھی ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ تصور ہو سر میں بگڑا ہوا جان با تو ان کے  
 سے مقلند لوگ قرآن کو مذہب کو نہیں مانتے +

**محقق** اکیسا ہو تو نہ سب جو شیئور کا گھر بنا کر دوسراں پر تھپ رہا تھا چار سوال  
 اس کا جواب نہ دیا وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ دودھ کے بکڑنے کے متعلق سب دیکھو۔  
 ہاں اتنا کہہ دینا کہ یہ جہاں نہیں گویا شکایت کچھ جدید ہی نہیں کہ پڑا ہوا ہے آت ہو سکتا ہے  
 کا اور وہ جو بھی نہیں سمجھا اور نہ پختہ ہی یہ سوال نہ کرتے کہ خدا کی طرف داری دیکھ کر جنہوں نے  
 محمد صاحب کو نکال دیا انکو خدا نے ہلاک کر ڈالا اس لئے کہ جس فقرہ پر اعتراض کیا ہے  
 وہ اس بستی سے تعلق نہیں جس نے غیر صاحب کو نکال دیا سنو الفاظ یہ ہیں :-  
 وَكَانَ مِنْ قَبْلِهِ أَشَدُّ دَرَجَةً إِنَّكَ الْبَاقِي الْآخِرُ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
 (ترجمہ بامحاذ) یہ بستی (کہ جس نے تم کو گھر سے نکال چھوڑا) اتنی بستیاں اس سے بھی بل بوتے  
 میں بڑھی چڑھی تھیں کہ جسے انکو پاک کر ملا اور کوئی بھی انکی مدد نہ کر سکا ہوا +  
 اس لئے کہ باقاعدہ تَوَاتُرُ تَجْنِبُكَ مِنْ مَكَانٍ مِنْ قُرْبَىٰ كُنْتُمْ فِي ذَٰلِكَ

اس کی خبر سمجھ لیا کیوں نہ ہو +

لطف پر لطف ہر اطا میں سیر کے یار + عارضی سے گدح لکھا ہے ہر سوار  
 گویا بھی کوئی بڑی بات نہیں کہ جو بستی خدا کے رسول کی ہنگامت کر کے محال دہ مستحب



لگا کر تھوکر ہاں تو یہ طلب ہی نہیں کیا جس باپ کے سوای ہی کو نہ ہو کہ راہہ سزا پاوے گا۔  
 ۱۴۱ سورہ واقعہ میں دکت ہلائی جاوے گی زمین ہلائے جانے کے راہہ اور اٹھ جائے  
 پہاڑ اٹھا کر ہلے کر پس پہاڑ نیچے پڑے پڑے پڑے پڑے پڑے پڑے پڑے پڑے پڑے پڑے پڑے  
 میں صاحبہ اپنی طرف کے اور بائیں طرف والا کیا میں بائیں طرف کے اور پسٹنگ  
 سونے کے تاروں کے ساتھ ہونے کے میں ہلکے کچھ ہونے اور پھر ان کے آسنے ساسنے اور  
 پھر ہنگامہ ران کے لئے عیشہ منووالے ساتھ آنجوروں کے اور آنجور کے پیالوں  
 کے شربعات سے نہیں سرو کاڑیا جائے اُس سے اور بچا پوینے اور سوسے  
 اُس قسم کے کوپن کریں اور گوشت جانوروں اور پرندوں کے اُس قسم سے کوپا جائے  
 اور واسطے اُن کے عورتیں میں گوری بڑی آنکھوں والیاں مانند متلیوں چھپاؤ ہوئے  
 کتاب چھپونے میں تحقیق پیدا کیا ہم نے عورتوں اُلچی کو پیدا کیا پس کیا ہے ہنزاؤن کو باکرہ  
 قانود والیاں ہم مرد واسطے جو طرف والوں کے پس بھرنوا لے ہما اُس حصیوں کو  
 پس قسم کھاتوں میں ساتھ گئے تاروں کے و انت ۳-۵-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵



وہاں بہشت میں زیادہ کیا ہے، کچھ بھی نہیں۔ اگر وہاں کچھ بھی ہے تو وہاں کے  
 ماں باپ بھی سب جوئے اور ساس کسے بھی ہو گئے تب تو یہاں ہی شربت پیرا اور ہلہ  
 براد کی بد پر کے باعث دیاریاں بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ کیونکہ حبیب کو ان کے ملاسون  
 میں پانی پھونکے اور پیالوں سے شراب پونگے تو کیا اور خاصہ تو کھینکا اور کیا کوئی بیجا  
 بولیکا بنوے اور جانوروں اور پرندوں کے گوشت بھی کھاوے۔ تب تو طرح طرح کی  
 تکلیفات ہونگی اور جب وہاں پرند اور پرند ہونگے تو خزینہ بھی ہوتی ہوگی اور سخاوت  
 جہاں تہاں بکھری پڑی ہوگی اور قصابوں کی بکائیں بھی ہونگی واکہ کیا کہ ان کے بہشت  
 کی تعریف کہ وہ ملک عرب سے بڑھ کر نظر آتی ہے۔ اور اگر شراب کباب پی کھا کر ست  
 ہوتی ہیں تو وہ وہاں بھی وہاں ضرور رہو یا نہیں۔ نہیں تو ایسے نشہ باز سر میں گری ہو  
 جانے سے پاگل ہو جاؤ گی کہ بہت مرد عورتوں کے بیٹھے سوئے کیلئے ضروری بچھونے بڑے  
 بڑے جابائیں جب خدا باکرہ عورتوں کو بہشت میں پیدا کرتا ہے تب ہی تو گنوارے لڑکوں کو  
 بھی پیدا کرتا ہے۔ پیدا باکرہ عورتوں کا تو یہاں سے امیدوار ہو کر گئے ہیں ان کو  
 ساتھ خدانے لکھا لیکن ہمیشہ بہن والے لڑکوں کا کسی بھی باکرہ عورت کو ساتھ بیاہونا  
 نہ لکھا تو کیا وہ بھی انہیں امیدوار کے ساتھ مثل باکرہ عورتوں کے دئے جاویں گے  
 اس کا قاعدہ کچھ بھی نہ لکھا۔ یہ خدا کی بڑی بھول کیوں ہو گئی۔ اگر ہم عمر والی بھانگن عورتیں  
 خاوندوں کو پاکر بہشت میں رہتی ہیں تو ٹھیک نہیں ہے کیونکہ عورتوں سے مرد کی عمر  
 دو گنی ڈھائی گنا چاہئے۔ یہ تو مسلمانوں کے بہشت کی کہانی ہے اور دونوں خاوندوں کے  
 درختوں کو کھا کر پیٹ بھر گئے تو خاوند اور درخت بھی دونوں میں ہو گا اور غار بھی گئے ہو گا  
 اور گرم پانی کا پینا وغیرہ تکلیف دونوں میں پاویں گے۔ قسم کا کھانا اکثر درختوں کا کام ہے  
 راستہ زوں کا نہیں اگر خدا بھی قسم کھاتا ہے تو وہ بھی جھوٹ سے بری نہیں ہو سکتا۔  
 مہر **مہر** سوائے سوائے جی اجس بات کو آدمی نہ سمجھے اس کا علاج یہ ہے کہ کسی  
 (دوا و ان (عالم) سے پوچھ لے نہ کہ من گھڑت سوال کر کے دوا تو نہیں ملے  
 ہو۔ زمین کے پلنے کا جواب سب سے دیر میں ہو چکا ہے +



ویندیت جی ادینا اٹھ لوگوں کا مراد ہے کہ خدا کا سنو اور ان خود بنانا ہے۔

لَعَلَّ شَاقِقْنَ اَوْفَىٰ كُنَّا بِهٖ يَوْمَئِذٍ نَّصُوْلًا ۝ اَلَمْ نَكْنِ بِهٖ

تغیب ہے یہی ترجمہ سوامی جی خود نمبر ۴۴ میں نقل کر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں زیر خط عبارت ملاحظہ فرمادیں۔

کچھ آگے پیچھے کو نہ دیکھو والے کون ہوتے ہیں، ہاں خوب کہی کہ سنا اور کھٹل  
دینو بھی ہرگز! ان دیشک ہو کر لیکن کافروں ہی سے اگر یہ کام خدائے سے تو کوئی  
عرج نہیں اٹھیں کہ اس یگار میں پھنساؤ یا خدا محسن اپنی قدرت کے سبب ان رات  
کے مہیا کر دے سنو!

یہ پیشور کے اٹھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے ساتھ سے بکھو بنانا اور قابو رکھنا اور استیارت رکھنا  
بہشت میں اہل بہشت مہذب میش و عشرت کے علاوہ اوقات یاد آہی میں گرا کر  
بجھو یا آکھو (روح) کئی (نجات) یا کر یہ پیشور کا اند جو پہلے جاتا ہے جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔  
یہ خدا اچھو جبر ہے اس میں کت جیو بے روک ٹوک دیکھان (معرفت)  
اور آتہ کے ساتھ چرتا ہے۔ استیارت تو پر کاش صفحہ ۱۲

خدا کے اندر جاتا ہے نہ کوئی کوٹھا ہے۔ اتنا لایے جا کر وہاں بیکار بیٹھا رہتا ہوگا۔  
تو تو اس کا بی بھی آکھو یا جاتا ہوگا کیا خدائے سے کہ نہ پٹت جی بہشت کر پٹا شہر سمجھتے ہیں۔  
سوامی جی کہتے ہیں آپ کو اس کی بھائی چڑائی بتلانے میں یقین دو مینڈ کوں کی گنتی  
سے میں غلط ہو۔ ایک کنوئیں میں دیا کو سینہ ب اپڑا تو کنوئیں کے مینڈک کے اُس سے  
پرچھا کہ کیا آکھتا ہوتا ہے وہ بولا بہت بڑا کنوئیں (مینڈک) نے ایک غوطہ لگا کر کنوئیں  
کا نصف پاٹ تیر کر پوچھا کہ اتنا، وہ بولا کہ اس سے بھی زیادہ آخر کنوئیں والے  
مینڈک نے سارا پاٹ پورا کیا اور پوچھا کہ اتنا۔ اُس نے کہا تو احمق ہے دریا اتنی ہوتے  
ہیں! کنوئیں کے مینڈک نے کہا تو بھوٹ کہتا ہے اس سے بڑا کپڑا پانی کہیں تمام دینا  
ہر میں نہ ہو گا سو اگر سوامی جی میرے اصرار نہ کریں تو ہم ان کو بتلاتے ہیں سنو!

یہ اس کو اپنے اٹھ میں رہے دیکھو۔ وہ دوستوں سے کہیگا آؤ میرا پرچہ پڑھو۔



## عَرْشُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ

کھٹل اور بول باز کا بھی جواب یہ ہے کہ وہاں ہونگے ہی نہیں کیونکہ وہاں کا قانون ہی اور ہونے والا ہے۔ اور کتبہ کا جواب نمبر ۱۲۰ میں دیکھو۔ غرض یہ کہ سب کچھ جو قرآن نے بتلایا ہے ہوگا آپ کے کسی دلیل سے اس کی رد نہیں کیا۔ سابقہ نمبروں میں منقول جواب دیکھو۔ بیوقوف ہو کر کہیں والا جواب کا مستحق نہیں ہوتا۔ بہشت کا مستحق کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ گزشتہ نمبر ملاحظہ ہوں۔ (۱۲۲) سورہ صافات۔ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو کہ لڑتے ہیں یہی راہ اس کے کے راستہ ۶۴

**محقق** آقا نیک ہے یہی بات تو انکی ہدایت کے پجاری ملک عرب کے باشندوں کو اس سے ردا دشمن بنا کر اہم تحلیف دلائی اور مذہب کا جہنم الہیہ کے رٹائی پیلانی ایسے کوئی عقل مند کہہ نہیں سکتا جو قوم میں فساد بڑا دے دی ہو۔ کتبہ کا جواب نمبر ۱۲۱ سے ویدوں کا نشہ کیا۔ پہلا ویدوں پہلو کوئی حق شفع ہوگا قرآن اور بائبل سے یونہی منہ آنے لگے۔

(۱۲۳) سورہ تحریم:۔ اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی خدانے واسطے تیری چاہتا ہے تو رضامندی بی بیوں اپنی کی اور اللہ بخشے والا مہربان و رحیم ہے۔ پروردگار اسکا اگر طلاق دی تو یہ کہ بدل دیو اسکو بی بیوں بہتر تم سے سلمان عورتیں ایمان والیاں فرمانبرداری کریں والیاں تو یہ کہ خوالیاں عبادت کریں والیاں روزہ رکھیں والیاں خاوندانہ ہدایاں اور بن دیکھی ہوئیاں (آیت ۵)

**محقق** غور سے سوچنا چاہئے کہ خدا کیا ہوا محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی نظام اس کو ملازم ٹیپا ایسی آیت پر دو کہانیاں ہیں ایک تو یہ کہ محمد صاحب کو شہدائے شریعت پند تھا اور ان کی کئی بیبیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کہ گھر پہنے لگے تو یہ بات دوسری بیویوں کو ناگوار گزری۔ اس کے کہنے سننے کے بعد محمد صاحب قسم

لے جسے کی سون چڑائی تمام آسمان اور موجودہ زمینوں جتنی بھی سیتا رہے پرکاش صفحہ ۱۲۵



کہا گئے کہ ہم نے یہ دیکھا۔ دوسری جگہ اور کئی جگہوں میں سے ایک کی بارگاہی اسکی ہاں رہا کہ  
 گئے تو وہاں نہ تھی لپٹے باجکے ہاں گئی تھی۔ محمد صاحب نے ایک لڑکائی کی خبر کہ جاکر ایک  
 کیا جیہ ہوئی کہ اسکی خبر لی تو اہل ہونے۔ تب محمد صاحب نے قسم کھائی کہ میں اسکا نہ دیکھا  
 اور یہی سے کہہ یا کہ تم نے کسی سے یہ بات کہی۔ یہی نے منظر کیا کہ نہ کہہ گئی یہی وہی  
 نے دوسری جگہ سے جاکر کہا کہ اس پر یہ آیت خدا نے اتاری کہ میں میرے کو ہم نے  
 ترسے اور پر حلال کیا اور سکو تو حرام کنوں کرتے عقل نہ لوگ غور کریں کہ جہاں کہیں خدا ہی  
 کسی کے گھر کا فیصلہ کرتا ہے یا نہیں؟ اور محمد صاحب کا چال ملین ان باتوں سے ظاہر ہی  
 ہے۔ کیونکہ جو کئی صورتوں کے کہ وہ خدا کا عابد یا پیغمبر کیو نہ کہہ سکتا ہے، اور جو ایک صورت  
 کی طرف خدا ہی سے بے آمدنی کرے اور دوسری کی عزت کرے۔ تو وہ طرف دار ہو کر  
 گھر کیوں نہ ہو گا اور جو کئی صورتوں سے بھی سیری نہ پا کر کنیز کوں کے ساتھ پہننے  
 اس کے نزدیک شرم بھوت اور حرم کیو نہ کہہ سکتا ہے کسی نے کہہ ہے جو زانی آدمی  
 میں ان کو گناہ سے اور یا شرم نہیں آتی۔ ان کا خدا بھی محمد صاحب کی جہولیں اور خبر کے  
 جگہ کے کا فیصلہ کرنے میں گویا اس پنچ اثبات بتا ہے اب صاحبان عقل غور کریں کہ قرآن  
 عالم پر خدا کا بنایا ہوا ہے یا کسی باطل اور دھرم کا اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ محمد صاحب سے اسکی کوئی بیوی نہ اہل ہونے ہوگی یا اس پر خدائے یہ آیت اتار کر اس کو  
 دیکھا یا نہ دیکھا۔ اگر تو گڑبڑ کریں کہ محمد صاحب جو طلاق دے دیکھے تو ان کو ان کا خدا  
 محمد سے لے بھی جو یاں دیکھا کہ جو خاوند سے نہ لی ہوں جس آدمی کو کہ ذرا سی عقل ہے وہ خود  
 کر سکتا ہے کہ یہ خاوند کے کام میں یا اپنی مطلب باری کے ایسی ایسی بات نہ ہو کہ  
 ثابت ہو کہ ہے کہ خدا کوئی نہیں کہتا تا صرف موقع محل دیکھ کر اپنی مطلب باری کیو اسطے خدا  
 کی طرف سے محمد صاحب کہہ دیتے جو لوگ خدا ہی کی طرف لگاتے ہیں اور کو ہم تو کیا سب  
 عقل نہ ہی کیونکہ خدا کیا غیر اگر یا محمد صاحب کے لئے جو یاں لایا لا تالی غیرا  
 حکام قانہ اری تبتا نے سے خدا لازم یا تو کر غیرتا ہے۔ تو رہیشور

بدق  
 اہل ہاں سنو



کے بیات ہوئے مرد تو اترا تم دونوں رات کہاں ٹہرے تھے۔ اور دن تم نے  
کہاں بسر کیا تھا تم نے کہا ناظر یہ کہاں کھایا تھا؟ کہا وطن کہاں ہے جس طرح  
رہنمائی اپنے دیوار (دوسرے خاندان) کے ساتھ شب بیدار رہے۔ یا جس طرح  
بیاہنہ امر و اپنی بیات رات کے ساتھ (اور) کے لئے بکا شب بیدار رہے  
اسی طرح تم کہاں شب بیدار ہو کر تھوڑا گورہ اشک، سہیلے سنگہ (منتر ۴)

اور سنو!

”اے یہ وہ عورت تو اپنے اصل غاوند کے کرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق یوگ  
غاوند قبول کر جس کی بیات رات مرگئی ہو اور اس طرح اولاد پیدا کر کے  
سنگہ حاصل کرے اور گریہ مند دل، اسوکت (منتر ۴)

اور سنئے!

گے دیوار (دوسرے خاندان) کی خدمت کرنے والی عورت اور یہاں ہے ہوئے غاوند  
کی فرمانبرداری ہو تو نیک اوصاف والی ہو تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر  
عمل کر اور اپنے پائے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر اور عمدہ کسل و خرابی اور  
علم و تربیت حاصل کر کے طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد میں مستند اے  
یوگ کے زریعہ سے دوسرے کی ذمہ داری کر نیوالی تو ہمیشہ سنگہ و نیو والی ہو کر گھر میں  
بکون و خیرہ کرنے کی آگ کا دستمل اور تمام فائدہ دہی کے کاروبار کرول لگا کر  
برہمی صیانت سے کرے (۱) الخ وید کا (۱۵) - (۱۶) الفاک (۶) منتر ۴

پس اس طرح نہیں نہیں تو بہ تو یہ ایسے فیروزہ ب نہیں بلکہ بیات جیا اور تہذیب سے  
اس آیت میں خدا نے پیغمبر صاحب کی بیویوں کو بیات فرمائی ہے +  
اصل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب (علیہ السلام) کو کسی بیوی نے شہدہ چنے پر کہا  
کہ آپ کے منہ مبارک سے جو آتی ہے چنانچہ بیات ہی نے اس کو نقل کیا جو اور بی بی بیات  
بہت نسیم ہے۔ اس پر آپ نے شہدہ کا پیچا چوڑا دیا اور قسم کھالی کہ آئندہ کہی نہ پوچھا۔ مگر چونکہ  
نبی کا کام آیت کیلئے دلیل اور حجت ہوتا ہے اسلئے غلط تھا کہ بعد آپ کے تمام لوگ



اسی طرح اس کو مرام کر میں تو گریہ ایک مذہبی مسئلہ ہو گا اس لئے خدا نے یہ حکم  
نہیں فرمایا بلکہ طلب ہے کہ بیویوں کی خوشی یاں تک نہ چاہئے کہ ملال چیز کو مرام کہنے  
کو۔ سہرا ایک چیز کی صوبہ ہے۔ ایسا ذکر۔ بلکہ اپنی قسم کا کفارت دیکر بدستور سابق ملال چیز  
کو کھا ڈینا۔

آں اگر آپ کو یہ اعتراض ہو جسے کہ بیویوں کی خوشی منہ پر صواب کہ ایسی چیزوں  
مردہ کی ہوتی۔ گریہ یا غم کو بہت پسند تو سنو۔

جس ممالک میں عورت سے فائدہ اور فائدہ سے عورت بھی طرح و طرح سے ہے۔

اسی لحاظ ان میں کل خوش نصیبی اور اقبال سنی قیام کرتی ہے جہاں شہر و شہر  
رہتا ہے۔ دلی پہنچی اور افلاس ملے رہتا ہے۔ دستار تقدیر کا شہر ۱۲۲

آئی تعدد ازواج کے متعلق سوال کا جواب بند ۱۴ میں ملاحظہ ہو۔

آفسوں کو ہندو مت ہی کو اور جو مسئلہ کے پیڑ صواب کی سول غرضی میں ایک واقع بھی  
ایسا نہ لائے گا ان کے مانتے میں کر سکتے ہیں۔ یہی سوامی کی اس ناکامی پر غور  
ہے ہذا ہم ان کے اور ان کے ماننے کے اس غم اور افسوس میں شے یک حال  
ہیں اور بعد دی کرتے ہیں۔ مرن ہی ایک واقعہ ہے کہ آپ بیویاں کرتے تھے  
جبکہ مختصر جواب یہ ہے کہ آپ آدمی تھے اور یہ خیر اصول کو باندھتے قانون تدبیر  
مرد کو عورت کی خواہش ہی ہے ہندو مت ہی کی طرح ہمیشہ مجزور رہ کر خلات قانون قدرت  
نہیں کرتے تھے۔

(۱۴۴) اے بنی جبریل کہ کافروں اور منافقوں سے اہ سنتی کراد پران کے (امت)

محقق (۱۴۴) دیکھئے مسلمانوں کے خدا کی کار سازی دوسرے مذہب والوں سے

محقق (۱۴۴) ارنے کیلئے پیغمبر اور مسلمانوں کو مبرا کا تا ہے اسی وجہ سے مسلمان لوگ

کی نہیں کرتے سہی ہیں پر انہیں مسلمانوں پر نظر نہ کرے کہ جس سے لوگ سادہ کر پھوکر

سے ممانعت ہی نہ کرے

مذہب (۱۴۴) میرا دین میرا دین ہے ہمارا ہی ہے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ماحیو نگہداشت



(۱۴۵) سورہ حاقہ :- پھٹ جاوے گا آسمان پس وہ اُس دن کُست ہوگا اور فرشتے  
 ہو گئے اور کینا روں اُس کے کے ایسا ٹاؤنگے عرش رب تیرے کا اور اپنے اُس دن آٹھ  
 شخص۔ اُس دن وہ ہر دلائے جاوے گئے تم زچھی ساگی تم میں سے کوئی بات چھی  
 ہوئی پس جو کوئی دیا گیا اعمال نامہ اپنا بیج اپنے اتھ اپنے کے پس کہیگا سو پڑ ہو عمل نامہ  
 اپنا اور جو کوئی دیا گیا عمل نامہ اپنا بیج بائیں ہاتھ اپنے کے۔ پس کہیگا اے کاشکے میں نہ دیا  
 گیا ہوتا عمل نامہ اپنا آیت ۱۸-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵

**محقق** واہ کیا فلاسفی اور انصاف کی بات ہے۔ جدا اکاش (آسمان) بھی کبھی بھٹ سکتا ہے، کیا وہ پارچے کے موافق ہے جو بھٹ جاوے، اگر اجرام فلکی کو آسمان کہتے ہیں۔ تو یہ بات علم کے خلاف ہو۔ اب قرآن کے خدا کے مجسم نہیں کوئی شک نہ رہا کیونکہ عرش پر بیٹھنا آٹھ کباروں سے اٹھوانا بغیر مجسم کے کسی نہیں ہو سکتا، نورسائے یا چھپے بھی آنا جانا ختم ہی کا ہو سکتا ہے جب وہ مجسم ہے تو محدود امکان ہونے سے ہر دان محیط کل قادر مطلق نہیں ہو سکتا۔ اور سب روحوں کے اعمال کہی نہیں جان سکتا تعجب کی بات ہے کہ شریف لوگوں کے دامنہ فہم میں اعمال الزام دینا پڑھوانا بہشت میں بیچنا اور بدکاروں کے بائیں ہاتھ میں اعمال الزام کا دیباہ و زخ میں بیچنا اور اعمال الزام پڑھ کر انصاف کرنا پہلا یہ کام ہر دان کا ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں یہ سب کارروائی رکابین کی ہے۔

**ملفوظ** { آسمان کا جواب نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ میں جو چکا ہے عرش اٹھانا بجا نا اہل تھا  
 ہے اظہار عبادت و عظمت الہی سے نہ یہ کہ خدا عرش پر یوں بیٹھا ہوگا جیسا کوئی  
 راجہ یا ملکی میں بیٹھا ہوتا ہے اور یہ الکی کہاروں نے اٹھائی ہوئی ہر ملکداریت کا مطلب صرف  
 اتنا ہے کہ حکومت اور عزالت خداوندی کا وہ عالم ہوگا کہ کوئی کسی کو ہوا نہ سیکے نہ دہو  
 لے سیکے جیسا بچہ اس سے آگے کے لفظوں میں فرمایا ہے جن کو آپ نے بھی نقل کیا ہے کہ اسدن  
 سب دربار الہی میں حاضر ہوگا کوئی ان کی کر توت نیکٹ بد چھی نہ سیکے اور بار کی خوف کے سب



ہم بخود دیکھ گئے کہ قرآن بتاتا ہے۔

لَخَطَمَتِ الْأَكْشَادُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ الْاَصْوَاتَ

جب آوازیں پسٹ ہو جائیں گی ایسی کہ بغیر بازوؤں کی آہٹ اگر کچھ کہنے میں نہ آئیگا  
ہماری اس توجہ پر آپ بہت کا صغیر! میں دستخط کر آئے ہیں کہ۔

”جہاں معنی میں غیر امکان ہو۔ وہاں استعارہ (بھانپتا ہے)“

مگر انہوں نے کہ ان اصول سے آپ ہمیشہ اپنا ہی فائدہ کیا کرتے ہیں دوسروں کا نہیں  
کہ جہاں وہ خدا کے احکام بتلا دے وہاں تو آپ اسی اصول سے عمل کرتے ہیں اور جہاں قرآن  
یا اور کتاب اس قسم کے استعارے بولے خواہ وہاں قرآن بھی کئی قسم کی ہوں ہاں پر سارا سادہ  
پتا لگے میں نہ بولے ہو ہمیشہ وہاں نہیں باتیں شائیں دینی شروع کر دیں سماجیو! استوار  
آپ بخود پسندی پر گردان پسند

وہیں باتیں باتیں اور انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا گیارہ صوفیوں سے کام  
لیا کہ اسے کچھ شہ پر پکاش خود وہاں دیکھو انہوں نے جواب دیا ہاں بشد غوشی غوشی جو۔  
ہاں اتنا ضروری بتلا رہے ہیں کہ اعمال اللہ لوگوں کی تسلی کیلئے ہو گئے خدا کو اس کی عزت تائیں  
مستور قرآن نے خود بتلایا ہے:-

اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ يَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا

(۱۴۷) سورہ معارج: پڑھتے ہیں فرشتے اور روح طہ اور اسکی وہ عذاب ہو گا بچ  
اس دن کے کہ تھی مقدار اسکی پچاس ہزار برس کی جس دن نکلے قبر نہیں سے دوڑنے  
ہو گا کہ وہ طرف تہوں کے مکانوں کے دوڑے ہیں (آیت ۴۰-۴۲)

**محقق** مگر پچاس ہزار برس کے دن کا اندازہ ہے تو پچاس ہزار برس کی رات کیوں  
نہیں؟ اگر اتنی بڑی بات نہیں ہے تو اتنا بڑا دن کہی نہیں ہو سکتا۔  
کیا پچاس ہزار برسوں تک خدا فرشتے اور اعمال نامہ والے کھڑے یا بیٹھے یا جاگتے ہی ہو گئے  
اگر ایسا ہے تو بیمار ہو کر مر ہی جاہ گئے کیا قبر و نسیں کھل کر خدا کی کچھری کی طرف دوڑ گئے  
ان کے پاس کفن قبروں میں کیوں نہ پہنچ گئے؟ اور ان بیچاروں کو کم کہ نیک کروایا یا بد کردار

لے لو کہ اپنا نام پڑے تو تم خود ہی حساب کر لے لو کہانی ہو + دیکھو مندرجہ نمبر ۲۹



میں اتنی مدت تک بدو نہیں اور ہر دیکھوں رکھا! اسی جہل خدہ کی کپھری بند ہوگی اور خدا اور فرشتے نکتے بیٹھے ہونگے، یا کچھ کام کرتے ہو گئے۔ اپنے اپنے مکاؤں میں بیٹھے اور ہر اکسوس کو تے سوتے ناچ تماشا دیکھتے اور عیش و عشرت کرتے ہو گئے۔ ایسا اللہ ہر کسی سلطنت میں نہ ہو گا۔ ایسی ایسی باتوں کو سناؤ وحشی لوگوں کے دوسرے کون مانتا؟

**مدقوت** آدمی تو جانتا تھا کہ پندت ہی کی آگیا مندرجہ سنیوۃ بہر پرکاش صفحہ ۵ پر عمل کریں مگر اپنے ناظرین کی خاطر نمبر ۱۲ کا حال بیان ہے۔

اُن یہ بات قابلِ غور ہے کہ سوائے ہی کا سقوط ترجمہ گو مستحکم قرآن میں تو ہے مگر ذرا ہی اصلاح یا وضاحت ملے اور لفظ "تھی" "تھیک نہیں" ہے "دست ہر مستحکم صاحب نے بھی غلطی نہیں کی کیونکہ "تھی" جس لفظ کا ترجمہ ہے وہ "کان" ہے "کان" کے معنی کبھی تو مراد "بود" کے ہوتے ہیں۔ اس وقت اس کا ترجمہ "تھی" یا "تھا" ہوا کرتا ہے اور کبھی "ہے" کے مراد ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے معنی "تھے" کے ہوتے ہیں جسے "کان اللہ علیہما (اللہ علیہما) اسی طرح ہے "اے میں بھی" "تھی" "تھیک نہیں" ہے "صحیح ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فارسی ترجمہ میں "ست" اور شاہ عبدالقادر صاحب نے اردو ترجمہ میں "ہے" لکھا ہے۔ سوالی جی کو اور نیز حکم تو فرمادی ہے کہ موقع و محل مناسب اور آگے چھپے کو دیکھ کر حال کر معنی کیا کریں ورنہ عبرت کا صفحہ ۱۲ والا فتوے بڑا جادو لگا بیس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ فرشتے اور ملائکہ جبرائیل اللہ کی طرف ہوتے ہیں ایک ان میں جس کا اندازہ صحیح اس مزار پر جس کا ہے تشریح نمبر ۱۲ میں دیکھو۔

(۱۲) سورہ نوح ۱۔ اور تحقیق پیدا کیا تم کو ہر طرح طرح سے کیا نہیں دیکھا تم نے کیونکر پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو اور ہر تیلے اور کیا چاند کو بیچ اُس کے روشن اور کیا سورج کو

چراغ و آفتاب (۱۲)

**محقق** اگر روحوں کو خدا نے پیدا کیا ہے تو دے ازلی غیر فانی نہیں ہو سکتیں؛ پھر بہشت میں ہمیشہ کیونکر رہ سکیں گی؛ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ ضرور فنا ہو جائیگی اور آسمان (اکاش) کو اور نیچے کیونکر بنایا سکتا ہے؛ کیونکہ وہ بے شکل اور محیط ہے۔ اگر



دوسری چیز کا ہم آسمان کا مثل دیتے ہیں تو یہی اور کلام آسمان رکھنا ہے معنی ہے اگر  
 اوپر تھے آسمان کو بنایا ہے تو ان کے نیچے میں چاند سورج کبھی نہیں رہ سکتے۔ اگر چرخ  
 میں رکھا جائے تو ایک اور ایک نیچے کی چیز ہی روشن رہے دوسرے سے لے کر باقی  
 سب میں تاریکی رہنی چاہئے ایسا نہیں معلوم ہوتا سوائے یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔

**مدققت** بیشک آسمان ایک مجسم چیز ہے جمیت کا بیان نہر، زبر، و نہر ۱۲۹ وغیرہ میں ملاحظہ  
 ہوں۔ نیچے اور پاس طرح میں جس طرح بلور پر بلور رکھا جائے۔ ہاں یہ خوب  
 کہی کہ اگر چاند سورج یچ میں رکھے جائیں تو اوپر چاند سورج کی طرح ہی خوب منطبق ہے  
 صلا پڑتے ہیں! اگر ہم آسمانوں کو بلور کے تختوں کی طرح جسم شفاف مانیں اور ان سے  
 اوپر چاند سورج کو گڑا ہوا سمجھیں تو کیا خرابی؟ تباہی ہے چوتھے اصول کو یاد رکھ کر تباہی  
 کیجئے ہم یہ بھی نہیں کہتے بلکہ ہم حکمائے یونان کا مذہب دیتے ہیں جس کے لینے کی ہمیں  
 کوئی خاص ضرورت نہیں کہ چاند فلک اول پہ ہے اور سورج فلک رابع پر ہے مگر چونکہ  
 دونوں گولہ گیند کی طرح ہیں ہیکارٹ کسی خاص طرف نہیں جوتا چنانچہ پندت جی نمبر ۱۵  
 میں مانتے ہیں کہ سورج گول کرہ ہوا سوائے اوپر بھی روشنی ہوا دینے ہیں +

سمجھیں! اگر آسمان ہوا ہو تو کپڑے کا ایک گولہ بناؤ اور وہ ہے کی سیخ میں بانڈ کر چھت  
 سے لگاؤ اور اس پر تیل ڈال کر آگ لگا دو۔ اور ستیارتھ پرکاش کو ہاتھ میں لئے رکھو  
 اس کے پلنے سے چاروں طرف نیچے اور پرکاش روشنی ہو تو کچھ اسوقت ہاتھ میں لئے ہو اس  
 میں چھوٹا گولہ اور ہمیں اس مابرا کا ایک اطلاعی کارڈ لکھو۔

بیشک زمین خدا کی پیدائش میں اگر وہاں ہے تو قمار کتنا ہے۔ لیکن خدا اگر کسی  
 مخلوق کو ہمیشہ کیلئے رکھنا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا مخلوق کی ابتدا ہونی تو  
 ضرور ہے۔ کیونکہ اسکا وصف خلقت ہی اس کے حدوث کو مستلزم ہے مگر فنا ضروری  
 نہیں ہاں قابل فنا بیشک ہے اگر فاعل باہر ہے تو فنا کر دے شاید آپ کو معلوم نہیں  
 کہ مسلمان خدا تعالیٰ کو مخلوق کے لئے مومن ملت ہو جاتا ہی نہیں مانتے بلکہ ملت ہو جاتا  
 و مشتمل ہوتا کہتے ہیں جیسے چلغ روشنی کیلئے سنو! قرآن اس باریک سید کی طرف اشارہ



کتاب فرسے سنو! اینٹ کی نہیں بلکہ پتھر کی عینک لگا کر پڑھو۔  
 إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا  
 مِنْ أَحَدٍ مِنْ عِبَادِهِ ۖ

کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کو صرف علت موجدہ ہی کہا جاوے تو لازم آئے گا کہ اس وقت بعد جو چیز  
 ہونے مخلوقات کے خدا کی کوئی حاجت نہ ہو۔ جیسے کپڑے کو بھڑپنا ہونے کے درزی کی حاجت  
 نہیں ہوتی یا بندہ ق کی گولی کو بعد چلا دینے بندہ وچی کے بندھنی کی حاجت نہیں یہاں تک  
 کہ اگر گولی پلانے کے بعد ٹوٹا بندھنی مر جاوے تو بھی گولی کی حرکت میں کوئی نقص نہیں  
 آتا حالانکہ ان معنی سے نصرت قرآن اور یثد مخالف ہیں عقلی دلائل بھی اسکے مذب ہیں  
 پس علت مثبتہ کے ہوتے ہوئے معلول کا فنا ایسا اختیار ہی نہیں ہوتا کہ خواہ خواہ گو علت  
 اس کو بحال بھی رکھنا چاہے تو بھی وہ فنا ہوتا جائے پس روحوں کو یا جن چیزوں کو خدا  
 فنا کرنا نہیں چاہیگا اور فنا ہونا ضروری نہیں بلکہ عدم فنا ضروری ہے فافہم وقلوب  
 (۱۴۸) سورہ جن اس اور یہ کہ سجید راستے اللہ کے ہیں پس بت پکارو ساتھ اللہ کو  
 کسی کو آیت ۱۱

**محقق** اگر یہ بات راستے ترسلمان لوگ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ"  
 اس کلمہ میں خدا کیساتھ محمد صاحب کو کس پکارا تو ہیں یہ بات قرآن کریم خلاف  
 ہے اور جو خلاف نہیں کرتے تو اس بات کو محبوب ٹھہراتے ہیں جب مسجد خدا کے گھر  
 میں ترسلمان بڑے بت پرست ہو کر کیونکہ جیسے پورا قی جینی چھوٹے سے بت کو  
 خدا کا گھر ماننے سے بت پرست ٹھہرتے ہیں تو یہ لوگ کسوں نہیں؟  
**مذہب** سوامی جی ماراج کو شرک سے نفرت ہے نہ دزدانہ ہو کر ایسی نفرت غنیمت ہے  
 پیر کے کہ دم ز عشق ز مذہب غنیمت است

پنڈت جی کو اتنی ہی خبر نہیں کہ پکارنے اور تشدیق کرنے میں فرق ہوتا ہے سوامی  
 لہو و لیک نہ آسمانوں اور زمینوں کو تباہ ہونے سے تباہ ہونے سے اور اگر وہ تباہ ہونے  
 لگیں تو ان کے سوا انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ دیکھو شیر خوار و مسکین و غریب ۱۵۔



ہی! کیا اسیا ہو تب بھی آپ کے پانی بندو کیا کرتے ہیں لے کو خدا دیتا ہے  
 اللہ چندی ہمارے سما ہی پاویں کاشت کرو جو ہمارے اوتاروں کو پانی پانی کرکے  
 ہیں ان تقیہ اسے کہیں جیسے آریہ سماج آپ کی نسبت کہتا ہے کہ سوالی میں ہمارا ج  
 جسے دوران میں ایسے ہیں ویسے ہیں سما جیو! ان دنوں میں فرقہ بجا نہیں  
 جوتے اسلئے کہ یہ کہتا تھا لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ آپ تم  
 ثانی سے ہے جسکو آپ کے گرد ہی ہر شی قسم اللہ بھیجے ہیں۔ پس تم ہی اس کی داد  
 دو۔ (۱) جواب انبراہام وغیرہ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

آں بات میں سما جیوں سے قابل دریافت ہے کہ مسجدوں کو خدا کا گھر کہنا کس  
 آیت کا ہے۔ یہ پندت ہی کے منقولہ ترجمہ پر نظر کرو کہیں مسجدوں کو بیت اللہ  
 لکھا ہے تو نہیں اطلاع دو۔ ان ہم مسلمان مسجدوں کو بیت اللہ کہتے ہیں مگر آپ قرآن  
 پر متحرک نہیں جیسے کہ دریا چرخاس بنبرہا میں کچھ آٹو ہیں ایسے ہم ایک تبار لہ ہیں  
 کہ بیت اور اللہ کے درمیان مضامین کا فرق تو یعنی بیت عبادۃ اللہ سلم ہوتا  
 سمجھو یا نہرا دیو ہو۔

(۱۲۵) سورہ قیامت۔ اکٹھا کیا جائیگا سورج اور چاند (آیت ۸)

**محقق** اہل سورج اور چاند بھی اکٹھے ہو سکتے ہیں اور کچھ دیکھتی جہاں کے عقل  
 کی بات سے بعد سورج چاند کے اکٹھا کرنے میں کیا مطلب تھا اور دیگر  
 سب اجرام فلکی کو اکٹھا کرنے میں کیا میل ہے۔ ایسی ایسی ناممکن باتیں خدا کی بنائی  
 ہوئی کہی ہو سکتی ہیں۔ سوائے جابلوں کے اور کسی عالم کی بھی نہیں ہو سکتیں۔

**مد قح** سوامی جی بے دلیل کہنے کے لیے مضائقہ ہیں کہ مسلمان اللہ ہم  
 پہلے ہی لکھا آئے ہیں کہ پندت ہی میدان مناظرہ سے سماج مند  
 نہیں جوی میں آیا کہ دیا۔

سنجھل کر پاؤں رکھنا سیکھہ میں سستی سناہیاں پگڑی اوچھلتی ہو ایسا نہ کہتے ہیں  
 سما جیو! پندت ہی سے ایل لگی ہو تو تم ہی تبار کو چاند سورج کے قہ نہ ہو سکتے



کی کیا دلیل ہے ؟

پناہ اور سونچ کے جمع کرنے سے مراد ہے کہ اون کو بے نوکر کے حرکت سے روک دیا جائیگا۔ کیونکہ جنت میں سورہ چاند کی حدیث مذکور ہے کہ قرآن شریف بتلاتا ہے کہ جو کوئی قیامت کے آواز (مہدی) - (یعنی جنتی جنت میں نہ تو سورج دیکھ سکے اور نہ آگ کے نہ ہونے سے سردی پا دیکھے) اگر خلاف قانون کا شہ ہو تو نبرہ (اعطاء کردہ) اور سورہ و ہر ہ اور ہر گئے اور پراں کے لڑکے ہمیشہ خود اپنے جس وقت دیکھ لیں تو ان کو گمان کر لیا تو ان کو کوئی بکھرے ہوئے اور پھٹے جاو گئے کنگھن پانڈی کے اور پلاو لگا ان کو رب اون کا شراب پاکیزہ (آیت ۱۱۹-۱۲۰)

**محقق** کہیں ہی موتی کے رنگ والے لڑکے کس لئے وہاں کھجاتے ہیں؟ کیا اس آیت میں لوگ ان کی خدمت یا عورتیں ان کی سیر نہیں کر سکتیں؟ کیا تعجب ہے کہ جو یہ ہے بڑے فضل بلکہ ان کے ساتھ ہمیشہ کا کرنا ہے اس کی بنیاد ہی قرآن کا قول ہوا اور بہشت میں غلام مخدوم یعنی آقا و ملازم ہونے سے آقا کو آرام اور نوکر کو محنت ہونے سے دکھ اور مقررہ کاری کٹوں پائی جاتی ہے اور جب خدا ہی شراب پلاو لگا تو وہ بھی خدا کی مانند ٹھہرے گا پھر خدا کی عظمت کیونکر رہ سکیگی؟ اور وہاں بہشت میں عورت مرد کے سمیستر ہونے سے قیام محل اور لڑکے بالے جی ہوتے ہیں تو وہ وہیں کہاں سے آئیں؟ اور بلا خدا کی عبادت کے بہشت میں کٹوں پیدا ہوں؟ اگر پیدا ہوں تو ان کو بلا ایمان لانے اور خدا کی عبادت کرنے سے کیونکر معرفت ملیگا؟ بعض چاروں کو ایمان لینے اور بعض کو بلا دہرم کو کر سکا اور اس سے بڑا کہیے انصافی اور کوئی ہوگی؟

**محقق** { ۵۰ } سچ ہے۔ **مکمل** انا دیوتا نہیں ہوں۔

آج معلوم ہوا کہ سوامی جی جو دہرم میں کسی گزارتے تھے۔ سماجیو کہو جی کون

دہرم ہے؟

لہٰذا تم میں جو ہوتا ہے وہی چلتا ہے (ستولہری)



پہنڈت جی! نہ بچے تو اولاد نہیں بنیں گی کی نابلغ اولاد ہوگی چنانچہ دوسری بات  
میں غلامانِ نفاق کا لفظ ہے۔ یعنی انہیں کہے بچے اُن کے پاس پھرینگے۔ اس پر  
آپؐ کہیں کہ جنت میں بے عمل کتوں جانیگے تو سنیے جنت اُن لوگوں کے  
لئے ہے جو کفر مشرک میں نہ رہیں سُنو!

بِسْمِ اللّٰهِ خُذْهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ

بجھارے نابلغ بچوں کو تو اس امر کی خبر ہی نہیں کہ شرک کو لگیا ہوا سچا سچا  
وہ جنت میں جانے سے۔ ان کے نہیں بانیگے یا ہے کسی کا فریاد کسی ہماہمی کی اولاد نابلغ  
بھی کیوں نہ جو یہ دیکھتے ہیں ہے کہ پارساں کے مسلمان بچے کے اُتارے ہی  
نہ کھایا جاوے گا۔

نہ ان کے شراب پیونے کے یہ بھی ہیں کہ خدا کے حکم سے پیئیں گے اسوس کہ آپ اس امر  
میں گماہ نہیں کہ جہاں میں خیر امکان ہو۔ وہاں بجا رہتا ہے (جو حکم مقرر ہے)  
بیشک مرد و عورت اگر چاہیں گے تو اُن کے دل سلاسنے کو خدا اولاد بھی بنا دیتا کریگا۔  
سو یہ مشرکین سے یہ یمنون پایا جاتا ہے اور قرآن میں یوں جو سُنو!  
تَهُم مَّا يَشَاؤُنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ

۱۱ سورہ بنارہ۔ جلاء سے بادیگے نوافع اعمال کے اور پیانے ہرے ہوئے  
میں اُس دن کفری ہنگی رہیں اور فرشتے صفت باندھ کر آنت ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷  
**محققہ** اگر اعمال کے مطابق ثمرہ دیا جاتا تو ہمیشہ بہشت میں رہنے والی حوروں  
فرشتے اور حوٰی کی مانند لڑکوں کو کس عمل کے جوئے ہمیشہ کیلئے بہشت  
ملا بہت پیانے بہرہ کر شاداب پورے تو مسخ ہو کر کیوں نہ لڑینگے یہاں روح ایک  
فرشتے کا نام ہے جو سب فرشتوں سے بڑا ہے کیا خدا روح یا فرشتوں کو صفت باندھ  
کر کھڑکی کے پیشان یا نم لگے کیا پیشان سے سب رحوں کو مسخ اولاد لگے اور خدا  
اُس وقت کھڑا ہو گا یا مسخا اگر قیامت تک خدا اپنی سب پیشانیں جمع کر کے شیطان  
لے خاتمہ کافروں شرکوں پر جنت کو ملام کیا ہے تب اُن ہستیوں کو جو پانی لگے نیک۔



کہہ کرے تو اس کی سلطنت جنت و ظلمہ جاوے گی اس کا نام خدا ہے ۔  
**حقیقت** نمبر ۵۸ میں ہم تجھے آئیں کہ جنت اُن لوگوں کے لئے ہے جو شریک کٹر  
 سے بچے ہو گئے پس فرشتہ کی اور حوروں کو اسی کو بد میں لادیں گے انہوں  
 نے شرک کفر نہیں کیا تھا جنت ملیگی ۔

دفعہ ۱۵۸ اس غرض سے ہو گئے کہ جس کافر کو جہنم میں ڈالنے کی بات حکم ہو فوراً  
 تفصیل کی جاوے شیطان کو تو پکڑ دیتا لیکن جو لکستیا رتھ پرکاش کے بننے سے شیطان  
 بیکار ہے اس لئے اس کا پکڑنا جہاں مفید نہیں رہا ۔ باقی جواب نمبر ۵۷ وغیرہ میں ملے ہوئے ۔  
 (۱۵۸) سورہ تکویر میں صوبت کہ سورج پٹا جاوے اور صوبت کہ تاریکدا ہو جاوے  
 اور صوبت کہ ہمارے چلائے جاوے اور جس وقت کہ آسمان کی کھال اتاری جاوے ۔  
 (آیت ۲۲-۲۳-۲۴)

**حقیقت** یہ بڑی نادانی کی بات ہے کہ گول سورج کا کرہ پٹا جاوے گا اور تاریک لے  
 کیونکہ ہو سکتے ہیں اور پٹا ہے جان ہونے سے کیونکر چلیں گے اور آسمان کو  
 کیا جو ان سمجھا کہ اس کی کھال نکالی جاوے گی ۔ یہ بڑی نادانی اور جھگلی پن کی بات ہے ۔  
**حقیقت** سورج کے پیٹے جانے سے یہ مطلب ہے کہ بے نور ہو جاوے گا اور جب وہ بے نور  
 ہو گیا تو سورج جو اسی سے فیضیاب میں خود بخود گلے ہو جاوے گا ۔  
 آسمان کی کھال اتارنے سے یہ مطلب ہے کہ پہٹ کر سُرخی مائل ہو جائیگا ۔ سنو  
 قرآن شریف خود بتلاتا ہے ۔

وَالشَّقِيقَاتُ السَّمَاءُ فَكَانَتْ دَسَدَاتٍ كَالِدِهَانِ

گو معنوں صاف ہے مگر ناپاک باطن والوں کو علم کہاں : (ہو مکا صفحہ ۵۶)

(۱۵۹) سورہ انفطار : جس وقت کہ آسمان پہٹ جاوے اور صوبت تاریکدا ہو جاوے  
 اور جس وقت کہ دریا پیرے جاوے اور صوبت کہ قبریں زندہ کر کے اٹھائی جاوے ۔

(آیت ۲-۳-۴-۵)

آسمان پہٹ کر سورج رنگ گلاب کی طرح ہو جائیگا ۔



[illegible]

پندت جی! قبروں کے اگٹے سو مراد ہو قبروں والوں کا اٹنا۔ کیونکہ۔  
 اگر کوئی کہے کہ چنان بولڈ میں تو یہاں پہیرا کبھی جاو گی کہ چنان پر بیٹھے ہوئے  
 انسان ہم لیتے ہیں ۲ (عہدہ کا صفحہ ۱۰)

سما جیو ابھی سوای جی کی سمجھ اور دیانت ہے، کہ حذف مصنف بھی نہیں سمجھتے  
بلکہ اپنی تصنیف جو مکالمہ بھی بھول جاتے ہیں۔

(۱۵۴) سورہ بروج :- قسم ہے آسمان برجوں والے کی۔ بلکہ وہ قرآن ہے  
بزرگسینچ لوح محفوظ کے (آیت ۱۷۱)

محقق اس مصنف قرآن کے جغرافیہ اور علم ہیئت کی کچھ بھی نہیں پڑے ہاتھ نہیں تو  
آسمان کو قلعہ کی مانند بیچوں والا کیوں کہتا؟ اگر چل و خیزہ یہ جو کچھ برج  
کہتا ہے تو اور برج کیوں نہیں ہیں؟ اس لئے یہ برج منہیں ہیں بلکہ سب تارہ لوک  
یعنی کرہ میں کیا قرآن خدا کے پاس ہے؟ اگر یہ قرآن اس کا تصنیف شدہ ہر تختہ ایسی علم  
جو دلیل سے خالص لا علم ہوگا۔

مدقق ۱۵۴ قرآن الہی سمجھ پر سوامی جی ابرو سے ہر ادیان کی مزیتیں



ہیں۔ جسے قرآن خود بتلاتا ہے۔

لَعَنَ اللَّهُ الْفٰرِثَ الَّذِیْ نَافَاہُ فَمَنَازِلَ حَتّٰی عَادَکَ الْعُجْرَانِ الْفٰدِیْرِ

کیا چاند اور دیگر سیاروں کی منزلیں نہیں ہیں یاں ہم یہ نہیں سمجھے کہ پشت ہی کیا کہنہ میں  
کتا اگر حمل دینہ ہوں گویا کہتا ہو تو اور برج کیوں نہیں؟ کوئی سماجی دوست اسکا  
مطلب ہمیں یہاں سے ترجمہ مشکوٰۃ ہو گئے اور ایک نسخہ اسی کتاب کلاں کی  
مذکر کر بیٹھے۔ جسے تو بے ادبی معاف) دیدانے کی سی بڑا معلوم ہوئی ہے۔  
اں سوانہ ہی قرآن خدا کر پاس سے ہے اور اس کر پاس ہے سکو اپر مشور  
پر مان دیتا ہے۔

میں لایزال اعلیٰ داشت اور کاش کی مانند محیط کل پر مشور میں بڑا دینہ چاروں

ویدتاہم ہیں۔ اسکو یہ چھاننا چاہئے (رگ وید منڈل۔ اسوکت ۱۸۴۔ منتر ۳۹)

اسی طرح قرآن کو ہم ماننے میں علمی طریق کو سمجھنا چاہو تو سکو! کلام نمبر ۱ کا نام ہو

(۱۵۵) سورہ طاریق: تحقیق وہ سکر کرتے ہیں۔ ایک کڑ اور میں بھی مکر کرتا ہوں  
ایک مکر آیت ۱۵-۱۶)

**محقق** اسکو کہتے ہیں شک ہے کہ کیا خدا بھی شک ہے؟ اور کیا چوری کا جواب چوری  
اور جوڑ کا جواب جوڑ ہے؟ کیا کوئی چور کسی آدمی کو گھر میں چوری

کر تو پہلے آدمی کو بھی چاہو کہ اسکو گھر میں جا کر چوری کرے؟ واہ! واہ! قرآن کو مصنف

**محقق** برہمن ہو کر گاؤں کے گوشت کا بھاؤ وہی مثال ہو پشت جی کی ہندو زاد سے  
ابہر کر عربی لفظ کی تحقیق اسکو کی تحقیق منہ میں ہو چکی ہے پڑھے

نہ کہے نام محمدناصل عربی سے واقف نہیں اور قرآن کے رد کا ٹھیکہ (تکذیب جلد ۱۵۷)  
(۱۵۷) سورہ فجر: اور آویگا پروردگار تیرا اور فرشتے صفت باندہ ہر اور لائی جادے کے

اُس دن دونوں آیت ۱۶-۱۷)

**محقق** کہو جی جیسے کو تو ال دسپہ سالار اپنی فوج کو لیکر صفت باندہ ہر کر تو ہیں

نہ چاند کے لئے ہم (خدا) نے منزلیں بنائی ہیں اور نہیں میں پھر تا پھر تپلی شاخ کی طرح ہوتا ہوں۔



ایسا ہی ان کا حال کرتا ہے بکھار دینا کو کر کی مانند سمجھا ہے کہ جس کو ملا کہ جہاں چاہیں وہاں بچاؤں اگر روزِ آخر (تلاش) ہے تو بیشک قیدی اس میں کیونکر ہو سکتے۔

**مذکورہ** (۱) پہلے آدمی کا کام ہے کہ جس کا کام کو نہ سمجھے وہ پوچھ لے۔ کیونکہ بہت سے **مذکورہ** (۲) کام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کا ظاہری ترجمہ سن کر سمجھ لینے کا ہی نہیں ہوتے (صفحہ ۱۵۰)

پس آنت کے معنی میں کھانا کا حکم پہنچتے ہی تمام ملا کر سٹ بائند سے ہو کر کھڑے ہو جائیں گے کہ حکم پوریل ارشاد کیا وہ دروازہ و دروازہ کو بھی خوب تپایا جائیگا کہ وہ خشک ہو کر ہلکا ہلکا باطن والے جانوں کو مسلہ کیاں؟ (صفحہ ۱۵۰)

**۱۵۱** سورہ شمس۔ وہیں کہا تھا واسطے ان کے پیغمبر خدا کے نے محافظت کرو اونٹنی خدا کی کو اور پانی پلانا اس کو کہ پس ٹھٹھایا او سکوپس پاؤں کاٹے اسکے پس ہلک ڈالی اور پھر ان کے رب ان کے نے (آیت ۱۳-۱۴)

**محقق** کیا خدا بھی اونٹنی پر چڑھ کر سیر کرتا ہے؟ نہیں تو کس واسطے رکھی ہے؟ اور **مذکورہ** (۱) بلاقیات کے اپنا عہد تو ان پر دبا کیوں ڈالی؟ اگر ڈالی تو ان کو سزا دی

پھر قیامت کی رات میں انھوں نے کہا اور اس رات کا ہونا چھوٹ سمجھا جائیگا؟ اس اونٹنی کی قریب سے قیاس ہوتا ہے کہ ملک عرب میں اونٹ اونٹنی کو سوا ایک دوسری سولہ کی کہہ جاتی ہے اس کو ثابت ہوتا ہے کہ ملک عرب کے رہنے والے نے یہ قرآن بنایا ہے (سببِ تالیف)

**مذکورہ** (۲) اونٹنی کا جواب نمبر ۱۱ میں ہو چکا ہے خدا تعالیٰ کے یہ بھی قاعدہ ہے کہ **مذکورہ** (۳) کبھی کبھی بدکاروں کو دنیا میں بھی سزا دیا کرتا ہے اور آخرت میں

بھی دیتا ہے اور دنیا جیسا کہ آریہ دوت کے ہندوؤں کو غازی محمد دغز تو سی مرغوم کے ہندوؤں کو دنیا میں شکست دلائی اور پرلوک میں بھی بندر سور بنائیگا۔ چنانچہ آپ نے بھی اس مضمون کو ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۶۹ میں ادا کیا ہے۔

**۱۵۲** سورہ غلق۔ یہاں اگر نہ باز رہیگا۔ البتہ گھسیٹنے کے ہم اس کو ساہتہ پیشانی کے وہ پیشانی کہ چوٹی ہے خطا کار ہم ملا دیں گے فرشتوں کو (آیت ۱۳-۱۴)



**محقق** اس ذیل چیرا سیوں کے گھسیٹنے کے کام سے بھی زندہ ہوا! صاحبِ پیشانی  
 بھی کہی جہوتی اور فقور وار ہو سکتی ہے؛ سواؤ روح کے یہ بھی خدا  
 ہو سکتا ہے کہ جو جلیانی نہ کہے وار و فر کو طلب کرے؛

**محقق** "تو آشنائے حقیقت نہ خطا اینجا هست"

"اے کیسا پانی ہے وہ سنش جو تکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی  
 کرتا ہے اور مذہب کی تاریکی میں چمکے عقل کو زائل کر دیا ہو ادبِ چہرہ تیار نہ ہو  
 ہندت جی کو خدائی کاموں میں ہمیشہ شہرہ ہوتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ خدا خود ہی اگر اپنے  
 ہاتھ سے کرتا ہے چنانچہ سابقہ نمبروں میں ناظرین یہی کہتے آئے ہیں اگر مزید ثبوت  
 اس بات کا لینا ہو تو نمبر ۵۲ میں خصوصاً سلاسلِ نسب کی جو عبارت بتو نقل کی ہو ملاحظہ  
 کریں۔ افسوس سوامی جی کو خبر نہیں کہ۔"

پریشو کے ہاتھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے باعث سے سب کرنا تا اورتا ہو رکھتا  
 ہے پٹاؤں نہیں لیکن محیطِ کل ہونے کے باعث سب زیادہ صاحبِ معرفت  
 ہے (ستارہ پر کاش صفحہ ۲۳۴)

پس سوامی جی اور ان کے پیلے چائے خود ہی بتلا دیں کہ خدا اگر کسی فعل کو اپنی  
 طرف نسبت کرے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہو؛  
 سُنو! وید بتلاتا ہے۔

"پیدائشِ عالم سے پہلے پریشو اس پیدا شدہ عالم کا ایک بے عدیل مالک یا محافظ  
 تھا۔ اُس نے زمین سے لیکر کاش (آسمان) تک تمام کائنات کو بنایا اور وہی  
 اوس کو قائم رکھتا ہے۔ (رگ وید اسک۔ ادھیائو۔ ۴۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷



اگر کوئی راستہ کہے کہ جہان بولتا ہے تو یہاں خدا کو بھی بائبل کہ جہان پر مشورہ ہو

آؤں پر لکھتے ہیں: (عبرانی ۱۱)

دفعہ کا دار و مدار نبی نہیں دیتا توں میں سے ایک ہر کا ہر کا ذکر ہے اور غیر میں  
ہر کا ہے۔ اگر کسی فرشتے سے خدا کا کام لینا خلاف شان الوہیت ہو تو فرشتے دیتا توں  
سے فرشتہ پورے کرنا بائبل میں (دیکھو آیت ۱۵۹)

(۱۵۹) سورہ قدر۔ حقیقی نازل کیا ہے قرآن کو سچ رات قدر کے اور کیا جانے  
تر کیا ہے رات قدر کی۔ اترتے ہیں فرشتے اور ارواح پاک بھی اُس کے ساتھ حکم پر ہنگام  
پانے کے واسطے ہر کام کے (آیت ۱۵۹)

**محقق** اگر ایک ہی رات میں قرآن نازل کیا تو یہ بات کہ فلاں آیت فلاں  
وقت میں اتری کیونکہ درست ہو سکتی ہے اور رات اندھیری ہوتی ہے اس کے  
معلق کیا پوچھنا ہے ہم لکھا آئے ہیں کہ ادھر سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا  
لکھتے ہیں کہ فرشتے اور ارواح پاک خدا کا حکم سے دُنیا کا انتظام کرنے کے واسطے  
آتے ہیں۔ اس سے صاف ہو گیا کہ دراصل انسان کے محدود امکان پر اب تک  
معلوم ہوتا تھا کہ خدا فرشتے اور پیغمبرین کی کہانی پر اب ایک روح القدس جو سچی شکل پڑی  
اب نہ مانے یہ چوتھی روح القدس کیا ہے؟ یہ تو عیسائیوں کے مذہب یعنی باپ۔ بیٹا  
اور روح القدس تین کے ماننے کے علاوہ چوتھی شے شکل پائی۔ اگر کہ ہم تینوں کو خدا نہیں  
مانتے۔ ایسا ہی نہیں لیکن جب روح القدس علیحدہ ہو تو خدا فرشتے اور پیغمبر کو روح القدس  
کہنا درست ہے یا نہیں۔ اگر یہ بھی پاک روح میں تو پھر کسی خاص وجود کو پاک روح  
کیوں کہتے ہو؟ اور خدا گھوڑے وغیرہ حیوانوں رات دن اور قرآن وغیرہ کی قسمیں کہاتا  
ہے۔ قسمیں کھانا شریف آدمی کا کام نہیں +

**محقق** پختہ جی فرشتوں سے بڑے گھبراتے ہیں۔ کیوں نہ ہو  
یہ تو تم یرون الملیکۃ لا یقولون آمین للجنین

۱۰ کافر میں روز فرشتہ کو دیکھنے کی اور بھی خیر نہ ہو گی +



نما جو اسکو اورد فرماتا ہے۔

"تینیس دوتا اُس پر مائتا کے تقسیم کئے ہوئے خرافے کو پورا کر رہا ہے یا اس کی  
قدرت کے جودی عظمت ہیں؟" راخروید کا نڈ ۱۰۱ پر پیا ٹک ۲۳۰ - اڈاک ۵۔

(۳۷)

کیا کوئی ہے؟ جو اس پاکیزہ کلام پر افسر امن کرے کہ عیسائیوں کے تو تین خدا  
تھے وید نے تینتیس اور پیدھور کو طاکر چوتیس کہاں سے بنائے ہیں؟

نما جو اوجہ کلام ان دوتاؤں سے پیدھور لیتا ہے وہی فرشتوں سے خدایتا ہے  
قرآن کا لفظ مشترک ہے دو معنی ہیں جیسے آپ نے بھی پوچھا صفحہ ۲۱۹ پر ایک لفظ  
کی دو اصطلاحیں لکھی ہیں۔ اس طرح قرآن مجید کتاب کو بھی کہتے ہیں جو ایک خاص  
کتاب ہے۔ اور اسکے ایک جز کو بھی کہتے ہیں افسوس آپ کے تو پروفیسر سل سترم قرآن  
انگریزی نے خوب سمجھا کیا آپ نے کسی مسلمان سے بھی نہیں سنا تھا کہ آج میں نے قرآن  
پڑھا۔ آج تو نے قرآن نہیں پڑھا یعنی میں قدر میں روز پڑھا کرتا ہوں۔ اُتنا آج پڑھا ہے  
یہ نہیں کہ تمام قرآن ختم کیا۔ اگر غور کریں تو یہ اصطلاح کوئی خاص قرآن ہی سے نہیں  
کیا ہوں میں وید نہیں پڑھا جاتا کیا ہوں سے آتے ہوئے کہی آپ نے نہیں سنا  
کہ آج پنڈت جی نے ہون میں وید پڑھا اور کیا سارا پڑھا؟ نہیں بلکہ ایک حصہ پڑھا  
پس سارا قرآن تو وقتاً فوقتاً اترتا رہا ہے لیتا القدر میں بھی کسی قدر اترتا ہے اُسی کا  
ذکر اس آیت میں ہے ایک معنی اور بھی ہیں کہ لیتا القدر کی شان میں قرآن اترتا یعنی  
اوسکی تعریف خدا نے قرآن میں بیان کی کہ وہ رات بڑی فضیلت والی ہے اُس ایک  
رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے افضل ہے راقم کے نزدیک یہ معنی صحیح ہیں  
کیونکہ حدیثوں میں صراحتاً ہے کہ پڑھو نہ لٹا ہے راویان حدیث کہا کرتے ہیں ہذا لایۃ  
نزلت فی ابی بکر۔ نزالت فی عمرو دینار ابوبکر میں اُتری یعنی اُنکی  
شان میں اُتری ہے۔ پس اس طرح کا تعارض یا تناقض نہ رہا۔ کہ قرآن کسی وقت

نہ دیکھو سورت پوسٹ کی ابتدا ترجمہ انگریزی +



اٹا ہو۔ جب اس میں کسی خاص وقت کی فضیلت یا قرین ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت میں اٹنا سب سے بہتر ہے۔ اس کی شان میں اترتا ہے۔ یہاں تک کہ صرف سواری ہی کی جگہ کاغذ پر قسم کا جواب نسبت میں دیکھو۔

بھلا اللہ سواری ہی کے امتزاجوں کے جوابوں سے تو ہم فانی ہوا اب ایک قرائن سب اللہ ہم اپنی طرف سے کر کے پندرت ہی کا فیروہ اکو پر دیکھو ۱۰ اکو تو ہیں تاکہ ہمارے سواری دست ہم سے کشیدہ خاطر ہوتے ہوں تو اس احسان کو یاد کر کے اللہ ہی کو خیر و بکیریں ہیں سنو!

۱۰۔ کہہ دو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے امتیاز ہے۔ نہیں بنا اس نے اور نہ بنا گیا اور نہیں واسطے، اللہ کے بارے میں کہنے والا کوئی کہ سورہ اخلاص آیت ۱

**محقق** دیکھو جو دیکھو قرآن والا کہتا ہے کہ خدا نے نہ بنا اور نہ بنا گیا حالانکہ کر دے اللہ ساری کہتے ہیں کہ جس طرح خداوند کا بیٹا ہے میرے اور کو بنا ہو۔ جب جذبہ ہو کہ کہیں کہ ہزاروں کروڑوں آدمی متفق ہوں جو کہ بنا کر اور اپنی کوشش ظاہر کر رہے ہیں کہ جو بنا اور نہ بنا ہو (دیکھو نیز)۔  
تساویوں کی دریاہ لی دیکھو کہ ہفتا ہزار سواری کی کمی کو پورا کیا اور پھر دوسروں احسان کیلئے مشکل سوال کو جواب دہی نہیں دیا تاکہ ہمارے احسان انہوں میں کوئی کمی نہ ہو۔

پس اس احسان کے بدلے میں ہماری ایک بات تو تو تیار لکھتے اسی میں ادھر لکھا

وہ یہ ہے

کہ تم اپنے تھے انمول پر کا بند بھاؤ۔ اگر ہوں گی سو تو نصیحت ہم ہی بتلائے دیتے ہیں۔  
لہذا ہم کے تباہ کرنے اور بھٹ کے ہونے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔  
آپ میں چلتے ہی نے قرآن شریف کی نسبت اپنی رائے دی ہے ہر ہے کہ  
اسکو بھی نقل کر کے نظریں سے دور رہیں اور مدد بھی اپنی رائے محقق کی نسبت  
بیان کرے۔ چنانچہ وہ یہ ہے:-



## قرآن کے متعلق محقق کی رائے

اب اس قرآن کے معنوں کو لکھ کر مانتوں کے پیش نظر  
کتابوں کے یہ کتاب کیسی ہے؛ بچہ سے پڑھو تو یہ کتاب  
مذہب عالم کی بنائی ہوئی ہے اور نہ علم کی ہو سکتی ہے یہ تو  
بہت حق سے نقص ظاہر کئے اس لئے کہ لوگ دوسرے میں پڑ کر اپنی عمر بیکار نہ مٹائے  
نہ کر رہے ہو کہ ہیں حق ہی سی پچائی ہے۔ وہ دین وغیرہ علمی کتابوں کے مطابق ہونے سے  
بچہ کو منظور ہے۔ دوسرے ادبی مذاہب کے لئے اور تعصب سے متبر عالموں اور عاقلوں کو منظور  
ہے۔ اس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہیں۔ اور انسان  
کی روح کو مثل حیوان کے بنا اس میں خلل ڈال کر فساد پچانوں میں اتفاقی پھیلا باہم  
تکلیف کو بڑھا دیا والا معنوں ہے۔ اور پھر کثرت و دش کا تو قرآن گھبراخانہ پر پھینک دیا  
ان لوگوں پر رحم کریں کہ سب باہمی محبت اتفاق اور ایک دوسرے کے سکھ کی ترقی کرنے میں رہیں  
ہوں۔ جیسے میں اپنا یا دوسرے مذاہب کا نقص طرفدار ہی چھوڑ کر ظاہر کرتا ہوں اس لئے اگر سب  
مختلف لوگ کریں تو یہ مشکل ہے کہ آپس کی نا اتفاقی چھوڑ کر اتفاق ہو کر خوشی ہو ایک مذہب  
ہو کر آسانی حاصل ہو سکے یہ تصور اس قرآن کی بابت لکھا ہے۔ اس کو عقلمند و اراک لوگ مصنف کے  
حق کے مطابق سمجھ کر فائدہ اٹھادیں۔ اگر کہیں سمجھا غلط ہو گئی ہو تو اس کو صحیح کر دیں۔

## محقق کی نسبت محقق کی رائے

محقق بذاتہ معنی حق و روش نہ تحقیق کنندہ۔ بڑا اچکچ پاتی  
متعصب۔ و دیا سے خالی۔ علم سے بے بہرہ۔ اندرونی دہریہ  
اور بظاہر آریہ دوسرے مذہب پر بجا حملے کرنے والا زبان دراز  
بظاہر سادہ و خفیہ کچھ اور۔ دہرا دہر کی ملا کر سوز کھوں اور جو قوفوں کو پرانہ نے  
والا سب سے بڑا کہ یہ کہ ویدوں کو بدنام اور تحریف کرنے والا۔ قرآن۔ انجیل۔  
اور تورات و دیگر الہامی نوشتوں کی اصلاح اور معانی سے نادان۔ اس معنی پر  
ایک تو یہی تحریر اس کی شاہد عدل ہے۔ علاوہ اس کے موافقوں اور مخالفوں کی شہادت  
موافقوں بلکہ ذہنی پھیلوں کی شہادت بہت ہی خود طلب ہے۔ گو اس میں محقق جی کا نام نہیں

۱۰ ایک بات کوئی ابھرا ناگر پٹت جی ایسے نہیں کہ ایک سوال کو دوبارہ پیش کریں ناظرین غور و محنت کریں و مضمون



مگر یہ بھی اصول اور سب ایسے لوگوں کو شامل ہے اسلئے جنہاں کامل کا حکم پہنچ چکا ہے۔  
پہنچتے ہیں بیکر ہم صنعت مگر سب کی آلات اور اخلاص محنت ہی کہتی ہیں کسی کو  
معتدی نہیں کہتے ہیں۔

پہنچتے ہیں نام محمد فاضل عربی کی صحت سفاکی سے جا ملے ہیں اور قرآن کے  
ادب شیکوہ نگاہیں پہنچتے ہیں اور آداب سے جگہ بدل رہے

چوتھی گفت است سحری در زینا + ادایا ایھا الصاتی ادو کا ساونا دلہا  
تیسرا قصہ از بیہودہ + کرنا گاہ بہر تو قہرنا

پہنچتے ہیں کہ غافلان کا بیان پہلے تو ہم ہالہ سبھا کرتے تھے مگر انہوں نے  
اور کی تصدیق کرادی۔

پہلا بیان اخلاق میں دیانت کے برابر شاید ہی کوئی ہو اس کا ایک سرے سے

آپ کے سب پر کلاش کی بارش کی ہر پہلیے چانچ بھی اسی راہ میں کوئی

کیا ہی پاجی بہر ماں آوارہ کیوں نہ ہو۔ آری سماج میں داخل ہوا اور فرشتہ بنا ہوا ہے

سے ہونے والی کی مانند منہ پخت کو کالی دیو میں بھی ان لوگوں کو شرم نہیں آتی۔

رومانا تہہ ہر گزٹ لاہور اب است مشہور

دوسرا بیان مسلمانوں میں نہایت مستانہ گمانیا فرقہ پیدا ہو کر قرآن شریف کو

بے حرمتی سے پہنچے ہیں اور کہے کہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ سب کتب

محرور فضول ہیں بلکہ کہے کہ گمانیا ہے سب کے سب جاہل اور خود غرض ہیں اور اس

دعویٰ پر قرآن کو اپنے اٹال کی طرح سیدھا کر رہے تو اس وقت ہر مسلمان بھالی اور دیگر

مناہجے آئیو کی وجہ سے ہندوؤں کی بے بس حالت محسوس کر گئے۔ اجاڑ دیا نام لاہور

لے اس جہاں میں ہم نے عرب و روم میں ضرورت کیا ہے۔ سفسکوٹ کی بھائی بھائی اور ولید کی

بہنوؤں ان گناہوں سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کی نسبت گناہ پر کلاش ہے تو واقف نہیں۔

مگر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ہر جہاں ہندوؤں کے ہونے چاہیے۔ اس لئے یہ بیان محنت ہی کی

بے حد قربانیت و فطرت انہوں نے ہماری دہریہ سے



مطبوعہ ۴ مارچ ۱۹۷۱ء

سماجی بھنوں پر ارتھنا { گورمانہ میں ایسے جوشیلے اور تیز مزاج یا تجربہ کار بھی ہیں جنکے

تجربہ نے انکو یہاں تک پہنچایا ہے کہ انہوں نے اپنا اصول ہی یہ مقرر کر رکھا ہے اور اسی اصول کی لوگوں کو بھی ہدایت کیا کرتے ہیں ۔  
کلونخ انداز پاداش سنگات

مگر خدا کی سچی کتاب قرآن شریف کا اصول ایسے جوشیلے اصولوں نے زالا اور  
انسان پرستی ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

یعنی مناظرہ میں سب سے عمدہ اصول کو مدنظر رکھا کرو۔ اسی لئے ہم نے سوامی جی کے  
جواب میں اس جوشیلے اصول کو ترک کر کے حتی المقدور کتاب اللہ کے پاک اصول کو مدنظر رکھا  
ہے تاہم مقتضای بشریت اگر کہیں کوئی لفظ نکل گیا ہو جس سے ہمارے سماجی دوستوں کو  
رنج ہو تو وہ پندت جی کی تحریر میں اس اندازہ کا لفظ تلاش کریں گے تو اُمید ہے کہ اس سے  
کئی درجہ زیادہ وزنی اور گلوبجائیگا۔ بدلنے کو ہمیں معافی کا ایک کارڈ لکھیں کیونکہ جو خلعت  
سوامی جی سے باوجود سادہ ہواوریگی ہونے کے نہ چھوٹی۔ وہ کسی قدر ہم گنہگاروں میں ظہور  
کرے تو آپ ہی بتلائیں کہ کہاں تک ہم معذور ہیں ۔

ہاں اگر یہ زعم ہو کہ سوامی جی نے جو کچھ دوسری قوموں کے بزرگوں بلکہ مشرک خدا کو  
بڑا بہلا کہا ہے وہ ان لوگوں کی تحریروں سے بطور نتیجہ کے بتلایا ہو تو سنو! اگر ہم یہ فرض  
بھی کر لیں کہ وہ نتیجہ واقعی صحیح ہے اور سوامی جی کی غلط فہمی کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے  
پندت جی کو یہ طریق زیبا اور مناسب نہ تھا کیونکہ انکا پرمان ہے کہ

ہر وقت انسان کو مناسب ہے کہ وہ شیریں کالی کو کام میں لاوے کسی اندھے کو اسے

اندھے! ہلکے پکارنا سچ تو ضرور ہے لیکن سخت کالی کے باعث ادھرم (سیدتی) ملے

ہے : (اپریش بخری ص ۱)

سماجی دوستو! کیا یہ اہمیتی کے ذات ہیں جو کہانیاں



خصائل البنی - شامل ترمذی کا نام

اردو ترجمہ کیا گیا ہے - - - - ۱

مناظرۃ النکینہ - مشہور معروف مناظر

جو نکینہ میں آریوں سے ہوا تھا - ۴

بحث تناسخ - تناسخ اور مادہ کا ابطال ۱۲

تغلیب الاسلام بحجاب ترمذی الاسلام

(دھرم پال) جلد اول ۳ جلد دوم ۳

جلد سوم ۳ جلد چہارم ۳ چارویں قیمت ۱

المحدث کا مذہب - فقہ المحدث

بعض مؤرخین کو مسلمہ مسائل کا بیان - ۳

الاسلام علیکم - اسلامی سلام کے حکام - ۱

سیرت بدعت - بدعات کا رد - ۱

میل و ملاپ - اتفاق کا سبق دینے

والا قابل دید رسالہ - - - - ۳

اسلامی تاریخ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے

عالم مبارک بچوں کے لئے بہت مفید ۱

اسلام اور برٹش لاء یعنی سیاست محمدیہ

اور قوانین انگریزیہ کا مقابلہ دکھلا کر بدلائل

ثابت کیا کہ اسلامی قانون جو فلاح ہے ۴

محرک اسلام - رسالہ ترک اسلام کا معقول

مکمل اور مفصل جواب - - - - ۶

شادی بیوگان اور یتیموں کی - ۱

نسبت خیرات قرآن کریم کی - ۱

نسبت خیرات قرآن کریم کی - ۱

صحیفہ محبوبہ - قادیانی رسالہ صحیفہ مصیبت

کا جواب اور مرزا کی تردید - - - - ۴

حدوث دنیا - قدامت دنیا کا ابطال ۱

شرعیات و طریقت - ہر دو کا بیان ۱

الہامات مرزا - مرزا صاحب قادیانی

کے الہاموں کی مفصل تردید مع جواب

مآئینہ حق نما - - - - ۵

حدوث دید - قدامت دید کا ابطال

دید سے - آریوں کا رد - - - - ۱

نماز اربعہ - اسلامی نماز کے احکام اور

دیگر مذاہب کی عبادتوں سے مقابلہ ۲

سوامی دیانند کا علم و عقل ۱

ترک تناسخ مع فتوح البرہان جیسوں

تناسخ کی بہت تردید ہے ہر دو حصہ ۱۲

ترک نیوگ - نیوگ کی تاریخ اور اس کے

نقائص پر زبردست کتاب - - - - ۸

ثمرات تناسخ - تناسخ کے نتائج - ۳

علم الفقہ مذہب کی مروجہ کتب اور علم یہود

عالمانہ بحث - - - - ۲

الفوز العظیم - قرآن کریم کی تمہوں کی حکمت ۱۳

کلمہ طیبہ - کلمہ شریف کی تشریح - - - - ۱

جماعت کتب کے ملنے کا پتہ -

میں جو دفتر اہل حدیث امرتسر

میں جو دفتر اہل حدیث امرتسر



3115

1115

21

2115

1115

97

2115

21

10



